بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتباہی نوٹس

عوام النّاس کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جماعت المسلمین ایک خالص دینی جماعت ہے اس کا کسی فرقے، مسلک، مذہبی مکاتب فکر یا سیاسی گروہ سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ انہی نظریات کے پرچار کے لئے امیر جماعت المسلمین سید مسعود احمدؒ (متوفی) نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر مبنی تفسیر قرآن عزیز، منہاج المسلمین، تاریخ الاسلام والمسلمین و دیگر کتب تحریر کیں اور جماعت المسلمین کے مرکز سے شعبۂ نشر و اشاعت جماعت المسلمین کی زیر ادارت نفع و نقصان سے مبرّا، خالص دینی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے شائع کرتے رہے اُن کے انتقال کے بعد موجودہ امیر جماعت المسلمین محمد اشتیاق صاحب کی زیر نگرانی مطبوعات جماعت المسلمین شائع ہو رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ چند کاروباری ذہنیت کے افراد و مفاد پرست ادارے مطبوعات جماعت المسلمین کو یا ان کے اقتباسات کو بغیر ہماری اجازت طبع یا فروخت کر رہے ہیں۔

اشتہار ہذا کے ذریعہ ان تمام افراد و اداروں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ مطبوعات جماعت المسلمین (مصنف سید مسعود احمدؒ) کی طباعت و اشاعت کرنا یا بغیر اجازت جماعت المسلمین کے نام یا اس کے ذیلی ادارے، ادارۂ مطبوعات اسلامیہ کے نام کو استعمال کر کے کوئی بھی کتاب چھاپ کر فروخت کرنا یا جماعت المسلمین کے لوگو (logo) کو بغیر اجازت استعمال کرنا سوسائٹی آرڈیننس XXI 1860، کاپی رائٹ آرڈیننس XXXI 1962، اور ٹریڈ مارک آرڈیننس 2001 کے تحت سنگین جرم ہے۔

لہٰذا ایسے تمام افراد و ادارے جو ایسے غیر قانونی و غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ہیں انتظامیہ جماعت المسلمین ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور بھاری ہرجانہ وصول کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تفسیر قرآنِ عزیز

جزء ۲ - (سورۂ آل عمران)

مرتّبہ

مسعود احمد

بی ، ایس سی۔

امیرِ جماعتُ المسلمینؒ

جماعتُ المسلمینؒ

(رجسٹرڈ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب ــــــــــــــــــــــــ تفسیر قرآن عزیز (جلد ۲)

سالِ طباعت ــــــــــــــــــــــــ ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۹۸۸ء

اشاعت ــــــــــــــــــــــــ اوّل

تعداد ــــــــــــــــــــــــ ایک ہزار

مطبع ــــــــــــــــــــــــ امیج پرنٹرز

کتابت ــــــــــــــــــــــــ محمد نذیر خوشنویس

قیمت ــــــــــــــــــــــــ ۷۸/- روپے

شائع کردہ

جماعت المسلمین (رجسٹرڈ)

مسجد المسلمین کوثر نیازی کالونی، نارتھ ناظم آباد بلاک 'جی' کراچی ۳۳

جملہ حقوق بحق جماعت المسلمین (رجسٹرڈ) رجسٹریشن نمبر ۳۶۶/۱۹۸۵ (پرانا نمبر ۲۱۶۳/۶۵-۶۶) محفوظ ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین تفسیر سورۂ آل عمران

نمبر	مضمون	صفحہ
۱	سورۂ آل عمران کی فضیلت	۱
۲	توحید	۳
۳	آیات کی قسمیں	۱۰
۴	جنّت کی نعمتیں	۲۶
۵	توحید	۳۴
۶	اتباع رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)	۵۸
۷	حضرت مریمؑ کا ذکر	۶۸
۸	حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر	۷۳
۹	حضرت مریمؑ کا ذکر	۸۰
۱۰	حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر	۸۶
۱۱	مباہلہ	۱۰۸
۱۲	دعوتِ حق کے بنیادی اصول	۱۱۳
۱۳	اللہ تعالےٰ کے عہد اور قسم کو توڑنے کی برائی	۱۳۷
۱۴	صدقات کی قبولیت کی شرط	۱۶۷
۱۵	دنیا کا پہلا عبادت خانہ	۱۷۴
۱۶	فرقہ بندی کی ممانعت	۱۸۴
۱۷	جنگ احد	۲۳۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک وتعالےٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں

ہمارا اِمام صرف ایک یعنی : محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم .. فِرقہ وارانہ امام نہیں

ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فِرقہ وارانہ مذہب نہیں

ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فِرقہ وارانہ نام نہیں

بنیادِ محبّت صرف ایک یعنی : اللہ تعالےٰ سے تعلّق .. دُنیوی تعلقات نہیں

وَجہِ افتخار صرف ایک یعنی : ایمانُ باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ آل عمران

فضیلت

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِقْرَأُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا تَاْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل قراءۃ القرآن وسورۃ البقرۃ جزء اول ص۳۲۱)

دو جگمگانے والی سورتیں یعنی سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھا کرو کیونکہ وہ دونوں قیامت کے دن ایسی حالت میں آئیں گی گویا وہ دو بادل ہیں یا دو سائبان ہیں یا صف باندھے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں۔ وہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے حجّت پیش کریں گی۔

(۲) حضرت نواس بن سمعانؓ کہتے ہیں :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدَمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلُ عِمْرَانَ وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اَمْثَالٍ مَا نَسِيْتُهُنَّ بَعْدُ قَالَ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ كَاَنَّهُمَا حِزْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل قراءۃ القرآن وسورۃ البقرۃ۔ جزء اول ص۳۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن قرآن اور قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے لایا جائیگا سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران قرآن کے آگے آگے ہوں گی، (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو سورتوں کی تین مثالیں بیان فرمائیں۔ میں ان مثالوں کو (سننے کے) بعد کبھی نہیں بھولا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا وہ دو بادل ہیں یا دو سیاہ سائبان ہیں جن کے درمیان خوب روشنی ہو رہی ہے یا قطار باندھے ہوئے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں، یہ دونوں سورتیں اپنے اصحاب کے لئے حجّت پیش کریں گی (یعنی اللہ تعالےٰ سے بخشش طلب کریں گی)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بے حد مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾
نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ
وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَاللّٰهُ
عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾

ترجمہ | الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللہ (ہی الٰہ ہے) اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہ زندہ (جاوید) اور ہمیشہ قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا ہے ﴿۲﴾ اُسی نے (اے رسول) آپ پر حق کے ساتھ

کتاب نازل کی، جو پہلے آنے والی (تمام کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے، اُسی نے توریت اور انجیل نازل کی تھیں ③ جو اس کتاب سے پہلے لوگوں کے لئے ہدایت (کا ذریعہ) تھیں، اور (اب) اسی نے حق و باطل میں تمیز کرنے والی (یہ کتاب) نازل کی (تو) جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ (کے لئے ان کو عذاب دینا کچھ مشکل نہیں اس لئے کہ وہ) غالب ہے اور بدلہ لینے والا ہے ④

معانی و مصادر (حَیٌّ) حَیِیَ، یَحْیٰی، حَیَاۃٌ (س) زندہ ہونا (حَیٌّ = زندہ)
(قَیُّوْم) قَامَ، یَقُوْمُ، قَوْمٌ وقَوْمَۃٌ وقِیَامٌ وقَامَۃٌ۔ کھڑا ہونا۔ (قیّوم = قیّام۔ وہ جس کی ابتداء نہ ہو اور جو بذات خود قائم ہو، ہمیشہ قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا)۔
(فُرْقَان) فَرَقَ، یَفْرُقُ، فَرْقٌ، فُرْقَانٌ (ض ن) جدا کرنا، پھاڑنا۔

تفسیر الٓمّٓ ۲:۔ یہ حروف مقطعات ہیں، ان کے متعلق ہم سورۂ بقرہ کی ابتداء میں لکھ چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ ان کے معانی و مقاصد کا علم اللہ تعالےٰ ہی کو ہے۔
(اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ) اللہ ہی واحد الٰہ ہے، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (النسآء - ۱۷۱)

اللہ ہی واحد الٰہ ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَئِنَّکُمْ لَتَشْھَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اٰلِھَۃً اُخْرٰی، قُلْ لَّآ اَشْھَدُ، قُلْ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ○
(الانعام - ۱۹)

(اے رسول آپ ان سے پوچھیئے) کیا تم شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی الٰہ ہیں (اگر وہ شہادت دیں تو آپ ان سے) کہہ دیجیئے کہ میں شہادت نہیں دیتا (بلکہ آپ ان سے صاف صاف) کہہ دیجیئے کہ صرف اللہ ہی ایک الٰہ ہے اور میں تمہارے شرک سے جو تم کر رہے ہو (بالکل) بیزار ہوں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ مُّنْکِرَۃٌ وَّھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ ○
(النحل - ۲۲)

تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل (اللہ کی توحید کو) تسلیم نہیں کرتے اور وہ تکبّر (و سرکشی) کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○
(النحل ۔ ۵۱)

اور (اے رسول، کہہ دیجیے) کہ اللہ فرماتا ہے کہ دو الٰہ نہ بناؤ، وہی ایک الٰہ ہے (اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ) بس مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

(اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ) اللہ تعالےٰ حیّ وقیّوم ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کی نہ ابتداء ہے اور نہ انتہاء، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهٗ۔
(صحیح بخاری کتاب التوحید باب و کان عرشہٗ علی الماء۔ جزء ۹ ص ۱۵۲)

اللہ (ہمیشہ سے) ہے اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔

اللہ تعالےٰ زندہ ہے، اُسے کبھی فنا نہیں، اُسے کبھی موت نہیں آئے گی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ
(الفرقان ۔ ۵۸)

اور (اے رسول) آپ اس حیّ (وقیّوم اللہ) پر بھروسہ رکھیے جس کو (کبھی) موت نہیں آئے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعاء فرمایا کرتے تھے۔

اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ وھو العزیز الحکیم جزء ۹ ص ۱۴۳ و روی مسلم نحوہ کتاب الذکر)

(اے اللہ) میں تیری عزت کی پناہ طلب کرتا ہوں، تیرے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، تو ہی ہے کہ جس کو موت نہیں آتی۔ جنات اور انسان تو مرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ قیّوم ہے، قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○
(فاطر ۔ ۴۱)

بے شک اللہ آسمانوں کو اور زمین کو تھامے ہوئے ہے تاکہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہیں۔ اور اگر وہ (اپنی جگہ سے) ہٹ جائیں تو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جو اُن کو تھام سکے، بے شک اللہ (بڑا) بردبار اور بخشنے والا ہے (کہ مشرکین کے شرک کی ان کو فوری سزا نہیں دیتا)۔

(نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ) اے رسول، اُسی اللہ نے جو حیّ وقیوم ہے آپ پر یہ کتاب سچائی کے ساتھ نازل فرمائی ہے (مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ) جو پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ) اسی حیّ وقیوم اللہ نے اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے توریت و انجیل نازل فرمائی تھیں (وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ) اور اب اسی حیّ و قیوم اللہ نے (لوگوں کو ہدایت کرنے والا اور) حق و باطل میں فرق کرنے والا قرآن مجید نازل کر دیا ہے۔ قرآن مجید یقیناً حق ہے۔ اس کے حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ (الرعد - ۱)

جو کچھ آپ کے ربّ کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ (سب) حق ہے،

قرآن مجید حق ہے اور حق کی تعلیم دیتا ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ (یونس - ۱۰۸)

(اور اے رسول) آپ کہہ دیجئے اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے حق آگیا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ (البقرۃ - ۹۱)

یہ (کتاب) حق ہے اور ان کی کتاب کی تصدیق بھی کرتی ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ۔ (المآئدۃ - ۴۸)

اور (اے رسول) ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلے آنے والی (ہر) کتاب کی تصدیق کرتی ہے۔

الغرض قرآن مجید حق ہے، حق کے ساتھ نازل ہوا ہے اور ان تمام کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے اللہ تعالےٰ کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوتی رہیں۔ لوگوں کو چاہیئے کہ قرآن مجید پر ایمان لے آئیں (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ) اور جو لوگ ایمان نہیں لائیں گے اور اللہ تعالےٰ کی آیات کا انکار کریں گے تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کے لئے سخت عذاب تیار ہے (وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ) قرآن مجید کا انکار کرنے والے اس عذاب سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے، اللہ تعالےٰ ضرور ان سے اس انکار کا بدلہ لے گا وہ بدلہ لینے پر قادر ہے، وہ غالب ہے اور حق کا انکار کرنے والوں سے بدلہ لیا کرتا ہے، یعنی انہیں حق کا انکار کرنے کی سزا دیا کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ○
(الٓمٓ تنزیل السجدۃ ۔ ۲۲)

ہم گنہ گاروں سے (ان کی اس حرکت کا) ضرور بدلہ لیں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○
(ابراھیم ۔ ۴۷)

(اے رسول) آپ یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ نے جو وعدہ اپنے رسولوں سے کیا ہے اس کے خلاف کریگا (اللہ ضرور وعدہ کے مطابق ان سے انتقام لے گا) بے شک اللہ بڑا زبردست اور انتقام لینے والا ہے۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہمیشہ زندہ رہنے والا، قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا مانیئے۔ دوسرا کوئی اس صفت کا حامل نہیں، قرآن مجید پر ایمان لائیے، یہ بالکل حق ہے، اس کا انکار کر کے عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیجیئے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ
وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝٥ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ
فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ، لَآ إِلٰهَ إِلَّا
هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٦

ترجمہ (اللہ کو کافروں کے تمام گناہوں کا علم ہے اس لئے کہ) زمین اور آسمان میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ سے پوشیدہ ہو ۝٥ وہی ہے جو (اے انسانو) ارحام (مادر) میں تمہاری شکلیں جیسی چاہتا ہے بنا دیتا ہے۔ (یہ کام دوسرا کوئی نہیں کر سکتا لہٰذا) اُس غالب اور حکمت والے کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ۝٦

معانی و مصادر
(یَخْفٰی) خَفِیَ، یَخْفٰی، خَفَاءٌ، خُفْیَةٌ (س) پوشیدہ ہونا۔
اَرْحَام = رَحِمٌ یا رِحْمٌ کی جمع۔ بچہ دانیاں۔
(یَشَآءُ) شَآءَ، یَشَآءُ، شَیْءٌ، مَشِیْئَةٌ ومَشَآءَةٌ (ف) چاہنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ بدلہ لینے والا ہے۔ بدلہ لینے کے لئے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ بدلہ لینے والے کو جس سے بدلہ لیا جا رہا ہے اس کے تمام اعمال کا علم ہو، اس چیز کی وضاحت کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ) زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالےٰ سے پوشیدہ نہیں، اللہ تعالےٰ کو ہر ایک چیز کا علم ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (الانعام - ۵۹)

خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اُسے علم ہے، کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ تعالےٰ کے علم میں ہوتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے

جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

(الحدید ۔ ۳)

الغرض اللہ تعالےٰ کو دنیا والوں کے تمام اعمال کا علم ہے اور یہی نہیں وہ تو اتنا باخبر ہے کہ اُسے یہ بھی علم ہے کہ رحم مادر میں کیا ہو رہا ہے، بلکہ (هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ) اے انسانو، وہی تو ہے جو ماں کے پیٹ میں تمہاری شکلوں کو جس طرح چاہتا ہے بناتا رہتا ہے، ماں کے پیٹ میں تم جن جن مراحل سے گذرتے ہو وہ تمام مراحل اللہ تعالےٰ کی تخلیق سے رونما ہوتے ہیں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو ان مراحل کا خالق ہو اُسے ان مراحل کا علم نہ ہو، بغیر علم کے تخلیق کیسے ممکن ہے؟ الغرض جب اللہ تعالےٰ کو رحم مادر میں بچہ کی تمام تبدیلیوں کا علم ہے تو پھر اے لوگو اس سے تمہارے اعمال کیسے پوشیدہ رہ سکتے ہیں، یقیناً اس سے تمہارے اعمال پوشیدہ نہیں رہ سکتے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، رحم مادر میں انسانوں کی تخلیق اسی کا کارنامہ ہے، اور جس کی یہ صفت ہو وہی تو الٰہ ہے، اس کے علاوہ دوسرا کوئی ایسا نہیں جسے ہر چیز کا علم ہو اور جو رحم مادر میں بچوں کی تخلیق پر قدرت رکھتا ہو لہٰذا وہ الٰہ کیسے ہو سکتا ہے۔ (لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ) الٰہ کوئی نہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے (الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) وہ غالب ہے، مغلوب نہیں ہوتا، وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے، کسی کام سے عاجز نہیں ہوتا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى أَمْرِهٖ اللہ اپنے (ہر) کام پر غالب (اور اس کو پورا کرنے پر قادر) ہے۔

(یوسف ۔ ۲۱)

اللہ تعالےٰ حکیم ہے، اس کے ہر کام حکمت پر مبنی ہوتے ہیں وہ کافروں سے بدلہ لینے میں تاخیر کر رہا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بدلہ لینے پر قادر نہیں ہے، نہیں بلکہ وہ اس لئے تاخیر کر رہا ہے کہ اس میں اس کی کوئی مصلحت ہے، ہو سکتا ہے کہ اس تاخیر کے زمانہ میں بعض لوگ ایمان لے آئیں اور دائمی عذاب سے بچ جائیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، آپ جو عمل بھی کریں گے اللہ تعالےٰ کو اس کا علم ہوگا، آپ اس سے چھپا کر کوئی کام نہیں کر سکتے تو پھر اللہ تعالےٰ سے ڈریئے اور اس کو ناراض کرنے والا کوئی کام نہ کیجئے، اسی میں آپ کا بھلا ہے۔ اگر آپ نے اللہ تعالےٰ کو ناراض کرنے والے کام کئے تو

آپ اللہ تعالےٰ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے، وہ زبردست ہے، آپ اس کو عاجز نہیں کر سکتے، وہ جب چاہے آپ کو عذاب میں مبتلا کر سکتا ہے۔ اگر آپ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو بس وہ کام کیجیے جن سے اللہ تعالےٰ خوش ہوتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ
مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ
وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ
فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ
مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ
وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ
فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ
عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً، اِنَّكَ
اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝٨ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ
النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ، اِنَّ
اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝٩

ترجمہ (اور اے رسول) وہی ہے جس نے آپ پر (اپنی) کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں (جن کا سمجھنا مشکل نہیں) اور وہی کتاب کی اصل ہیں اور بعض آیتیں ایسی ہیں جو متشابہ ہیں (ان کی حقیقت معلوم کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ معلوم کرنا ممکن ہے) پھر (بھی) جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ آیت کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تاکہ اس کے حقیقی معنوں کو تلاش کریں اور کوئی فتنہ برپا کریں حالانکہ اللہ کے علاوہ نہ کوئی اسکے حقیقی معنوں کو جانتا ہے (اور نہ جان سکتا ہے) اور جن لوگوں کو علم میں رسوخ ہے وہ (متشابہ آیت کے معنوں کی تلاش میں نہیں پڑتے بلکہ وہ تو) اس طرح کہتے ہیں! 'ہم اس پر ایمان لائے (اور یہ (اور اس جیسی) تمام آیات ہمارے ربّ کی طرف سے (نازل ہوئی) ہیں'۔ (اے لوگو، خبردار ہو جاؤ، یہی عقلمند ہیں) اور عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں ۝٧ (علم میں رسوخ رکھنے والے لوگ ایمان کے اقرار کے ساتھ اس طرح دعائیں بھی کرتے ہیں کہ) "اے ہمارے ربّ، ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر، ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطاء فرما، بے شک تو بہت عطاء فرمانے والا ہے ۝٨ (اور) اے ہمارے ربّ، (ہمارا ایمان ہے کہ) تو یقیناً ایک دن جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں، (تمام) لوگوں کو جمع کرے گا" (اے لوگو، سنو) بے شک اللہ (سب کو ایک دن جمع کرے گا، یہ اس کا وعدہ ہے اور وہ) وعدہ خلافی نہیں کرتا ۝٩

معانی و مصادر (مُحْكَمٰتٌ) اَحْكَمَ، يُحْكِمُ، اِحْكَامٌ (باب افعال) مضبوط کر دینا، روک دینا۔ (اُمٌّ) اَمَّ، يَؤُمُّ، اَمٌّ وَاِمَامٌ وَاِمَامَةٌ (ن) آگے ہونا، پیشوا ہونا (اُمٌّ کسی

شئ کی اصل، وہ چیز جو کسی دوسری چیز کا آغاز ہو، وہ چیز جو کسی دوسری چیز کا سبب ہو یا اس کی تربیت کا سبب ہو)۔
(مُتَشٰبِهٰتٌ) تَشَابَهَ، يَتَشَابَهُ، تَشَابُهٌ (باب تفاعل) ایک دوسرے کے مشابہ ہونا۔
(زَيْغٌ) زَاغَ، يَزِيْغُ، زَيْغٌ وزَيَغَانٌ وزَيْغُوْغَةٌ (ض) ٹیڑھا ہونا۔
(تَاْوِيْل) اَوَّلَ، يُؤَوِّلُ، تَاْوِيْلٌ (باب تفعیل) لوٹانا، تفسیر کرنا۔
(رَاسِخُوْنَ) رَسَخَ، يَرْسُخُ، رُسُوْخٌ (ن) استوار اور پائدار ہونا، بارش کی تری کا زمین کی نمی تک پہنچ جانا۔
(اَلْبَاب) لَبِبَ، يَلْبَبُ، لُبٌّ، لَبَبٌ، لَبَابَةٌ (س) عقل والا ہونا (اَلْبَاب = لُبٌّ کی جمع۔ لُبٌّ = عقل، دل، ہر چیز کا جوہر)
(تُزِغْ) اَزَاغَ، يُزِيْغُ، اِزَاغَةٌ (باب افعال) ٹیڑھا کرنا۔
(هَبْ) (وَهَّاب) وَهَبَ، يَهَبُ، وَهْبٌ ووَهَبٌ وهِبَةٌ (ف) دینا۔
(مِيْعَاد) وَعَدَ، يَعِدُ، وَعْدٌ وعِدَةٌ ومَوْعِدٌ (ض) وعدہ کرنا (مِيْعَاد = وعدہ کی جگہ یا وقت)۔

تفسیر (هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ) (وہ اللہ جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہ اللہ جو حیّ وقیّوم ہے، وہ اللہ جو زبردست ہے، حکیم ہے اور منتقم ہے، وہ اللہ جو علیم وخبیر ہے جس سے زمین وآسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں) اسی (اللہ عزوجل) نے (اے رسول) آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے (لہٰذا اس کتاب کا ہر قانون مضبوط، حکمت سے پُر اور نقص سے معرّٰی ہے) (مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ) اس کتاب میں بعض آیتیں محکم ہیں (جن میں معنوی لحاظ سے نہ کوئی اشتباہ پایا جاتا ہے اور نہ کوئی پیچیدگی، ان میں ایسے احکام ہیں جو انسان کو بے راہ روی سے روک کر کامیابی وکامرانی، فلاح وبہبود کی منزل سے ہمکنار کرتے ہیں) (هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ) وہ آیتیں ہی درحقیقت کتاب الٰہی کی اصل ہیں (ان ہی کی تعمیل میں فوز وفلاح کا راز مضمر ہے، دینی ضابطہ حیات کی بنیاد وہی ہیں، نزول قرآن مجید کی غرض وغایت انہی آیات میں ہے، عبادت واطاعت جو کہ تخلیق انسانی کا اصل مقصد ہے اس کے تمام شعبے انہی آیات کے اندر پیوست ہیں، ان کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا آسان ہے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

(اقتربت الساعۃ۔ ۱۷، ۲۲ و ۳۲ و ۴۰)

اور (اے لوگو) ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝
(الکھف - ۱)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی طرح کی) کجی نہیں رکھی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ
(الزمر - ۲۸)

(ہم نے) قرآن (کو) عربی زبان میں (اتارا ہے) اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں (رہے)۔

آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ) اور قرآن مجید کی بعض آیتیں مشابہات ہیں، (ان کا مطلب واضح نہیں ہے ان کو محض تشبیہی و تمثیلی رنگ میں بیان کیا گیا ہے، مثلاً اللہ تعالےٰ کا ہاتھ، چہرہ وغیرہ، اللہ تعالےٰ کی صفات، اس کا سننا، دیکھنا وغیرہ۔ ہمارے سمجھانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس قسم کی تشبیہات بیان کی ہیں لیکن ان کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا، کوئی نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ اور چہرے سے کیا مراد ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ کی سماعت اور بصارت کی کیا حقیقت ہے، انہی میں حروف مقطعات بھی شامل ہیں کہ ان کے بھی معانی واضح نہیں کئے گئے، کوئی نہیں جانتا کہ ان حروف کا کیا مقصد ہے) ہاں (فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ) جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں (ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ) ان کا مقصد اس قسم کی باتوں سے صرف یہ ہوتا ہے کہ فتنے پھیلائیں (لوگوں کو گمراہ کریں، ان کو ایسی باتوں میں مشغول کر دیں جن میں مشغول رہنے کا کوئی فائدہ نہیں) الغرض وہ ان آیات کی حقیقت کو جاننے کی جستجو میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں حالانکہ (وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ) ان کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالےٰ کے (وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا) اور جو لوگ علم میں رسوخ رکھنے والے ہیں (وہ ان آیات متشابہات کے پیچھے نہیں پڑتے، وہ ان کی تاویل کی جستجو نہیں کرتے)، وہ تو صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ ہم ان آیات پر ایمان لائے، محکم اور متشابہ سب آیتیں ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہیں، (وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ) نصیحت تو عقل والے ہی حاصل کرتے ہیں (وہ ان آیات پر غور کرتے ہیں جو محکم ہیں، ان کو سمجھتے ہیں، ان سے نصیحت حاصل کرتے ہیں، پھر ان پر عمل کرتے ہیں، وہ ان آیات پر غور نہیں کرتے جن کی تاویل وہ کر نہیں سکتے، جو محض تمثیلی رنگ میں نازل ہوئی ہیں اور جن پر صرف ایمان لانا کافی ہے، اُن میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس پر عمل ضروری ہو، عقلمند آدمی ہی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جن آیات میں کوئی عملی پہلو نہیں ان میں مشغول رہنے سے محض وقت کا ہی ضائع کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنا ہے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ
اور (اے انسان) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ○

(بنی اسرآئیل ۔ ۳۶)

پیچھے نہ پڑ، بے شک کان، آنکھ اور دِل ان سب سے (قیامت کے دن) اس معاملہ میں باز پُرس ہوگی۔

آیت زیرِ تفسیر کے مطالب کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

(۱) محکم آیات کو سمجھ کر ان پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۲) متشابہ آیات کے حقیقی معنی کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالےٰ کے۔

(۳) متشابہ آیتوں کے حقیقی معنوں کی جستجو کرنے والوں کے دلوں میں کجی ہے، وہ ان معنوں کی جستجو صرف فتنہ برپا کرنے کے لئے کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو عقیدۃً گمراہ کردیں اور ان کو عمل سے دور کردیں۔

(۴) علم والے وہ ہیں جو ان آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، ان کی حقیقت جاننے کی جستجو نہیں کرتے،

(۵) نصیحت حاصل کرنے والے ہی عقلمند ہوتے ہیں اور عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ آیات متشابہات میں غور کرنے والے بیوقوف ہی ہوسکتے ہیں اس لئے کہ جو اپنی عاقبت خراب کرے وہ بے وقوف نہیں تو اور کیا ہوسکتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هُوَ الَّذِىْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ، فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ اُولُوا الْاَلْبَابِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ صـ۴۲ وصحیح مسلم کتاب العلم باب النہی عن اتباع متشابہ القرآن جزء ۲ صـ۴۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ هُوَ الَّذِىْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ، مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ آپ نے اس آیت کو اولوا الالباب تک پڑھا پھر فرمایا! جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو اس (کتاب کی) متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں تو (سمجھ لو) یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ نے (اس آیت) میں ذکر کیا ہے (یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں کجی ہے) تو (اے ایمان والو) تم ان لوگوں سے بچنا (ان سے ڈرتے رہنا کہیں وہ تم کو ان آیتوں کی حقیقت کی جستجو میں مشغول کرکے تمہارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کردیں)۔

پھر اللہ تعالےٰ نے اہل علم و اہل عقل لوگوں کی دعاؤں کا ذکر فرمایا :۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا: وہ اس طرح دعائیں کرتے ہیں (رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ) اے ہمارے ربّ تو نے ہمیں ہدایت دی تو اب ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر، (ہمیں گمراہی سے بچا، ہمیں آیات متشابہات کے پیچھے پڑنے سے بچا) ہمیں اپنے پاس سے رحمت (خاص) عطاء فرما بے شک تو بہت عطاء کرنے والا ہے۔ (رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ) اے ہمارے ربّ تو یقیناً تمام لوگوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں (تو اے ہمارے ربّ اس دن تو ہمیں رسوا نہ کرنا) (إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ) (اے لوگو، سنو وہ دن ضرور آکر رہے گا، اللہ تعالےٰ نے اس کا وعدہ کیا ہے) بے شک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

عمل

اے لوگو، محکم آیات کو سمجھیئے، ان پر عمل کیجیئے۔

اے لوگو، متشابہ آیات پر ایمان لائیے لیکن ان کے پیچھے نہ پڑیئے، ان کے پیچھے پڑ کر اپنے دلوں کو ٹیڑھا نہ کیجیئے۔ ایسے لوگوں سے بچتے رہیئے جو متشابہ آیات کے پیچھے پڑتے ہیں، مزید برآں ایسے لوگوں کی خوب تشہیر کیجیئے تاکہ لوگ ان سے واقف ہو جائیں اور ان سے بچتے رہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں :۔

سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ قَالَ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاعْرِفُوهُمْ (ترمذی کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورہ آل عمران۔ سندہ صحیح جزء ۲ صـ ۲۳۶)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالےٰ کے فرمان "جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے" کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا، جب تم ان لوگوں کو دیکھو تو ان کی تشہیر کرو۔

اے لوگو، متشابہ آیات کے حقیقی معنوں کو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا، اگر کوئی جاننے کا دعوی کرتا ہے تو وہ اس آیت کا منکر ہے، اُسے اس آیت کی روشنی میں کافر سمجھیئے۔

اے لوگو، دلوں کو کجی سے بچانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو دعائیں ان آیات میں سکھائی ہیں انہیں یاد کیجیئے اور ان کے ذریعہ اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرتے رہا کیجیئے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ
أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ
وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ﴿١٠﴾ كَدَأْبِ
آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ
وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾ قُل لِّلَّذِينَ
كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ
جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾

ترجمہ (اس دن) جو لوگ کافر ہیں ان کو ان کے مال اور اولاد اللہ (کے عذاب) سے ذرا سا بھی نہیں بچا سکتے یہ لوگ دوزخ کا ایندھن ہوں گے ﴿۱۰﴾ ان لوگوں کا وہی حال ہوگا جو حال کہ آل فرعون اور ان سے پہلے لوگوں کا ہوا تھا، انہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی (اور گناہوں میں

مبتلا رہے) اللہ نے ان کو ان کے گناہوں کی سزا میں پکڑ لیا اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (۱۱) (اے رسول) کافروں سے کہہ دیجیئے کہ تم عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور (قیامت کے دن) دوزخ میں دھکیل دئے جاؤ گے اور وہ بہت بُری جگہ ہے (۱۲)

معانی و مصادر (تُغْنِیَ) اَغْنٰی، یُغْنِیُ، اِغْنَاءٌ (باب افعال) کام آنا، بچانا۔
(وَقُوْدٌ) وَقَدَ، یَقِدُ، وَقْدٌ وَوَقَدٌ وَوُقُوْدٌ (ض) بھڑکنا (وَقُوْدٌ = ایندھن)۔
(دَأْب) دَأَبَ، یَدْأَبُ، دَأْبٌ وَدَأَبٌ وَدُؤُوْبٌ (ف) کسی کام میں ہمیشہ محنت کرتے رہنا (دَأْبٌ = عادت، حالت)
(مِهَاد) مَهَدَ، یَمْهَدُ، مَهْدٌ (ف) بچھانا (مِهَاد = بچھونا)

تفسیر (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ) ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے کافروں کو تنبیہ کی کہ اگر وہ ایمان نہیں لائے تو ایک دن آنے والا ہے جس دن ان کے یہ مال کام نہیں آئیں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰی ○ (واللیل اذا یغشٰی ۔ ۱۱)

اور جب وہ (دوزخ میں) گرے گا تو اسکا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ○ (الحاقة ۔ ۲۸)

(اس دن مجرم کہے گا آج) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔

آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا) (مال ہی نہیں) اولاد بھی ان کے کام نہ آئے گی، وہ دن ایسا ہولناک ہوگا کہ اُس دن ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوگی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ○ (عبس ۔ ۳۴ تا ۳۶)

اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا، اپنی ماں اور اپنے باپ سے (بھاگے گا) اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھاگے گا)۔

قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا، وہاں تو اپنا ایمان اور اپنے اعمال کام آئیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پھوپھی اور اپنی بیٹی سے فرماتے ہیں:۔

یَا اُمَّ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اِشْتَرَیَا اَنْفُسَکُمَا مِنَ اللّٰهِ لَآ اَمْلِكُ لَکُمَا مِنَ اللّٰهِ

اے زبیر بن العوّام کی ماں، اے اللہ کے رسول کی پھوپھی، اے فاطمہ محمد کی بیٹی، اپنی جانوں کو اللہ سے خرید لو، میں اللہ (کے غضب) سے

شَیْئًا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب من انتسب الیٰ آبائہٖ فی الاسلام والجاھلیۃ جزء ۴ ص۲۲۳ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الایمان باب فی قولہ تعالےٰ وانذر عشیرتک الاقربین ۱/۱۰۸)

(تمہیں بچانے کے معاملہ میں) تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتا۔

الغرض قیامت کے دن نہ مال کام آئیں گے، نہ اولاد کام آئے گی، آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔ (وَاُولٰٓئِکَ ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ) (یہ کافر جو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے انکار کر رہے ہیں اپنا انجام سوچ لیں) یہ لوگ قیامت کے دن دوزخ کا ایندھن ہوں گے (یہ لوگ دوزخ میں اس طرح ڈال دئے جائیں گے جس طرح ایندھن آگ میں ڈالا جاتا ہے اور جس طرح ایندھن آگ میں جلتا ہے اسی طرح یہ بھی آگ میں جلیں گے) (کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ) (اور دنیا میں) ان لوگوں کا وہی حشر ہوگا جو آل فرعون اور ان سے پہلے جو قومیں گذری ہیں ان کا ہوا تھا (کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِھِمْ) انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی سزا میں پکڑ لیا (پھر ان کو نیست و نابود کر دیا، اگر یہ کفار ایمان نہیں لائے تو ان کو بھی اسی طرح نیست و نابود کر دیا جائیگا) (وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ) اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے (کافروں کو چاہیئے کہ اس عذاب سے بچنے کی فکر کریں اور ایمان لے آئیں ورنہ جب اللہ تعالےٰ گرفت میں لے گا تو اس کی گرفت بڑی سخت ہوگی، یہ اس سے بچ کر کہاں جائیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ ۝ (والسماء ذات البروج - ۱۲)

(اے رسول) آپ کے ربّ کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ) (اے رسول، ان کافروں سے) کہہ دیجئے (یہ تمہاری شوکت و حشمت ایک دن ختم ہونے والی ہے) تم عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے (مسلمین تم پر غالب ہوں گے۔ یہ تو دنیا میں تمہاری ذلّت اور رسوائی ہوگی پھر قیامت کے دن) (وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَھَنَّمَ) تم کو دوزخ میں ڈال دیا جائیگا (وَبِئْسَ الْمِھَادُ) اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

الغرض ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے کفّار مکہ کو بڑی سخت دھمکی دی ہے، اللہ تعالےٰ نے فرمایا: اے کافرو، اللہ کے رسول کی مخالفت سے باز آجاؤ ورنہ دنیا میں بھی تم پر عذاب نازل ہوگا جیسا کہ جنگ بدر میں ہوا اور آخرت میں بھی تم عذاب میں گرفتار ہوگے۔

آل عمران ۔ ۔ ۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۱۳

ترجمہ (اور اے کافرو) تمہارے لئے ان دو جماعتوں میں جن کی (جنگ بدر میں) ایک دوسرے سے مڈ بھیڑ ہوئی (بڑی) نشانی ہے، ایک جماعت (مسلمین کی تھی جو) اللہ کے راستے میں لڑ رہی تھی اور دوسری جماعت کافروں کی تھی، کافروں کی نگاہ میں مسلمین دوچند نظر آ رہے تھے (اس طرح اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مرعوب کر کے ایک قسم کی نصرت عطاء فرمائی) اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی نصرت سے قوت عطاء فرماتا ہے، بے شک اس واقعہ میں آنکھوں والوں کے لئے (بڑی) عبرت ہے ۱۳

معانی و مصادر (اِلْتَقَتَا) اِلْتَقٰى، يَلْتَقِيْ، اِلْتِقَاءٌ (باب افتعال) ملاقات کرنا (اصلی حروف ل ق ی ہیں)

(يَرَوْنَ) (رَأْيٌ) رَأٰى، يَرٰى، رُؤْيَةٌ وَرَأْيٌ وَرَاءَةٌ۔ دیکھنا۔

(يُؤَيِّدُ) أَيَّدَ، يُؤَيِّدُ، تَأْيِيْدٌ (باب تفعیل) قوت دینا۔

(عِبْرَةٌ) عَبَرَ، یَعْبُرُ، عَبْرٌ (ن) پار کرنا، گذر جانا، مر جانا، دل میں تدبّر کرنا۔ (عِبْرَة = نصیحت)

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے کافروں کو پھر جھنجھوڑا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا) (اے کافرو، جنگ بدر کے نتائج پر تم نے غور نہیں کیا) اس میں تمہارے لئے نشانی ہے (یہ وہ دن تھا جس دن) دو جماعتوں کی آپس میں جنگ ہوئی (فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) ایک جماعت (مسلمین کی تھی جو) اللہ کے راستہ میں لڑ رہے تھے، (وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ) اور دوسری جماعت کافروں کی تھی (جو دین اسلام کے منکر تھے اور اللہ تعالےٰ کے رسول کے مخالف تھے۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمین کی مدد فرمائی) (يَرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ) دوران جنگ اللہ تعالےٰ نے کافروں کی نگاہ میں مسلمین کو دوچند کر کے دکھایا (کافر مرعوب ہو گئے، ان کی ہمتیں پست ہو گئیں، انہیں شکست ہوئی) (وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ) اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے (حق کی فتح ہوئی) آنکھوں والوں کے لئے اس واقعہ میں عبرت و نصیحت کا سامان ہے، (اے کافرو مسلمین کی فتح ان کے حق پر ہونے کی زبردست دلیل ہے، تمہیں چاہیئے کہ ایمان لے آؤ، اب تمہارے لئے ایمان نہ لانے کا کونسا عذر باقی رہا، اب تو حق و باطل میں امتیاز پیدا ہو گیا، حق حق ثابت ہو گیا اور باطل باطل ثابت ہو گیا، اب بھی تمہارا ایمان نہ لانا کسی معقول عذر پر مبنی نہیں، محض ضد و ہٹ دھرمی ہے)

جنگ بدر کا دن حق و باطل میں فرق کرنے والا دن تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ (الانفال ۔ ۴۱)

(جنگ بدر کا دن) جس دن دو جماعتوں کی مڈبھیڑ ہوئی حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے والا دن تھا۔

عمل

ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرتے رہیئے، اپنی بے سروسامانی کی وجہ سے ہمت نہ ہاریئے، اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں صحابہ کی اس حالت میں مدد کی کہ وہ بالکل بے سروسامان تھے اگر آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے، تقویٰ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ آپ کی بھی مدد کریگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (البقرۃ ۔ ۱۹۴)

اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ اللہ متقین (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اسکی نافرمانی سے بچنے والوں) کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (الروم ۔ ۴۷)

اور مؤمنین کی مدد کرنا ہم پر حق ہے (اور ہم مدد کرتے ہیں)۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ
النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ
مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ
الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ
ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ
عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ
بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا
عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ

مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ
بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ
وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ
وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾

ترجمہ عورتوں، بیٹوں، سونے اور چاندی کے خزانوں، نشاندار گھوڑوں، مویشی اور کھیتی کی (طرف انسانوں کو جو) رغبت (دی گئی ہے اس رغبت) کی محبت کو لوگوں کے لئے مزیّن کر دیا گیا ہے، (یہی وجہ ہے کہ لوگ ان چیزوں کی طرف دوڑتے ہیں حالانکہ) یہ مال و متاع دنیا کی زندگی کا عارضی اور قلیل فائدہ ہے اور اللہ کے پاس جو ٹھکانہ ہے وہ (بہت) اچھا ہے ﴿۱۴﴾ (اے رسول) آپ ان سے کہئے کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جو ان دنیوی چیزوں سے (بدرجہا) بہتر ہو، وہ باغات ہیں جو ان کے ربّ کے پاس متقیوں کے لئے (مخصوص) ہیں، (وہ باغات ایسے ہیں کہ) ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان باغات میں متقی لوگ ہمیشہ رہیں گے، (ان کے لئے وہاں) پاک بیویاں ہیں اور اللہ کی رضاء ہے اور (یہ نہ سمجھنا کہ) اللہ (اپنے نیک بندوں کے اعمال سے بے خبر ہے، نہیں، وہ اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے (اور ان کے اعمال سے واقف ہے) ﴿۱۵﴾ (یہ وہ لوگ ہیں) جو اس طرح دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ! اے

ہمارے ربّ، ہم ایمان لائے لہٰذا ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا ⑯ (ان لوگوں کے مزید صفات یہ ہیں کہ وہ مصائب میں) صبر واستقامت سے کام لیتے ہیں، سچ بولتے ہیں، فرمانبرداری کرتے ہیں، (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے رہتے ہیں اور صبح کے اوقات میں (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتے رہتے ہیں ⑰

معانی ومصادر

(حُبٌّ) حَبَّ، یَحِبُّ، حُبٌّ (ض) محبت کرنا۔

(اَلشَّهَوٰت) شَهَا، یَشْهُوْ وشَهِیَ، یَشْهٰی، شَهْوَةٌ (ن وس) چاہنا، خواہش کرنا۔

(قَنَاطِیرُ الْمُقَنْطَرَةِ) قَنْطَرَ، یُقَنْطِرُ، قَنْطَرَةٌ (باب فَعْلَلَةٌ۔ رباعی مجرد) مالدار ہونا۔ (قَنَاطِیر = قِنْطَار کی جمع۔ مال کثیر)۔

(الانعام) نَعَمَ، یَنْعُمُ، نَعْمَةٌ ومَنْعَمٌ (ف ن) خوشحال ہونا۔ (اَنْعَام = نَعَمٌ کی جمع، اونٹ وغیرہ)۔

(اَلْحَرْثِ) حَرَثَ، یَحْرِثُ، حَرْثٌ (ض ن) ہل چلانا۔

(متاع) (متاع = قلیل اور عارضی فائدہ)

(مَآب) آبَ، یَؤُوْبُ، اَوْبٌ، مَآبٌ (ن) لوٹنا۔

(وَنُنَبِّئُكُمْ) نَبَّأَ، یُنَبِّئُ، تَنْبِئَةٌ، تَنْبِیْئٌ (باب تفعیل) خبر کرنا۔

(قِنَا) وَقٰی، یَقِیْ، وِقَایَةٌ ووَقْیٌ (ض) بچانا۔ (قِ = بچا)

(صٰدِقِیْنَ) صَدَقَ، یَصْدُقُ، صِدْقٌ وتَصْدَاقٌ (ن) سچ بولنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر کیا جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اور جن میں خاص طور پر حسن اور دلکشی رکھی ہے، انسان ان کی طرف مائل ہوتا ہے اور ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ نعمتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

① عورتیں،
② بیٹے،
③ سونے اور چاندی کے خزانے،
④ نشاندار گھوڑے،
⑤ مویشی اور
⑥ کھیتی۔

دولت کی فراوانی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے قناطیر المقنطرہ کے الفاظ ذکر فرمائے ہیں۔ قناطیر قنطار کی جمع ہے۔ قنطار کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْقِنْطَارُ اَلْفَا اُوْقِيَةٍ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک ۲/۱۴۸) قنطار دو ہزار اوقیہ (چاندی) کے برابر ہوتا ہے (یعنی تقریباً ۱۲۳ کلوگرام)

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) یہ دنیا کی زندگی کا ساز و سامان ہے، یہ چند روزہ سامانِ عیش و عشرت ہے، زندگی ختم ہوئی تو یہ سامان عیش و نشاط یہیں رہ جائے گا۔ ان میں سے کوئی چیز انسان کے ساتھ نہیں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا، وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ (الحدید ۔ ۲۰)

(اے لوگو) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل و تماشا، (زیب و) زینت، آپس میں فخر (و مباہات) اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ جانے کی خواہش ہے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ اس سے اُگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے پھر وہ لہلہانے لگتی ہے (تو اور زیادہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں تو عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضوان بھی ہے (تو اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تمہیں کونسی چیز چاہیئے) اور (اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا چند روزہ سامان ہے (اس کی خاطر آخرت کو نہ بگاڑو)۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے جگہ جگہ دنیا کے مال و متاع کی بے ثباتی کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے اور اس کے مقابلہ میں آخرت کی نعمتوں کو دنیا کی نعمتوں سے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی بتا کر ان نعمتوں کے حصول کے لئے ترغیب دی ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ) اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے یعنی دارِ آخرت اس دارِ فانی سے بہت بہتر ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (الکہف ۔ ۴۶)

(اے رسول) مال اور بیٹے دنیا کی (زیب و) زینت ہیں اور باقی رہنے والے نیک اعمال آپ کے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور نیک توقعات

کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ○

(سبح اسم ربك الاعلیٰ۔ ۱۶-۱۷)

(لیکن اے لوگو تم آخرت کی زندگی کو ترجیح نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔

آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ) کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جو دنیا کی ان تمام نعمتوں سے بہتر ہو (لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ) وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، یہ باغات ان لوگوں کے لئے ہیں جو متقی ہیں، متقی ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے (ان سے یہ باغات اور ان باغات کی نعمتیں کبھی چھینی نہیں جائیں گی، وہاں ان کے لئے) پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور (ان سب سے بڑی چیز یہ کہ) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا۔

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے:۔

① آخرت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہیں،

② متقیوں کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں،

③ ان باغات میں متقی ہمیشہ رہیں گے،

④ ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی،

⑤ متقیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضاء و رضوان حاصل ہوگی،

اب ہم ان میں سے ہر ایک پر مزید روشنی ڈالتے ہیں۔

دنیا کی نعمتوں پر آخرت کی نعمتوں کی برتری

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ○

(النسآء ۔ ۷۷)

(اے رسول) کہہ دیجئے دنیا کا مال و متاع بہت تھوڑا ہے اور آخرت کا فائدہ اس شخص کے لئے جو متقی ہو (بہت) بہتر ہے اور (وہاں) کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا (ہر ایک کو اس کے عملوں کی مناسبت سے سزا و جزاء ملے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى، اَفَلَا

اور (اے لوگو) جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ (بس) دنیا کی زندگی کا (چند روزہ) مال و متاع اور اسکی زیب و

تَعْقِلُوْنَ ○

(القصص - ٦٠)

زینت ہے اور جو (اجر و ثواب) اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے، تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے (کہ جو چیز بہتر اور باقی رہنے والی ہو اس کے لئے جدوجہد کرو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

(الشوریٰ - ٣٦)

اور (اے لوگو) جو (مال و متاع) تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا چند روزہ ساز و سامان ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں (بہت) بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَاعَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ماجاء فی الرقاق جزء ۸ صـ۱۰۹ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب ۲/۱۱۲)

کوئی عیش نہیں مگر آخرت کا عیش (یعنی آخرت کے عیش کے مقابلے میں تمام عیش ہیچ ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب مثل الدنیا فی الآخرۃ جزء ۸ صـ۱۱۰)

جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

جنت کی نہریں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۔

(محمد - ١٥)

جنت جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اسکی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جن میں کبھی بو نہیں آئے گی، دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزا نہیں بدلے گا، شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے بڑی لذت (بخش) ہوں گی اور صاف و شفاف شہد کی نہریں ہیں۔

جنت کی نعمتیں کبھی ختم ہونے والی نہیں

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ، تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اُكُلُهَا دَآىِٕمٌ وَّظِلُّهَا، تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّعُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ ○

(الرعد - ۳۵)

اور (اے رسول) جس جنت کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اس کے پھل اور اس کے سائے (ہمیشہ) قائم رہنے والے ہیں، یہ ان لوگوں کا صلہ ہے جو متقی ہیں اور کافروں کا صلہ دوزخ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ○

(ھود - ۱۰۸)

اور جو (لوگ) نیک بخت ہوں گے وہ جنت میں (داخل کئے جائیں گے جس میں وہ جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں ہمیشہ رہیں گے مگر یہ کہ جو آپ کا ربّ چاہے (بے شک آپ کے ربّ کی) عطاء (کردہ نعمت) کبھی منقطع نہیں ہوگی۔

جنت میں ہمیشہ رہنے کے سلسلہ میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۵ کی تفسیر میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔

جنت میں متقیوں کے لئے پاکیزہ بیویاں ہوں گی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ○

(الرحمٰن - ۵۶)

ان میں نیچی نگاہ رکھنے والی عورتیں ہوں گی جن کو ان سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَحُوْرٌ عِیْنٌ ○ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ○ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

(الواقعۃ - ۲۲ تا ۲۴)

اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی، وہ ایسی ہوں گی جیسے چھپے ہوئے (آبدار) موتی۔ یہ ان اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے۔

جنت میں اللہ تعالیٰ کی رضاء ورضوان ہوگی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ○ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○

(التوبۃ ۔ ۲۰ تا ۲۲)

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا (یہ لوگ) اللہ کے نزدیک درجہ میں بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا ربّ ان کو اپنی رحمت اور رضوان کی خوشخبری دیتا ہے اور ایسی جنتوں کی بھی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے دائمی نعمتیں ہوں گی۔ یہ لوگ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے، بے شک (ان لوگوں کے لئے) اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالےٰ کی رضاء سب سے بڑی نعمت ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ، ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○

(التوبۃ ۔ ۷۲)

مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں سے اللہ تعالےٰ نے ایسے باغات کا وعدہ کیا ہے، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور دائمی (سرسبز وشاداب رہنے والے) باغوں میں عمدہ عمدہ مکانات کا وعدہ بھی کیا ہے، (وہاں اللہ ان سے راضی ہوگا) اور اللہ کی رضاء تو سب سے بڑی (نعمت) ہے (اور) یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبُّ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا رَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ

اللہ جنتیوں سے فرمائیگا! "اے اہل جنت" وہ کہیں گے! "اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں اور سعادت حاصل کرتے ہیں، ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے" اللہ تعالیٰ فرمائیگا! "کیا تم راضی ہو گئے؟" جنتی عرض کریں گے! "اے رب ہمیں کیا (عذر) ہے کہ ہم راضی نہ ہوں، تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطاء فرمائی ہیں کہ اپنی مخلوق میں سے کسی ایک کو

النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○
(آل عمران - ۱۳۳ و ۱۳۴)

(اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں، جو غصّے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں (یہ نیکی کرنے والے ہیں) اور اللہ نیکی کرنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے۔

الغرض متقی وہ لوگ ہیں کہ جو فراخی اور تنگی ہر حال میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

(۶) متقیوں کی چھٹی صفت اللہ تعالےٰ نے یہ بتائی کہ وہ اوقات سحر میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ○ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○
(الذّٰریٰت - ۱۵ تا ۱۸)

بے شک متقی باغوں اور چشموں میں (عیش کر رہے ہوں گے) اور جو کچھ ان کا رب انہیں دے گا وہ اُسے لے رہے ہوں گے، اس سے پہلے (دنیا میں) وہ (بہت) نیکیاں کرتے تھے، رات کو بہت کم سوتے تھے اور صبح کے اوقات میں (اللہ سے) بخشش مانگا کرتے تھے۔

عمل

اے لوگو اللہ تعالےٰ سے ڈریئے، تقویٰ پیدا کیجیے ہر ایک سے اخلاق حسنہ سے پیش آیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۹ ص۷۵ ورواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۵۴)

اللہ سے ڈرو جہاں کہیں بھی تم ہو، برائی کے بعد بھلائی کرو، یہ بھلائی اس برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہا کیجیے خصوصًا اوقات سحر میں خوب معافی مانگیے، صبر و استقامت کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیجیے۔ سچ بولیے۔

اللہ تعالےٰ کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کیجیے، اس کی فرمانبرداری کرتے رہیے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خوش حالی اور تنگ حالی غرض یہ کہ ہر حال میں خرچ کرتے رہا کیجیے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

ترجمہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور فرشتے اور وہ اہل علم بھی جو انصاف پر قائم ہیں اس بات کی گواہی دیتے ہیں (کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور یہ حقیقت بھی ہے کہ) اس غالب، حکمت والے کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ﴿۱۸﴾

معانی ومصادر
(شَهِدَ) شَهِدَ، يَشْهَدُ، شَهَادَةٌ (ك س) گواہی دینا۔
(قِسْطٌ) قَسَطَ، يَقْسِطُ، قِسْطٌ (ض) انصاف کرنا۔
(عَزِيْزٌ) عَزَّ، يَعِزُّ، عِزٌّ وعِزَّةٌ وعَزَازَةٌ (ض) باعزت ہونا، عزیز ہونا، قوی ہونا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کی گواہی دی اور اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر کس کی گواہی ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً، قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ، وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى، قُلْ لَّآ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○

(الانعام۔ ۱۹)

(اے رسول آپ ان سے) پوچھیئے کہ گواہی کے لحاظ سے سب سے بڑی ہستی کونسی ہے (پھر خود ہی) بتا دیجئے کہ اللہ (کی)، وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے (کہ میں اس کا رسول ہوں) اور یہ کہ میری طرف یہ قرآن نازل کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ تم کو اور جس جس کو وہ پہنچے ڈراؤں، (اے رسول آپ ان سے پوچھیئے) کیا تم شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی الٰہ ہے (اگر وہ شہادت دیں تو آپ ان سے) کہہ دیجئے کہ میں شہادت نہیں دیتا

(بلکہ آپ ان سے صاف صاف) کہہ دیجئے کہ صرف اللہ ہی ایک الٰہ ہے اور میں تمہارے شرک سے جو تم کر رہے (بالکل) بیزار ہوں۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ) اللہ تعالیٰ کی توحید پر فرشتے بھی گواہ ہیں اور وہ علماء بھی گواہ ہیں جو انصاف پر قائم ہیں، انصاف پسند علماء کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝

(بنی اسرآئیل۔ ۱۰۷ و ۱۰۸)

اس سے پہلے جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا (وہ تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور) جب یہ قرآن پڑھ کر ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں، اور کہتے ہیں ہمارا ربّ پاک ہے، بیشک ہمارے ربّ کا وعدہ پورا ہو گیا (وعدہ کے مطابق قرآن مجید آگیا)۔

البتہ وہ علماء جو حق پوش ہیں، ہٹ دھرم ہیں، جنہوں نے حق و انصاف کا دامن چھوڑ دیا وہ اللہ تعالےٰ کی توحید کا انکار کرتے ہیں، یہی وہ علماء ہیں جن کی وجہ سے دنیا میں شرک پھیل رہا ہے اور اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کے ساتھ دوسرے الٰہ بنائے جا رہے ہیں ایسے علماء کے متعلق ہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔

(التوبۃ۔ ۳۴)

اے ایمان والو، (خبردار ہو جاؤ) بہت سے علماء اور مشائخ لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں اور (یہی نہیں بلکہ) ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں۔

آیت زیر تفسیر میں فرشتوں کی اور منصف مزاج علماء کی گواہی کسی خاص مقصد کے لئے ہے ورنہ حقیقۃً تو اللہ تعالیٰ کی گواہی ہی کافی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

(النسآء۔ ۱۶۶)

(اے رسول، کافر اس کتاب کی تکذیب کر رہے ہیں) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے جو کتاب آپ پر نازل کی ہے اُسے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور (اللہ ہی نہیں) فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں (کہ یہ کتاب حق ہے) اور (فرشتوں کی گواہی کی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں) گواہی کے لئے اللہ (اکیلا ہی) کافی ہے۔

توحید پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا (لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) الٰہ تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا مگر وہ جو غالب ہو، زبردست ہو، حکمت والا ہو اور ان صفات کا حامل کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے لہذا صرف اللہ تعالیٰ ہی اِلٰہ ہے، دوسرا کوئی اِلٰہ نہیں۔

عزیز کے معنی ہیں وہ ہستی جو اتنی زبردست ہو کہ کسی سے مغلوب نہ ہو سکے، جو ہر شخص، ہر چیز اور ہر کام پر غالب رہے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (یوسف ۔ ۲۱)

اور اللہ اپنے (ہر) کام پر غالب (اور اس کو پورا کرنے پر قادر) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ○ (الاحزاب ۔ ۲۵)

اللہ ہی جنگ کے سلسلہ میں مؤمنین کے لئے کافی ہو گیا۔ (بے شک) اللہ (بہت) قوی اور زبردست ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ بھی زبردست اور اس کی مدد بھی زبردست۔ اس کی مدد جب آجاتی ہے تو پھر مخالف کا غالب ہونا ناممکن ہوتا ہے۔

عمل

اے لوگو، توحید پر قائم رہیئے، اللہ زبردست اور حکمت والے پر بھروسہ رکھیئے۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَا
اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا
مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا
بَيْنَهُمْ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ
اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾ فَإِنْ حَاجُّوكَ
فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ
اتَّبَعَنِ ۗ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا
فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ

الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾

ترجمہ بے شک دین (حق) تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو آپس میں اختلاف کیا تو ایسی حالت میں کیا کہ (اختلافی امور کے سلسلہ میں) ان کے پاس (دین کا یقینی) علم آچکا تھا، (پھر) محض آپس کی ضد کی وجہ سے (وہ اُس اختلاف پر جمے رہے اور اللہ کی آیات کا انکار کیا) اور جو شخص اللہ کی آیات کا انکار کرے تو (وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ) اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے ﴿۱۹﴾ پھر (اے رسول) اگر یہ آپ سے جھگڑیں (اور بحث ومباحثہ کریں) تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے اور میری اتباع کرنے والوں نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے (ہم تو بس دین، اسلام ہی کو سمجھتے ہیں) اور (اے رسول) آپ اہل کتاب اور ناخواندہ لوگوں سے کہیئے! "کیا تم اسلام قبول کرتے ہو"، اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو ہدایت یاب ہو جائیں گے اور اگر وہ (اسلام سے) منہ موڑیں تو آپ کی ذمہ داری سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ آپ (دین اسلام ان تک) پہنچا دیں، اللہ (اپنے) ان بندوں کو دیکھ رہا ہے (اور وہ خود ان سے حساب لے لیگا) ﴿۲۰﴾

معانی ومصادر

(دِیْن) دَانَ، یَدِیْنُ، دِیْنٌ ودِیَانَۃٌ کسی ملّت کو اختیار کرنا۔
(بَغْیًا) بَغٰی، یَبْغِیْ، بَغْیٌ، بُغًی، بُغْیَۃٌ۔ زنا کرنا، حق سے عدول کرنا، طلب کرنا۔
(سَرِیْع) سَرِعَ، یَسْرَعُ، سُرْعَۃٌ وسَرَعٌ وسَرْعٌ (ك س) جلدی کرنا۔
(حَاجُّوْكَ) حَاجَّ، یُحَاجُّ، مُحَاجَّۃٌ وحِجَاجٌ (باب مفاعلہ) جھگڑا کرنا۔
(اتَّبَعَنِ) اِتَّبَعَ، یَتَّبِعُ، اِتِّبَاعٌ (باب افتعال) پیروی کرنا۔
(بَصِیْرٌ) بَصُرَ، یَبْصُرُ، بَصَرٌ وبَصَارَۃٌ (س ك) دیکھنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے، اور صرف دین اسلام ہی اس کے ہاں قابل قبول ہے۔ جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین پر عمل کریگا تو اس کا نہ تو وہ دین مقبول ہوگا اور نہ وہ عمل مقبول ہوں گے جو اس دین کے مطابق کئے جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (آل عمران۔ ۸۵)

جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو (اور اس پر کاربند ہو) تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا (اس کے سارے عمل بیکار کر دیئے جائیں گے) اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوگا۔

اسلام ہی وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ○ (المآئدۃ ۔ ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

اسلام ہی ہدایت کا واحد ذریعہ ہے، اسلام قبول کر کے ہی ہدایت مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (الانعام ۔ ۱۲۵)

جس شخص کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

اہل کتاب کو علم تھا کہ اسلام حق ہے، ان کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات عالیہ کا ذکر موجود تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ (الاعراف ۔ ۱۵۷)

وہ (اس رسول کے ذکر جمیل کو) اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

ان صفاتِ جلیلہ کی وجہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ، اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ (الانعام ۔ ۲۰)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (لیکن) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں وہی ایمان نہیں لاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننا اس بات کا متقاضی تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانتے، آپ کی تصدیق کرتے، آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کو قبول کرتے لیکن وہ محض ہٹ دھرمی اور آپس کی ضد کی وجہ سے اسلام کا انکار کر رہے تھے، دین اسلام کی مخالفت کر رہے تھے اور اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کر رہے تھے، اللہ تعالےٰ نے انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: (وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ) (اور جو اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرے تو پھر اللہ سے بچ کر وہ کہاں جائے گا، اللہ تعالےٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے) اور پھر انہیں حق کو قبول نہ کرنے کی سزا دینے والا ہے) آگے فرمایا (فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ) اے رسول، اس علم کے باوجود اگر یہ اسلام کی حقانیت کے بارے میں آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے اور میرے پیروی کرنے والوں نے

اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے، ہم تو اسلام لا چکے ہیں، تم بھی اسلام قبول کر لو تو تمہارے حق میں اچھا ہے، پھر فرمایا اے رسول (وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ) آپ اہل کتاب سے بھی اور دوسرے کفار سے جو نہ کوئی کتاب رکھتے ہیں اور نہ انہیں کسی کتاب کا علم ہی ہے کہہ دیجئے کیا تم اسلام قبول کرتے ہو؟ (فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا) اگر وہ آپ کی دعوت قبول کر لیں اور اسلام لے آئیں تو وہ ہدایت یاب ہو جائیں گے (وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ) اور اگر وہ اس راہ ہدایت سے منہ موڑیں تو آپ کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے، ان کی گمراہی کی ذمہ داری آپ پر نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○
(النور ۔ ۵۴) (العنکبوت ۔ ۱۸)

اور رسول کے ذمہ تو بس (اللہ تعالیٰ کے احکام کو) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ
اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۔
(الشوریٰ ۔ ۴۸)

تو (اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ سوائے تبلیغ کے اور کچھ نہیں۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ) اللہ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے، یہ اگر ایمان نہیں لائیں گے تو کیا یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے غافل ہے،

نہیں وہ ان کے تمام اعمال سے واقف ہے اور ایک دن آئیگا کہ وہ ان سے ان کی مخالفت اور بد اعمالی کا حساب لے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ○
(الرعد ۔ ۴۰)

(اے رسول) آپ کے ذمہ تو بس پہنچا دینا ہے، حساب لینا ہمارے ذمہ ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے لہذا آپ دین اسلام کو قبول کیجئے، قرآن و حدیث کے دلائل و براہین مل جانے کے بعد اختلاف نہ کیجئے، اپنی بات پر نہ اڑے رہیئے، قرآن و حدیث کے دلائل مل جانے کے بعد بھی اپنی بات پر اڑے رہنا کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دیجئے، اسلام کی دعوت دیجئے، اختلاف کو ہوا نہ دیجئے، فرقہ وارانہ باتوں کو نہ پھیلائیے، فرقوں کو ختم کر دیجئے، مسلم بنیئے اور مسلم بنائیے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ
وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ
يَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ
مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ
أَلِيمٍ ﴿٢١﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ
نَّاصِرِينَ ﴿٢٢﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ
أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ
إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ

فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا
مَّعْدُوْدٰتٍ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ
مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ اِذَا
جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ، وَ
وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٥﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ تو بس (اتنا کریں کہ) ان لوگوں کو جو اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں اور (اس سے پہلے) انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے اور ان لوگوں کو بھی قتل کرتے رہے جو انصاف کا حکم دیتے تھے دردناک عذاب کی خوشخبری سنادیں ﴿٢١﴾ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں بھی برباد ہوگئے اور آخرت میں بھی اور (آخرت میں) ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا ﴿٢٢﴾ (اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (الٰہی) سے بہرہ مند کیا گیا تھا جب ان کو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کردے تو ان میں سے ایک (بڑی) جماعت اس سے منہ پھیر لیتی ہے اور روگردانی کرتی ہے ﴿٢٣﴾

اس کی (بڑی) وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ انہیں دوزخ کی آگ چند دن سے زیادہ نہیں چھوئے گی (یہ ان کا افتراء ہے اور) جو کچھ یہ افتراء کر رہے ہیں اسی نے ان کو سزا و جزا کے معاملہ میں فریب میں مبتلا کر رکھا ہے (۲۴) پھر جب ہم انہیں ایک ایسے دن جمع کریں گے جس (دن کے آنے) میں کوئی شک نہیں تو ان کا کیسا (برا) حال ہوگا۔ اس دن ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا، ان (میں سے کسی) کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہیں ہوگی (۲۵)

معانی ومصادر

(یَأْمُرُوْنَ) اَمَرَ، یَأْمُرُ، اَمْرٌ وإِمَارٌ (ن) حکم دینا۔
(اَلِیْمٌ) اَلِمَ، یَأْلَمُ، اَلَمٌ (س) تکلیف پانا۔
(حَبِطَتْ) حَبِطَ، یَحْبَطُ، حَبْطٌ وحُبُوْطٌ (س) ضائع ہونا۔
(غَرَّ) غَرَّ، یَغُرُّ، غَرٌّ وغِرَّةٌ وغُرُوْرٌ (ن) دھوکا دینا۔
(یَفْتَرُوْنَ) اِفْتَرٰی، یَفْتَرِیْ، اِفْتِرَاءٌ (باب افتعال) جھوٹ منسوب کرنا۔
(وُفِّیَتْ) وَفّٰی، یُوَفِّیْ، تَوْفِیَةٌ (باب تفعیل) پورا دینا۔

تفسیر

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی، ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے کرتوت، حق اور اہل حق سے بغض وعناد اور ان کے برے انجام کا ذکر فرمایا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے رہے، انبیاء کو قتل کرتے رہے اس حال میں کہ ان کا قتل کبھی بھی مبنی برحق نہیں ہو سکتا اور جو لوگ انصاف کا حکم دینے والوں کو بھی قتل کرتے رہے ایسے لوگوں سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ ایمان لے آئیں گے (فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ) اے رسول، ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے، (حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ) ان کے تمام اعمال برباد ہو گئے، یہ اعمال نہ دنیا میں ان کے کام آئے اور نہ آخرت میں ان کے کام آئیں گے۔ (وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ) اور نہ آخرت میں ان کا کوئی مددگار ہوگا۔ اے رسول، (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ) کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ یہ لوگ جن کو اللہ کی کتاب سے بہرہ اندوز کیا گیا تھا کس قسم کے لوگ ہیں، یہ تو ایسے لوگ ہیں کہ جب کبھی ان کو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی طرف بلایا جاتا ہے (لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ) تاکہ وہ ان کے مابین جو اختلافات ہیں ان کا فیصلہ کر دے تو (یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ) ان میں سے ایک بہت بڑی جماعت اس دعوت سے پیٹھ پھیر لیتی ہے (وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ) اور وہ لوگ اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ) قرآن مجید کے انکار اور اس سے روگردانی کی جرأت انہیں صرف اس لئے ہوتی ہے کہ وہ اپنے زعم باطل میں اس بات کے قائل ہیں کہ (لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ) وہ کچھ بھی کریں وہ دوزخ میں چند دن سے زیادہ نہیں رہیں گے یہ ان کا افتراء ہے (وَغَرَّهُمْ فِیْ دِیْنِهِمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ) اور جو افتراء پردازی یہ کرتے رہے ہیں اس نے ان کو ان کی سزا و جزا کے معاملہ میں دھوکے میں مبتلا کر دیا ہے۔ ان افتراء پردازیوں نے انہیں نڈر بنا دیا ہے، اس لئے وہ بے باکانہ بداعمالیاں

کرتے رہتے ہیں اور دین حق کا انکار کر رہے ہیں۔

اہل کتاب کی ایک افتراء پردازی تو آیت زیر تفسیر میں بیان ہوئی ہے یعنی انہوں نے یہ عقیدہ گھڑ رکھا تھا کہ وہ دوزخ میں چند دن سے زیادہ نہیں رہیں گے۔

دوسری افتراء پردازی ان کی یہ تھی کہ جنت خالص ان کے لئے ہے، جنت میں ان کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى۔ (البقرۃ۔ ۱۱۱)

اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ ہرگز کوئی داخل نہیں ہوگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (البقرۃ۔ ۹۴)

(اے رسول، آپ اہل کتاب سے) کہیئے کہ اگر اللہ کے نزدیک دار آخرت تمام لوگوں کو چھوڑ کر خالص تمہارے لئے مخصوص ہے اور اگر تم اس دعوے میں واقعی سچے ہو تو پھر موت کی تمنا کرو، (تاکہ دنیوی تکلیف سے نجات پاکر ابدی راحت کا لطف اٹھاؤ)۔

تیسری افتراء پردازی ان کی یہ تھی کہ وہ خود کو اللہ تعالےٰ کے بیٹے اور پیارے سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ۔ (المآئدۃ۔ ۱۸)

اور (اے رسول) یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

چوتھی افتراء پردازی ان کی یہ تھی کہ وہ جبریل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اور قرآن مجید پر ایمان نہ لانے کا انہوں نے یہی بہانہ بنا رکھا تھا کہ اس کو لانے والا فرشتہ ان کا دشمن ہے۔ ان کی افتراء پردازی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ (البقرۃ۔ ۹۷)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے جو شخص جبریل کا دشمن ہو تو (اسے خبردار ہو جانا چاہیئے کہ) بے شک وہی تو ہے جس نے اللہ کے حکم سے یہ کتاب آپ کے قلب پر اتاری ہے، جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت (کا مژدہ سناتی) ہے۔

پانچویں افتراء پردازی ان کی یہ تھی کہ وہ ابراہیم علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام وغیرہ کو یہودی یا عیسائی سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۴۰)

کیا تم دعویٰ کرتے ہو کہ ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب، اور (ان کی) اولاد یہودی یا عیسائی تھے، (ہرگز نہیں، وہ تو سب مسلم تھے) اور (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ (اللہ تو فرماتا ہے کہ وہ مسلم تھے اور جانتے تو تم بھی ہو کہ وہ مسلم تھے لیکن تم حق کو چھپاتے ہو) اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ کی شہادت کو جو اس کے پاس موجود ہے چھپاتا ہے (کیا اس کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالےٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی) اور، اے اہل کتاب جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے

چھٹی افتراء پردازی ان کی یہ تھی کہ اللہ تعالےٰ نے ان سے عہد لے لیا ہے کہ وہ کسی نبی پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی پیش نہ کرے جسے آگ آکر کھا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ، قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(اٰل عمران - ۱۸۳)

(اللہ نے ان لوگوں کی بات سُن لی ہے) جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے یہ عہد لے لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی پیش نہ کرے جس کو (آسمان سے) آگ آکر جلا ڈالے، (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول (بڑے بڑے) معجزات لے کر آئے اور وہ معجزہ بھی لے کر آئے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے تو پھر اگر تم (اپنی بات میں) سچے ہو تو (ان پر ایمان کیوں نہ لائے) کیوں انہیں قتل کرتے رہے ؟

ساتویں افتراء پردازی ان کی یہ تھی کہ انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ تعالےٰ نے کسی آدمی پر کبھی کوئی کتاب نازل نہیں کی، لہٰذا ہم کسی کتاب پر ایمان نہیں لاتے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَىْءٍ، قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِىْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ۔

(الانعام۔ ۹۱)

ان (یہودیوں) نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق تھا جبکہ انہوں نے یہ کہا کہ اللہ (تعالےٰ) نے کسی انسان پر (کبھی بھی) کوئی کتاب نازل نہیں کی، (اے رسول، آپ ان سے) پوچھیئے (بتاؤ) وہ کتاب کس نے نازل کی تھی جس کو موسےٰ لے کر آئے تھے اور جو لوگوں کے لئے نور اور ہدایت تھی۔

مندرجہ بالا افتراء پردازیوں میں وہ مگن تھے اور یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اگر وہ قرآن مجید پر ایمان نہیں لائیں گے تو ان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ ان افتراء پردازیوں کی وجہ سے وہ اپنے انجام سے بے پرواہ ہو گئے تھے اور اپنی سزا وجزا کے سلسلہ میں دھوکے اور فریب میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خود تراشیدہ باتوں کی تردید اور ان کی خوش فہمیوں پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا (فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ) ان کا اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ان کو ایک ایسے دن جمع کریں گے جس دن کے آنے میں کوئی شبہ نہیں، وہ دن یقیناً آئیگا، اس دن ان کی خوش فہمیوں کی حقیقت کھل جائے گی (وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ) اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا، نہ کسی کی حق تلفی ہوگی اور نہ کسی پر زیادتی کی جائے گی۔

عمل

اے لوگو، خوش فہمیوں میں مبتلا نہ ہوئیے، اس خام خیالی میں نہ رہیئے کہ ہم اہل سنت ہیں، اہل حدیث ہیں، حنفی یا شافعی ہیں، کسی پیر کے مرید ہیں، کسی امام کے مقلد ہیں بس یہ چیزیں ہماری بخشش کا سبب بن جائینگی۔ نہیں، وہاں نہ فرقے وارانہ مذاہب کام آئیں گے اور نہ یہ بزرگ کام آئیں گے۔ وہاں تو اسلام پر عمل کرنا کام آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ باتوں کو منسوب نہ کیجئے۔ حق کو تسلیم کیجئے اور خود ساختہ باتوں کی بنیاد پر اُسے ہرگز رد نہ کیجئے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ
مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ
تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ
تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي
النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ
وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ
الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ
تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

ترجمہ اے رسول، آپ (اللہ کی حمد وثنا اس طرح) بیان کیا کیجئے "اے اللہ، اے بادشاہت تمام کے مالک، تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے، تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے (۲۶) تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے، تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطاء فرماتا ہے (۲۷)

معانی ومصادر (مٰلِكَ الْمُلْكِ) مَلَكَ، يَمْلِكُ، مُلْكٌ ومَلَكَةٌ ومَمْلِكَةٌ (من) مالک ہونا۔

(تَنْزِعُ) نَزَعَ، يَنْزِعُ، نَزْعٌ (من) معزول کرنا، کھینچ لینا۔

(تُعِزُّ) اَعَزَّ، يُعِزُّ، اِعْزَازٌ (باب افعال) عزت کرنا۔

(تُوْلِجُ) اَوْلَجَ، يُوْلِجُ، اِيْلَاجٌ (باب افعال) داخل کرنا۔

(تُذِلُّ) اَذَلَّ، يُذِلُّ، اِذْلَالٌ (باب افعال) ذلیل کرنا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ان الفاظ میں کیا کرو (اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ) اے اللہ، اے بادشاہت کے مالک۔

حقیقی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، کائنات کی ہر چیز پر اس کی بادشاہت اور حکمرانی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (یٰسٓ ۔ ۸۳)

تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے (وہ اللہ) جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اُسی کی طرف (اے لوگو) تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (النور ۔ ۴۲) ۔۔ (الجاثیۃ ۔ ۲۷)

آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ ۔ (بنی اسرآءیل ۔ ۱۱) ۔ (الفرقان ۔ ۲)

(اس کی) بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ اکیلا اس کائنات کا بادشاہ اور مالک ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ اَوْقَالَ لَا مَالِكَ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (صحیح مسلم کتاب الآداب باب تحریم التسمی بملک الاملاک۔ جزء ۲ ص ۲۵۹)

بادشاہ کوئی نہیں سوائے اللہ کے یا (آپ نے یہ فرمایا) مالک کوئی نہیں سوائے اللہ عزوجل کے۔

الغرض کائنات کی لازوال بادشاہت صرف اللہ تعالےٰ کے لئے ہے۔ آسمانوں کا زمینوں کا اور تمام چیزوں کا وہی با اقتدار اور با اختیار بادشاہ ہے۔ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

آگے فرمایا (تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ) اے اللہ تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے۔

بادشاہت دینا اور بادشاہت چھین لینا یہ سب اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے، کسی دوسرے کے اختیار میں کچھ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ۔ (الٓمّٓ تنزیل۔ ۵)

وہی آسمانوں سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔

آگے فرمایا (وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے، ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی عزت و ذلت کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (الصّٰفّٰت۔ ۱۸۰)

(اے رسول) آپ کا ربّ، (جو) رب العزت (بھی ہے) ان (تمام شرکیہ باتوں) سے جو یہ کہہ رہے ہیں پاک و منزّہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا (فاطر۔ ۱۰)

عزت تو سب اللہ تعالیٰ کی ہے۔

آگے فرمایا (تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ) تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔

دن اور رات کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا جانا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک نمونہ ہے، اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی دوسرا اس کام کو نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۔

(فاطر ۔ ۱۳)

وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، ہر ایک وقت مقررہ تک چل رہا ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہت اسی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ، اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ، تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(الاعراف ۔ ۵۴)

(اللہ ہی) رات کو دن سے ڈھانک دیتا ہے۔ (گویا) دن، رات کی طلب میں تیزی کے ساتھ (دوڑتا) چلا آتا ہے، اسی نے سورج، چاند اور تاروں کو اپنے حکم سے مسخّر کر دیا۔ خبردار ہو جاؤ مخلوق اسی کی ہے اور (اس کی مخلوق میں) حکم بھی اسی کا چلتا ہے (اور) اللہ ربّ العالمین (بہت) بابرکت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ، اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○

(القصص ۔ ۷۱ و ۷۲)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھیے بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک تم پر رات کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون الٰہ ہے جو تمہارے لئے روشنی لے آئے، تو کیا تم سنتے نہیں۔ (اور اے رسول، آپ ان سے) پوچھیے: بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ یوم قیامت تک تم پر دن کر دے تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون الٰہ ہے جو تمہارے لئے رات لے آئے جس میں تم آرام کر سکو تو کیا تم دیکھتے نہیں (کہ تم کہاں بھٹک رہے ہو)۔

آگے فرمایا (وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ) تو ہی بے جان سے زندہ کو نکالتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان کو نکالتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی زندگی اور موت کا مالک ہے، اسی میں یہ قدرت ہے کہ بے جان چیز سے جاندار پیدا کر دے اور جاندار چیز سے بے جان چیز پیدا کر دے اور وہ یہ کام کرتا رہتا ہے۔ مثلاً بے جان انڈے سے جاندار بچہ نکالتا ہے اور جاندار پرندے سے بے جان انڈا نکالتا ہے۔

آگے فرمایا (وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ) اے اللہ تو جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رزق دینے والا نہیں، وہی اکیلا رازق اور داتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(النمل ۔ ۶۴)

بتاؤ وہ کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر اس کو دوبارہ بھی پیدا کریگا اور وہ کون ہے جو آسمان اور زمین سے تمہیں رزق فراہم کرتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں، تو اے رسول) آپ (ان سے) کہئے اگر تم سچے ہو کہ (کوئی اور الٰہ ہے جو یہ کام کرتا ہے) تو (اپنے ثبوت میں) کوئی دلیل پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں لہذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رازق نہیں۔ رازق وہی ہو سکتا ہے جو الٰہ ہو، جو الٰہ نہیں وہ رازق بھی نہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کو مخاطب کر کے اس کی حمد و ثنا ان الفاظ میں کرتے رہا کیجئے جو الفاظ کہ آیات زیر تفسیر میں بیان ہوئے ہیں اور یہ عقیدہ رکھئے کہ جس طرح زندگی اور موت اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہیں اسی طرح بادشاہت دینا بادشاہت چھین لینا، عزت دینا، ذلت دینا اور رزق دینا یہ سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں، یہ اختیارات نہ کسی زندہ کو حاصل ہیں اور نہ ان کو حاصل ہیں جو مر چکے ہیں۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ
تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ
نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ اِنْ
تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ
يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ

مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ
سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا
بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَ
اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾

ترجمہ ایمان والوں کو چاہیئے کہ مؤمنین کے مقابلہ میں کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو شخص ایسا کرے گا تو اس کے لئے کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو اللہ سے (بچانے کا کوئی عذر) نہ ہوگا سوائے اس صورت کے کہ (اے ایمان والو) تمہیں ان سے نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہو اور (اگر ایسی صورت نہ ہو تو ان کو دوست بنانا اللہ تعالیٰ کے غضب میں گرفتار ہونا ہے) اللہ تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے (تاکہ تم اس کے غضب سے بچ جاؤ) اور (یہ بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) تمہیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے (پھر وہ تمہیں وہاں ان سے دوستی کرنے کی سزا دے گا) ﴿۲۸﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے دلوں میں کوئی بات چھپاؤ گے یا اُسے ظاہر کرو گے، اللہ تعالیٰ کو (ہر حال میں) اس کا علم ہو جائے گا (یعنی کافروں سے تمہاری دلی دوستی کا بھی علم ہو جائے گا) اور (یہی نہیں) وہ تو آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۲۹﴾ (یہ سزا) اس دن (دی جائے گی جس دن) ہر شخص اپنے اچھے اعمال کو موجود پائیگا اور بُرے اعمال کو بھی (موجود پائیگا)، (وہ ایسا ہولناک وقت ہوگا کہ اس وقت) ہر شخص چاہے گا کہ کاش اس کے اور اس کے بُرے اعمال کے درمیان بہت طویل فاصلہ ہوتا، اور (دیکھو) اللہ (پھر) تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے۔ اور (یہ بھی جان لو کہ) اللہ تعالیٰ بندوں پر بڑا رحم کرنے والا ہے ﴿۳۰﴾

معانی و مصادر (يَتَّخِذْ) اِتَّخَذَ ، يَتَّخِذُ ، اِتِّخَاذٌ (باب افتعال) بنانا (ء خ ذ حروف اصلی ہیں)

(تُقٰىةٌ) اِتَّقٰى ، يَتَّقِيْ ، اِتِّقَآءٌ (باب افتعال) ڈرنا (تُقٰىةٌ = تقویٰ = ڈر)

(اَلْمَصِیْرُ) صَارَ، یَصِیْرُ، صَیْرُوْرَۃٌ وَمَصِیْرٌ، لوٹنا (ض)
(تُبْدُوْا) اَبْدٰی، یُبْدِیْ، اِبْدَاءٌ = ظاہر کرنا۔ (باب افعال)
(قَدِیْرٌ) قَدَرَ، یَقْدِرُ، قَدَرٌ وَقُدْرَۃٌ وَمَقْدِرَۃٌ وَمِقْدَارٌ وَقَدَارَۃٌ (ن ض س) قدرت ہونا۔
(تَوَدُّ) وَدَّ، یَوَدُّ، وُدٌّ وَوِدَادٌ، مَوَدَّۃٌ۔ محبت کرنا، چاہنا۔ (ف)
(اَمَدَ) اَمَدٌ = مقررہ وقت، کسی چیز کی انتہا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مؤمنین کے مقابلہ میں کافروں کو دوست نہ بنایا جائے ایسا کرنا ایمان کے قطعاً منافی ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤمنین کا دوست ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا — اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔

(البقرہ ۔ ۲۵۷)

اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِیْنَ ۝ — اللہ کافروں کا دشمن ہے۔

(البقرہ ۔ ۹۸)

کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص ایمان کا دعویٰ بھی کرے اور اللہ تعالےٰ کے دوستوں کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ کے دشمنوں کو دوست بنائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ

(الممتحنۃ ۔ ۱)

اے ایمان والو میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو (اپنا) دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں، وہ رسول کو اور تم کو صرف اس وجہ سے نکالتے ہیں کہ تم اپنے ربّ اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ

(اے رسول) آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے

(المجادلة - ۲۲)

رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

آگے اللہ تعالیٰ نے سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا (وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ) کہ جو شخص مؤمنین کے مقابلہ میں کافروں کو دوست بنائے گا تو پھر اُس کے پاس اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لئے کوئی عذر نہ ہوگا، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے ہاں عذاب ہوگا اور عذاب کیوں نہ ہو اسلئے کہ مؤمنین کے مقابلہ میں کافروں سے دوستی کے معنی یہ ہیں کہ اس کو مؤمنین کا مفاد مدّنظر نہیں، وہ کافروں سے دوستی کر کے مؤمنین کا نقصان کرنا چاہتا ہے۔ ایسا آدمی کبھی صحیح راستہ پر نہیں ہو سکتا، اس کی گمراہی یقینی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (الممتحنة - ۱)

تم میں سے جو شخص (آئندہ) ایسا کریگا وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

آگے اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں کچھ نرمی پیدا کر دی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً) ہاں اگر تمہیں اُن سے کسی شر کے پہنچنے کا اندیشہ ہو اور تم ان کے شر سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہو تو ایسے خطرناک حالات میں تم ان سے دوستی کا اظہار کر سکتے ہو (لیکن یہ یاد رکھو کہ وہ اندیشہ حقیقت پر مبنی ہو، محض اپنے ذاتی فائدہ کے لئے ایسا نہ کر بیٹھنا) (وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ) اللہ تمہیں اپنے نفس سے ڈراتا ہے (کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے ذاتی فائدہ کی خاطر پوری مسلم قوم کا نقصان کر بیٹھو تو یاد رکھو (وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ) تمہیں اللہ کے پاس لوٹ کر آنا ہے (اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارے اس فعل کی سزا تمہیں اللہ کے ہاں مل کر رہے گی، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ہرگز ایسا کام نہ کرو)۔

پھر فرمایا کہ اے رسول، (قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ) آپ مؤمنین سے کہہ دیجئے کہ (اگر اس حکم کے باوجود تم نے کافروں سے دوستی رکھی) خواہ تم اس دوستی کو دل میں چھپاؤ، خواہ اُسے ظاہر کرو، اللہ کو اس کا علم ہو جائے گا۔ اس لئے کہ (وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ) وہ تو آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو جانتا ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ○ (اٰل عمرٰن - ۵)

(اللہ کو ان کے تمام گناہوں کا علم ہے اس لئے کہ) زمین اور آسمان میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ سے پوشیدہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ (هود - ۵)

اللہ کو (ان کی تمام باتوں کا) جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں علم ہوتا ہے (اور یہی کیا) وہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

(الملک - ۱۳)

تو ان کے دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

اور (اے لوگو) تم چھپا کر کوئی بات کہو یا علانیہ کوئی بات کہو (اللہ کو ہر حال میں اس کا علم ہو جائیگا اور یہی کیا) وہ تو دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ

(الممتحنة - ۱)

تم چپکے چپکے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو۔

پھر فرمایا (وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (وہ اگر چاہیگا تو سزا دیگا، اُسے ہر قسم کی سزا دینے پر قدرت ہے، ایک دن آنے والا ہے، جس دن تمہیں ان بداعمالیوں کی سزا دیجائے گی، اس دن کافروں کی دوستی تمہارے کام نہیں آئے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

(الممتحنة - ۳)

قیامت کے دن تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی، (اس دن) اللہ تمہارے درمیان فیصلہ فرمائیگا، اللہ (کو تمہارے تمام عملوں کی خبر ہے وہ) دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

آگے فرمایا (يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا) اس دن ہر شخص اپنے اچھے اعمال کو بھی موجود پائے گا اور (وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ) بُرے اعمال کو بھی موجود پائیگا (تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا) برے اعمال کو دیکھ کر وہ چاہے گا کاش ان بُرے اعمال میں اور اس میں بہت بڑا فاصلہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے کہ تم کو اپنے نفس سے ڈراتا رہتا ہے تاکہ تم اس کے غضب سے بچ جاؤ۔

عمل

اے ایمان والو! ایمان والوں کے مقابلہ میں کافروں سے دوستی نہ رکھیئے، حکومت الہیّہ اور ایمان والوں کا مفاد مدّنظر رکھیئے، ایسا کوئی کام نہ کر بیٹھیئے جس سے حکومت الہیّہ یا ایمان والوں کو نقصان پہنچے اور کافروں کو فائدہ پہنچے حتیٰ کہ یہ کام ایسی حالت میں بھی نہ کیجئے کہ آپ کو ذاتی طور پر فائدہ پہنچ رہا ہو، اپنے مفاد پر حکومت الہیّہ اور ایمان والوں

کے مفاد کو ترجیح دیجئے، ہر حال میں حکومتِ الہیّہ اور ایمان والوں کے ساتھ خیر خواہی کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ — دین خیر خواہی (کا نام ہے)

صحابہ نے پوچھا: کس کی خیر خواہی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب لایدخل الجنۃ الا المؤمنون جزء اول ص۴۲)

اللہ کی خیر خواہی، اس کی کتاب کی خیر خواہی، اس کے رسول کی خیر خواہی، مسلمین کے اماموں (یعنی امیروں) کی خیر خواہی اور عام مسلمین کی خیر خواہی۔

اے ایمان والو! ایسے کافروں سے ہرگز دوستی نہ رکھیے جو حکومت الہیّہ کو اور ایمان والوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظٰھَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(الممتحنۃ - ۹)

اللہ تو تم کو ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے دین (کے معاملہ) میں تم سے جنگ کی، تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں (تمہارے مخالفین کی) مدد کی اور جو لوگ ان لوگوں سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں۔

اے ایمان والو، البتہ تم ایسے کافروں کے ساتھ حسنِ سلوک اور انصاف کر سکتے ہو جو نہ تم سے دین کے معاملہ میں لڑیں اور نہ تم کو تمہارے ملک سے نکالیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ○

(الممتحنۃ - ۸)

جن لوگوں نے تم سے دین (کے معاملہ) میں نہ تو جنگ کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا، ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کرنے سے اللہ تم کو نہیں روکتا، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت کا یہ منشاء نہیں کہ برسرِ پیکار دشمن قوم سے ناانصافی کی جا سکتی ہے۔ برسرِ پیکار دشمن قوم کا مومنین سے انصاف چاہنا ممکن ہی نہیں تو ان کے ساتھ انصاف کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو، (اگر تم میری پیروی کرو گے تو) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا، تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۳۱﴾ (اے رسول) آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر وہ اطاعت سے منہ موڑیں تو (وہ لوگ کافر ہیں اور) اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا ﴿۳۲﴾

معانی و مصادر (تُحِبُّوْنَ) (يُحْبِبْ) (يُحِبُّ)
اَحَبَّ، يُحِبُّ، اِحْبَابٌ (باب افعال) محبت کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ کی محبت ایمان کی نشانی ہے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص ایمان دار بھی ہو اور اللہ تعالیٰ سے محبت نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ — ایمان والوں کو تو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ (البقرۃ - ۱۶۵)

لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت کا صرف زبانی دعویٰ کافی نہیں، جب تک کوئی شخص اللہ تعالےٰ

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ۔
(البقرۃ ۔ ۱۴۳)

تک منہ کرتے رہے ہیں اس کو ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم یہ معلوم کرلیں کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں (کفر کی طرف) واپس چلا جاتا ہے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ) اگر تم رسول کی پیروی کروگے تو اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرے گا (وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ) اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا (وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) اور اللہ غفور ہے، اور رحیم ہے، وہ اپنے بندوں کو معاف کرتا رہتا ہے اور ان پر رحم وکرم فرماتا رہتا ہے۔ اے ایمان والو، اگر تم سے کچھ کوتاہی بھی ہوگئی تو اتباع سنت کی وجہ سے اللہ تعالےٰ تمہاری کوتاہیوں کو معاف کردے گا۔

آگے فرمایا (قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ) اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ) اگر تم اللہ اور رسول کی اطاعت سے منہ موڑو گے تو اللہ تعالےٰ ایسے کافروں سے محبت نہیں کرتا یعنی اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے روگردانی کرنے والے مؤمن نہیں ہو سکتے،

آیات زیرِ تفسیر میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی پیروی کو لازم قرار دیا اور دوسری آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واحکام کی پیروی کو لازم قرار دیا، گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور افعال دونوں لازمی ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، سنت پر سختی سے عمل کیجئے،

(۱) سنت کے بغیر نہ اللہ تعالےٰ سے محبت کا دعویٰ صحیح ہے اور نہ ایمان کا دعویٰ۔
(۲) سنت کے بغیر نہ اللہ تعالےٰ کسی سے محبت کرتا ہے اور نہ کوئی اللہ تعالےٰ کا محبوب یا ولی بن سکتا ہے۔
(۳) سنت کے بغیر نہ کوئی اللہ تعالےٰ کی رحمت کو حاصل کرسکتا ہے۔
(۴) سنت کے بغیر نہ کوئی ہدایت حاصل کرسکتا ہے۔
(۵) سنت کے بغیر نہ کوئی صراطِ مستقیم پہ پہنچ سکتا ہے۔
(۶) سنت کے بغیر نہ کوئی مغفرت کا مستحق ہوسکتا ہے۔

الغرض ولایت، مغفرت، رحمت اور ہدایت کے لئے اتباع سنت ضروری ہے۔ جو شخص اتباع سنت نہیں کرتا، اس کو نہ ولی سمجھئے اور نہ ہدایت یاب، ایسا شخص شیطان ہی کا

ولی ہو سکتا ہے۔ کسی مؤمن کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ وہ متبع سنت ہو، جس میں یہ کرامت نہیں اس کی دوسری ساری کرامتیں شعبدہ بازی کے سوا کچھ نہیں۔

اے لوگو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے رہیے، اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منہ موڑنے والا مؤمن نہیں ہو سکتا، ایسا شخص تو کافر ہی ہو سکتا ہے، کافروں سے اللہ تعالےٰ محبت نہیں کرتا۔ ظاہر ہے کہ جس شخص سے اللہ تعالےٰ محبت نہ کرے اس کا ٹھکانہ سوائے جہنم کے اور کہاں ہوگا۔ اے لوگو، اللہ تعالےٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجئے اور سنت کی پیروی کیجئے۔

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ
اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ
بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾

ترجمہ بے شک اللہ (تعالیٰ) نے آدم کو، نوح کو، آل ابراہیم کو اور آل عمران کو تمام جہانوں کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا ﴿۳۳﴾ ان میں سے بعض (یقیناً) بعض کی اولاد تھے اور اللہ تعالےٰ بڑا سننے والا اور علم والا ہے ﴿۳۴﴾

معانی ومصادر (اِصْطَفٰى) اِصْطَفٰى ، يَصْطَفِيْ ، اِصْطِفَاءٌ (باب افتعال) منتخب کرنا (اصلی حروف ص ف و ہیں)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ) اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو منتخب فرمایا (ان کو اور ان کی اولاد کو زمین میں خلیفہ بنایا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً — میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔
(البقرۃ - ۳۰)

پھر اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو علم کی دولت سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا — پھر اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھا دئے۔
(البقرۃ - ۳۱)

پھر اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۔ (الکھف ۔ ۵۰)

اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے فرشتوں سے (اور ابلیس سے) کہا آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں رہنے کی جگہ دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا (الاعراف ۔ ۱۹)

اور اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو، پھر اس میں جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ (پیو)۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (صٓ ۔ ۷۵)

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے ابلیس جس (انسان) کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے کونسی چیز تجھے مانع ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو بزرگی عطا فرمائی۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل ۔ ۷۰)

اور (اے لوگو، یہ ہمارا کتنا بڑا احسان ہے کہ) ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اہل محشر آدم علیہ السلام کو اس طرح خطاب کریں گے۔

اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَ نَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ وَاَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ وَعَلَّمَكَ اَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ انا ارسلنا نوحًا جزء ۴ ص ۱۶۲ وکتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ بنی اسرائیل جزء ۶ ص ۱۰۵ و سورۃ البقرۃ جزء ۶ ص ۲۱ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا جزء اول ص ۱۰۳)

(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے)۔

آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا، آپ (کے جسم) میں اللہ تعالےٰ نے اپنی روح پھونکی، اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا (کہ آپ کو سجدہ کریں) انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اور اللہ نے آپ کو جنت میں رہنے کی جگہ دی اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔

آگے فرمایا (وَنُوحًا) نوح (علیہ السلام) کو بھی ہم نے منتخب فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ

(صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ البقرۃ جزء ۶ ص۲۱ ورواہ مسلم فی صحیحہ نحوہ، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا جزء اول ص۱۰۱)

نوح (علیہ السلام) پہلے رسول ہیں جن کو اللہ (تعالیٰ) نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ) اور ہم نے آل ابراہیم (علیہ السلام) کو منتخب فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَقَدْ اٰتَيْنَا اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝

(النسآء ۔ ۵۴)

ہم نے (اپنے فیصلے کے مطابق پہلے بھی) آل ابراہیم کو کتاب وحکمت اور عظیم بادشاہت عطاء کی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَّكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

(الحدید ۔ ۲۶)

اور (اے رسول) ہم نے نوح اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا تھا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو (جاری) کیا تھا، تو ان (کی اولاد) میں سے بعض تو ہدایت یاب ہوئے اور اکثر فاسق (ہی) رہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ) اللہ تعالیٰ نے آل عمران کو بھی منتخب فرمایا یعنی آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں کے لوگوں میں سے چن لیا اور ان خاندانوں میں سے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۔

(مریم ۔ ۵۸)

یہی وہ لوگ ہیں جن کو نبیوں میں سے اللہ نے (اپنے) انعام (خاص) سے نوازا تھا، (یہ لوگ) اولاد آدم میں سے تھے اور جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا (ان کی اولاد میں سے تھے) اور ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں سے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ

(الحدید۔ ۲۶ و ۲۷)

اور (اے رسول) ہم نے نوح اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور اُن کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو (جاری) رکھا۔ تو ان میں سے بعض تو ہدایت یاب ہوئے اور اکثر فاسق (ہی) رہے۔ پھر ہم نے اُن کے بعد انہی کے نقش قدم پر اپنے (اور) رسول بھیجے اور ان کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور انہیں (اپنی کتاب) انجیل عطاء کی۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنی نبوت اور رسالت کے لئے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد، نوح علیہ السلام اور ان کی اولاد، ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد اور عمران کی اولاد کو منتخب فرمایا۔ تمام انبیاء علیہم السلام آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، ان کی اولاد میں نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں، پھر نبوت نوح علیہ السلام کی اولاد میں جاری رہی، ان کی اولاد میں ابراہیم علیہ السلام نبی ہوئے پھر ابراہیم علیہ السلام کے خاندان میں نبی آئے اور بڑی کثرت سے آئے، اسی خاندان میں سے اللہ تعالےٰ نے آل عمران کو منتخب فرمایا اور ان (کی اولاد) میں سے عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام کے ہی خاندان میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، (ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ) یہ نبی سب ایک دوسرے کی اولاد تھے، عیسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تھے، ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اولاد تھے اور نوح علیہ السلام آدم علیہ السلام کی اولاد تھے، (وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ) اللہ بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے، اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو پہلے ہی نبوت کے لئے چن لیا تھا تو اب اگر ان کے خاندان میں سے اللہ تعالےٰ نے اپنے آخری نبی کو مبعوث فرمایا تو آخر اس میں کونسی تعجب کی بات ہے۔ اہل کتاب اور تمام مشرکین عرب کو چاہیئے کہ اب اس آخری نبی پر ایمان لے آئیں، حیلے اور بہانے نہ بنائیں، اس کے خلاف کسی قسم کی سازش اور سرگوشی نہ کریں، ان کی سازش اور سرگوشی اللہ تعالےٰ سے مخفی نہیں رہ سکتی، اللہ تعالیٰ ان کی باتیں سُن رہا ہے، اور اُسے ان کی تمام باتوں کا علم ہے، یہ اس کی گرفت سے بچ کر کہاں جائیں گے، ایک دن آئے گا کہ وہ ان لوگوں کو ان کے اعمال کی سزا دے گا۔

عمل

اے لوگو، ابراہیم علیہ السلام کے خاندان میں نبی آتے رہے ہیں اور اب انہی کے خاندان میں

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگئے ہیں، ان پر ایمان لائیے، ان کی اطاعت اور پیروی کیجیے تاکہ آپ ہدایت یاب ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (النور - ۵۴)

اور اگر تم رسول کی اطاعت کروگے تو ہدایت پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤگے۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (الاعراف - ۱۵۸)

اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

اے لوگو، فرقوں سے علیٰحدہ رہیئے۔ فرقوں میں ہرگز شامل نہ ہوئیے۔ فرقہ بندی کی برائیاں بہت ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت سی سنتیں چھوٹ جاتی ہیں۔ فرقہ پرست صرف انہی سنتوں پر عمل کرتا ہے جو اس کے فرقہ وارانہ مذہب میں پائی جاتی ہیں گویا وہ اپنے فرقہ وارانہ مذہب کو حدیث پر ترجیح دیتا ہے اور یہ چیز ایمان کے منافی ہے۔

معانی و مصادر (نَذَرْتُ) نَذَرَ، یَنْذُرُ، نَذْرٌ ونُذُوْرٌ (ن ض) اپنے اوپر کسی چیز کو واجب کرلینا، نذر ماننا۔

(مُحَرَّرًا) حَرَّرَ، یُحَرِّرُ، تَحْرِیْرٌ (باب تفعیل) نذر کرنا یا وقف کرنا۔ آزاد کرنا، کتاب کی اصلاح کرنا۔

(تَقَبَّلْ) تَقَبَّلَ، یَتَقَبَّلُ، تَقَبُّلٌ (باب تفعّل) قبول کرنا۔

(سَمَّیْتُ) سَمّٰی، یُسَمِّیْ، تَسْمِیَۃٌ (باب تفعیل) نام رکھنا۔

(قَبُوْل) قَبِلَ، یَقْبَلُ، قُبُوْلٌ (س) قبول کرنا، لینا۔

(اَنْبَتَ) اَنْبَتَ، یُنْبِتُ، اِنْبَاتٌ (باب افعال) اگانا۔

(نَبَاتًا) نَبَتَ، یَنْبُتُ، نَبْتٌ ونَبَاتٌ (ن) اُگنا

(مِحْراب) حَرَبَ، یَحْرُبُ، حَرْبٌ (ن) کسی کا مال لوٹ لینا (محراب = صاحب الحرب، بہادر، شیطان سے لڑنے کی جگہ یعنی عبادت خانہ، صدر المجلس، صدر البیت یعنی مجلس کا یا گھر کا صدر مقام)۔

تفسیر اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے لوگوں کی ہدایت اور امامت کے لئے ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے عمران کے خاندان کو منتخب فرمایا۔ آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ عمران عیسیٰ علیہ السلام کے نانا تھے، اللہ تعالےٰ نے آل عمران میں سے عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں کی رہنمائی کے لئے منتخب فرمایا۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ عیسائیوں سے مخاطب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے بے باپ کے پیدا ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بیٹے اور الٰہ ہیں۔ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے اصل مرتبہ سے بڑھا کر الوہیت کا درجہ دے دیا حالانکہ انکا اصل درجہ اور مرتبہ تو ان کی نبوت ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی اصل فضیلت تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمام لوگوں میں سے ان کو اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا اور یہ منتخب فرمانا بالکل ایسا ہی ہے جیسے آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام کو منتخب فرمانا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا یہ انتخاب ان کی مافوق الفطرت پیدائش کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اللہ تعالےٰ کے ایک قدیم دستور کے مطابق تھا۔ مافوق الفطرت پیدائش کی وجہ سے جب نبوت کا درجہ نہیں ملتا تو الوہیت کا درجہ کیسے مل جائے گا، عیسائیوں نے غلطی کی جو عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی مافوق الفطرت پیدائش کی وجہ سے الٰہ بنالیا۔

اس تمہید کے بعد اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم کی پیدائش کا ذکر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ) (وہ وقت یاد کرو) جب زوجۂ عمران (حاملہ ہوئیں تو انہوں) نے کہا: اے میرے ربّ، میرے پیٹ میں جو بچہ ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں (وہ زندگی بھر تیرے کاموں کے لئے وقف ہوگا) اے میرے

ربّ، میری اس نذر کو مجھ سے قبول فرمالے، (اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ) بے شک تو (میری اس عاجزانہ درخواست کو سُن بھی رہا ہے، اور میرے خلوص سے بھی تو واقف ہے اس لئے کہ تو) سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (زوجۂ عمران کو امید تھی کہ ان کے ہاں لڑکا ہوگا اور وہ اپنے پیٹ کے بچہ کو لڑکا سمجھ کر ہی نذر کر رہی تھیں لیکن (فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰى) جب ان کے ہاں بچہ تولد ہوا تو (وہ لڑکی تھی، لڑکی کو دیکھ کر) وہ کہنے لگیں: اے میرے ربّ، میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوئی ہے (یہ کس طرح وقف ہوگی اور کس طرح آزادانہ تیرے دین کی خدمت کرے گی،) (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ) اور اللہ کو تو علم تھا کہ ان کے ہاں کیا تولد ہوا ہے۔ پھر وہ کہنے لگیں (وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى) اور (اے میرے رب) لڑکا ہوتا تو وہ اس لڑکی کے مثل نہ ہوتا (وہ بہت سی ایسی خدمات انجام دے سکتا تھا جو یہ صنفِ نازک ہونے کی وجہ سے انجام نہیں دے سکتی) (وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ) اور (اے میرے ربّ) میں اس کا نام مریم رکھ رہی ہوں اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے مقابلہ میں تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

زوجۂ عمران کی اس دعا کا اثر حضرت مریم اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش سے ہی ظاہر ہونا شروع ہوگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ اِلَّا وَالشَّيْطٰنُ يَمَسُّهٗ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّيْطٰنِ اِيَّاهُ اِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا۔

(صحیح بخاری ابواب تفسیر آل عمران جزء ۶ ص۴۲ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسٰی علیہ السلام جزء ۲ ص۲۴۱ وفی روایۃ يَطْعُنُ الشَّيْطٰنُ فِيْ جَنْبَيْهِ بِاَصْبَعِهٖ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس و جنودہ جزء ۴ ص۱۵۱)

ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اپنی انگلی سے اس کے پہلوؤں میں کچوکے لگاتا ہے، شیطان کے کچوکے لگانے کی وجہ سے بچہ چیخ چیخ کر رونے لگتا ہے، سوائے مریم اور ان کے بیٹے (عیسٰی) کے (کہ شیطان ان کے کچوکے نہ لگا سکا)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا۔ (آل عمران ۔ ۳۷)

اور (اللہ نے) بڑی اچھی طرح ان کی پرورش کی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی پرورش اچھی طرح کی تو ظاہر ہے کہ شیطان کیسے ان کے پاس آسکتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران۔ ۴۲)

اللہ نے تمہیں پاک کیا ہے، اور دنیا کی تمام عورتوں پر تم کو برگزیدہ کیا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو پاک بنایا تھا، اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ ان کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھا ہو۔

اگرچہ حضرت مریم اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں نشوونما پا رہی تھیں تاہم ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں دے رکھا تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام ان کی خبر گیری کرتے تھے، ان کے پاس آتے جاتے تھے، جب کبھی وہ ان کے پاس ان کے عبادت خانے میں جاتے تو دیکھتے کہ ان کے پاس کھانے کی چیزیں رکھی ہیں۔ ایک دن انہوں نے حضرت مریم سے پوچھا "اَنّٰى لَكِ هٰذَا" یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے، حضرت مریم نے کہا (هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ) اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے (اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطاء فرماتا ہے (یہ اسی کا لطف وکرم ہے کہ مجھے بے حساب رزق مل رہا ہے)۔

عمل

اے لوگو، آپ بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کیجئے، اپنی اولاد کو وقف کیجئے، ضروریاتِ زندگی کے حصول کے بعد آپ کا اور آپ کی اولاد کا جو وقت بچے اسے جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیجئے۔ صرف مال و دولت سے ہی اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت نہ کیجئے بلکہ اپنے جسم وجان سے بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کیجئے، اپنی راحت و آرام کو قربان کیجئے اور دین کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہو جائیے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے، رزق اُسی کے ذمہ ہے، وہ بے حساب رزق عطاء کرنے والا ہے، دین کی خدمت سے اگر آمدنی میں کوئی کمی آئے تو امید رکھیئے کہ اللہ تعالیٰ اسے پورا کرے گا۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ
هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ
إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ
وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ
يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ
اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ
الصَّالِحِينَ ﴿٣٩﴾ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ
لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي
عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا

يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً
قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ
اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا
وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾

ترجمہ اسی موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعاء کی انہوں نے کہا "اے میرے ربّ مجھے اپنے پاس سے صالح اولاد عطاء فرما بے شک تو دعاء کو سننے والا (اور قبول کرنے والا) ہے ﴿۳۸﴾ (اللہ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور فرشتوں کو خوشخبری دینے کے لئے ان کے پاس بھیجا)، فرشتوں نے ان کو ایسی حالت میں آواز دی کہ وہ عبادت خانہ میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، (فرشتوں نے ان سے کہا) کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی (ولادت کی) خوشخبری دیتا ہے، وہ اللہ کے کلمہ (یعنی عیسٰی) کی تصدیق کریں گے، وہ سردار، حیادار، نبی اور صالح ہوں گے ﴿۳۹﴾ زکریا نے کہا "اے میرے رب میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا؟ میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ اللہ نے فرمایا اسی طرح ہوگا، اللہ جو چاہے کر سکتا ہے ﴿۴۰﴾ زکریا نے کہا "اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے (تاکہ مجھے علم ہو جائے کہ بچہ کب ہوگا)" اللہ نے فرمایا "تمہارے لئے نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک کسی سے بات نہ کرو سوائے اس کے کہ (بوقت ضرورت) اشارہ کر دو (ان تین دنوں میں) کثرت سے اپنے رب کا ذکر کرتے رہو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرتے رہو" ﴿۴۱﴾

معانی و مصادر
(هَبْ) وَهَبَ، يَهَبُ، وَهْبٌ وهِبَةٌ (ف) دینا
(طَيِّبَة) طَابَ، يَطِيْبُ، طَابٌ وطِيْبَةٌ وتَطْيَابٌ = اچھا ہونا
(طَيِّبَةٌ = اچھی، پاک)۔
(حَصُوْر) حَصِرَ، يَحْصَرُ، حَصَرٌ (س) حیا کرنا اور چھوڑ دینا (حَصُوْر = حیادار)

(کِبَرٌ) کَبِرَ، یَکْبَرُ، کِبَرٌ ومَکْبِرٌ (س) عمر میں بڑا ہونا۔
(عَاقِر) عَقَرَ، یَعْقِرُ، عَقْرٌ (ن ض) بانجھ ہونا۔
(رَمْزًا) رَمَزَ، یَرْمِزُ، رَمْزٌ (ن ض) اشارہ کرنا۔
(اِبْکَار) اَبْکَرَ، یُبْکِرُ، اِبْکَارٌ (باب افعال) جلدی کرنا، صبح سویرے آنا۔

تفسیر حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے پاس آتے جاتے رہتے تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت مریم کے پاس اللہ کی طرف سے کھانے کی چیزیں آرہی ہیں اور اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے انہیں رزق مہیا فرمارہا ہے تو اسی موقع پر انہیں یہ امید پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بغیر اسباب کے اولاد بھی دے سکتا ہے۔ (هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ) اسی امید میں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی (قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ) انہوں نے کہا اے میرے ربّ مجھے اپنے پاس سے ایک پاک لڑکا عطاء فرما (اے میرے ربّ، میری دعاء سن لے) بے شک تو دعاء سننے والا ہے، ان کی دعاء اور دعاء کی قبولیت کی امید کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ○
(مریم - ۳ و ۴)

جب زکریا نے خفی آواز میں اپنے ربّ کو پکارا انہوں نے کہا اے میرے ربّ میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر بڑھاپے سے سفید ہوگیا ہے، اور اے میرے رب میں تجھ سے دعاء کرکے کبھی محروم نہیں رہا۔

انہوں نے لڑکے کے لئے دعاء مانگی لیکن ساتھ ہی یہ بھی دعاء مانگی کہ وہ لڑکا (طَیِّبَةً) پاک باز، نیک سیرت اور خوش اطوار ہو، اُن کی اس دعاء کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ○
(مریم - ۶)

اور اے میرے ربّ اس کو (اپنا) محب بنا۔

اللہ تعالیٰ نے دعاء قبول فرمائی اور فرشتوں کو خوشخبری دینے کے لئے ان کے پاس بھیجا (فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی) فرشتوں نے خوشخبری دینے کے لئے انہیں ایسی حالت میں آواز دی کہ وہ اپنے عبادت خانے میں نماز پڑھ رہے تھے، فرشتوں نے کہا: اللہ تم کو بشارت دیتا ہے کہ تمہارے ہاں یحییٰ نام کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ○
(مریم - ۷)

(اللہ نے فرمایا) اے زکریا، ہم تمہیں ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا، اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی شخص پیدا نہیں کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو لڑکے کی بشارت ہی نہیں دی بلکہ اس لڑکے کا نام بھی خود رکھ دیا۔

پھر فرشتوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی صفات کی خوشخبری بھی حضرت زکریا کو سنائی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی پہلی صفت یہ ہوگی کہ وہ (مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ) اللہ کے کلمہ کی تصدیق کریں گے، اللہ کے کلمہ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔

(اٰل عمرٰن ۔ ۴۵)

اور وہ وقت یاد کیجئے جب فرشتوں نے کہا: اے مریم، اللہ تم کو اپنی طرف سے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کلمہ سے مراد عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ خوشخبری کا منشاء یہ تھا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کریں گے۔ وہ گواہی دیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام بے شک اللہ کے رسول ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے ان کی دوسری صفت یہ بتائی کہ وہ (سَيِّدًا) سیّد ہوں گے، یعنی علم دین، حکمت و دانائی اور اصلاح قوم میں انہیں سرداری کا منصب حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝

(مریم ۔ ۱۳)

اور ہم نے ان کو بچپن ہی میں حکمت یعنی نبوت عطاء فرمائی تھی۔

اللہ تعالےٰ نے ان کی تیسری صفت یہ بتائی کہ وہ (حَصُوْرًا) بڑے پاکباز، نیک چلن، نیک سیرت ہوں گے، تمام برائیوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں گے۔ اسی چیز کو ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ اس طرح بیان فرماتا ہے:۔

وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا ۝

(مریم ۔ ۱۳)

اور (ہم نے ان کو) اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی بھی عطاء فرمائی تھی اور وہ (واقعی بڑے) متقی تھے۔

اللہ تعالےٰ نے یحییٰ علیہ السلام کی چوتھی صفت یہ بیان فرمائی (وَنَبِيًّا) کہ وہ نبی ہوں گے۔

یہ چار صفات جس شخص میں ہوں وہ یقیناً صالح ہی ہو سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آگے فرمایا (مِنَ الصّٰلِحِيْنَ) وہ صالحین ہی سے ہوں گے، الغرض حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعائیہ کلمہ "طَيِّبَةً" کی عملی تفسیر تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعاء

قبول ہوئی اور جیسے فرزند کی انہیں خواہش تھی اللہ تعالےٰ نے ویسا ہی فرزند انہیں عطاء فرمایا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى (الانبیآء ۔ ۹۰)

ہم نے اُن کی دعاء قبول فرمائی اور ہم نے ان کو یحییٰ عطاء کیا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب فرشتوں کی زبانی ایک صالح فرزند کے تولد ہونے کی خوشخبری سنی تو (قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ) پوچھنے لگے اے میرے رب، میرے لڑکا کیسے ہوگا؟ میں تو بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔ (كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ) اسی حالت میں یعنی تمہارے بڑھاپے کی حالت ہی میں تمہارے لڑکا ہوگا اللہ تعالےٰ جو چاہے کرسکتا ہے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ (مریم ۔ ۹)

یہ مجھ پہ آسان ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ (الانبیآء ۔ ۹۰)

ہم نے (اس مقصد کے لئے) ان کی بیوی کی اصلاح فرمادی۔

الغرض ان کی بیوی میں جو بانجھ پن تھا اس کو اللہ تعالےٰ نے دور کر دیا۔

جب اللہ تعالےٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو فرزندِ ارجمند کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ تعالےٰ سے عرض کیا (قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً) اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرمادے جس سے مجھے معلوم ہوسکے کہ وہ بچہ کب پیدا ہوگا اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا) تمہارے لئے نشانی بس یہ ہے کہ تم تین دن تک کسی سے بات نہ کرو، اگر کسی سے کچھ کہنا ہو تو بس اشارہ سے کہو، زبان سے کچھ نہ کہو۔ جب تم یہ کروگے تو پھر اللہ تعالےٰ تم کو بچہ دے گا۔ خاموشی کے روزہ کا حکم اللہ تعالےٰ نے حضرت مریم کو بھی دیا تھا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ○ (مریم ۔ ۲۶)

پھر (اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو اشارہ سے) کہنا میں نے رحمٰن کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے لہذا میں آج کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل خاموش رہنے کا روزہ بھی رکھا کرتے تھے۔
ایک حدیث میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

بَيْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا أَبُو إِسْرَائِيلَ نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُومَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ

(صحیح بخاری کتاب الایمان والنذر باب النذر فیما لا یملک جزء ۸ ص۱۷۸)

اس حالت میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق پوچھا۔ لوگوں نے کہا یہ ابو اسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، سایہ میں نہیں آئے گا، نہ بات کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ آپ نے فرمایا اس کو حکم دو کہ بات کرے، سایہ میں آجائے، بیٹھ جائے اور اپنا روزہ پورا کرے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کو جو حکم اللہ تعالےٰ نے دیا تھا مندرجہ بالا آیت اور حدیث کی روشنی میں اس حکم کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام خاموشی کے تین روزے رکھیں، ان میں کسی سے بات نہ کریں، بس اس کے بعد حمل ٹھہر جائے گا اور بچہ پیدا ہوگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ○ (مریم - ۱۰)

تمہارے لئے نشانی یہ ہے کہ تم برابر تین رات (دن) لوگوں سے بات نہ کرو۔

(اِلَّا رَمْزًا) کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان روزوں میں صرف اشارہ سے کچھ کہہ دینے کی اجازت دی تھی اس حکم کے تحت حضرت زکریا علیہ السلام نے جب ایک موقع پر قوم سے خطاب کیا تو اشارہ ہی سے خطاب کیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ○

(مریم - ۱۱)

پھر (ایک دن ایسا ہوا کہ) زکریا علیہ السلام (حسب معمول وعظ و نصیحت کے لئے) اپنے عبادت خانہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور (بجائے زبان کے کچھ کہنے کے) ان سے اشارہ سے کہا کہ صبح و شام (اللہ کی) تسبیح پڑھتے رہو۔

پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ) اے زکریا روزوں کے ان ایام میں صبح و شام کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔

عمل

اے لوگو، حالات کتنے ہی ناسازگار ہوں لیکن آپ اللہ تعالےٰ سے ناامید نہ ہوں، وہ حالات کو سازگار بھی کر سکتا ہے وہ ایسی جگہ سے رزق دے سکتا ہے جہاں سے رزق کا وہم و گمان بھی نہ ہو اور ایسے وقت میں اولاد دے سکتا ہے جبکہ اولاد ہونے کے اسباب باقی نہ رہے ہوں۔ اے لوگو، جب آپ اولاد کے لئے دعا کیا کریں تو نیک اولاد کے لئے دعاء کیا کریں۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ
اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ
عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ
لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ
الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ اور (وہ وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے (مریم سے) کہا اے مریم اللہ نے تم کو منتخب کیا ہے، تمہیں پاک کیا ہے، اور دنیا کی تمام عورتوں پر تم کو برگزیدہ کیا ہے ﴿۴۲﴾ اے مریم، اپنے رب کی فرمانبرداری کرتی رہو، سجدہ کرتی رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتی رہو ﴿۴۳﴾

معانی و مصادر (اِصْطَفٰى) اِصْطَفٰى، يَصْطَفِيْ، اِصْطِفَآءٌ (باب افتعال) پسند کرنا، (اصلی حروف ص ف و ہیں)۔

(اُقْنُتِيْ) قَنَتَ، يَقْنُتُ، قُنُوْتٌ (ن) فرمانبرداری کرنا، کھڑا ہونا۔

(اُسْجُدِيْ) سَجَدَ، يَسْجُدُ، سُجُوْدٌ (ن) سجدہ کرنا۔

تفسیر حضرت مریم کا ذکر چل رہا تھا۔ درمیان میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا ذکر فرما کر پھر حضرت مریم کا ذکر شروع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے چند فرشتے حضرت مریم کے پاس بھیجے۔ فرشتوں نے حضرت مریم سے کہا: اے مریم اللہ نے تم کو منتخب فرمایا ہے، پاک و مطہر بنایا ہے اور یہی نہیں بلکہ اللہ نے تمہیں تمام جہان کی عورتوں پہ برگزیدہ کیا ہے، تم اپنے رب کی فرمانبرداری کرتی رہو سجدہ کرتی رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع

کرتی رہو یعنی نماز پڑھنے والوں کے ساتھ با جماعت نماز ادا کرتی رہو۔

اس آیت میں حضرت مریم کی فضیلت بیان کی گئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خَيْرُ نِسَآئِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قولہ تعالےٰ واذ قالت الملٰئکۃ یا مریم ان اللہ اصطفٰک جزء ۴ ص۲ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل خدیجۃ جزء ۲ ص۳۷)

مریم بنتِ عمران اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے بہتر تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قولہ تعالیٰ اذ قالت الملٰئکۃ یا مریم اِلیٰ قولہ فانما یقول لہ کن فیکون جزء ۴ ص۲ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل خدیجۃ جزء ۲ ص۳۷)

عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوا سوائے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجۂ فرعون کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

حَسْبُكَ مِنْ نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَاٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔ (رواہ الترمذی فی ابواب المناقب باب فضل خدیجۃ وقال ھذا حدیث صحیح۔ ج۲ ص۲۱۱)

(جذبۂ قربانی، اور صبر و استقامت کا سبق حاصل کرنے کے لئے) تمام جہانوں کی عورتوں میں تمہارے لئے مریم بنتِ عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ زوجۂ فرعون کافی ہیں۔

مندرجہ بالا احادیث گویا وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ کی تفسیر ہیں۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ
اِلَيْكَ، وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ
اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا
كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ (اے رسول) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، ورنہ آپ تو ان لوگوں کے پاس اس وقت موجود نہیں تھے جب وہ مریم کی کفالت کے لئے قرعہ اندازی کر رہے تھے اور نہ اس وقت موجود تھے جب (کفالت کے لئے) وہ جھگڑا کر رہے تھے (ایسی صورت میں آپ کو ان چیزوں کا علم کیسے ہو سکتا تھا، یہ تو ہمارا فضل ہے کہ ہم نے بذریعہ وحی آپ کو بتا دیا ہے) ﴿۴۴﴾

معانی و مصادر (نُوْحِيْ) اَوْحٰى، يُوْحِيْ، اِيْحَآءٌ (باب افعال) وحی کرنا۔
(يُلْقُوْنَ) اَلْقٰى، يُلْقِيْ، اِلْقَآءٌ (باب افعال) ڈالنا۔
(يَكْفُلُ) كَفَلَ، يَكْفُلُ، كَفْلٌ وَكَفَالَةٌ (ن) کفیل ہونا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: اے رسول یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، آپ ان خبروں سے واقف نہیں تھے، اور واقف ہوتے بھی کیسے جبکہ (وَمَا لَدَيْهِمْ) آپ ان لوگوں کے پاس موجود نہیں تھے۔ موجود ہوتے تو آپ واقف ہوتے، جب حضرت مریم کی کفالت کا معاملہ درپیش ہوا تو بنی اسرائیل آپس میں جھگڑنے لگے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں کفالت کروں، بالآخر یہ طے پایا کہ قرعہ اندازی کی جائے قرعہ اندازی میں جس کا نام نکلے وہی حضرت مریم کا کفیل بنے، قرعہ اندازی میں حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نکلا جیسا کہ ارشاد باری ہے:۔

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا — اللہ نے زکریا کو ان کا کفیل بنا دیا۔
(آل عمران - ۳۷)

الغرض زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالی۔
اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے دو باتوں کی طرف خاص طور پہ اشارہ فرمایا۔

پہلی بات

پہلی بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی باتیں بذریعہ وحی پہنچائی جا رہی تھیں، آپ ان خبروں سے واقف نہیں تھے۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے :۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَآ إِلٰى مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَلٰكِنَّآ أَنْشَأْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ إِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ أَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

(القصص ۔ ۴۴ تا ۴۶)

اور (اے رسول) جب ہم نے موسیٰ کی طرف (اپنا) حکم بھیجا تو اس وقت آپ (طور کے) غربی جانب موجود نہیں تھے اور نہ (دور ہی سے) آپ اس واقعہ کا مشاہدہ کر رہے تھے، مگر یہ کہ ہم نے (موسیٰ کے بعد) بہت سی قوموں کو پیدا کیا، پھر ان پر ایک طویل مدّت گزر گئی (اس طویل مدت کے بعد آپ کا ان کے حالات سے واقف ہونا آپ کی نبوت کی دلیل ہے) اور (اے رسول) آپ اہل مدین کے ساتھ بھی نہ رہے تھے کہ (ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان کے حالات سے واقف ہوتے اور) ان لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سُناتے لیکن ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے (لہذا ہم نے آپ کو یہ باتیں بتا دیں تاکہ ان باتوں کا علم آپ کی نبوت کی دلیل ہو) اور (اے رسول) جب ہم نے موسیٰ کو آواز دی تو (اس وقت بھی) آپ طور کے اطراف میں کہیں موجود نہیں تھے (کہ اس واقعہ سے واقف ہوتے) لیکن یہ آپ کے رب کی رحمت ہے، (اس نے آپ کو رسالت کے منصب پر فائز کر کے ان باتوں کی خبر آپ کو دی) تاکہ (ان باتوں کا علم آپ کی رسالت کی دلیل ہو اور) آپ ایسے لوگوں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں جن کے پاس (ماضی قریب میں) آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا شاید وہ نصیحت حاصل کریں۔

اس سلسلہ میں ایک اور مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۔

(اے رسول) غیب کی خبروں میں سے یہ چند خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، اس سے قبل ان خبروں سے نہ آپ واقف تھے اور نہ آپ کی قوم۔

(ھود ۔ ۴۹)

غیب کی ان خبروں کی معلومات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک زبردست نشانی ہے۔

دوسری بات

دوسری بات جس کی طرف اللہ تعالےٰ نے اس بات میں اشارہ کیا ہے وہ "قرعہ اندازی" ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جھگڑے کی صورت میں قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا جائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَسْتَهِمُوْا لَاسْتَهَمُوْا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الاستہام فی الاذان جزء اول ص۱۵۹)

اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان (دینے) اور صف اول میں (کھڑے ہونے کا) کتنا (ثواب) ہے اور اگر وہ اس (ثواب) کو بغیر قرعہ اندازی کے حاصل نہ کر سکیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ النور جزء ۶ ص۱۲۷ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب فی حدیث الافک جزء ۲ ص۵۰۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے جس بیوی کا نام قرعہ اندازی میں نکلتا اس بیوی کے ساتھ آپ سفر کرتے۔

آیت زیر تفسیر اور احادیث مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہوا کہ اختلاف کی صورت میں یا اختلاف کے اندیشہ سے قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا سنت ہے تاکہ کسی کو کسی قسم کی شکایت نہ ہو۔

عمل

اے لوگو، یہ عقیدہ رکھیئے کہ غیب کی باتوں کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ نبیوں کو

بھی غیب کی بعض خبروں کا علم اس وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالےٰ بذریعہ وحی انہیں مطلع فرمائے۔

غیب وہ چیز ہے جو پوشیدہ ہو، جس کا علم بغیر ذریعہ یا وسیلہ کے ناممکن ہو۔ بغیر ذریعہ یا وسیلہ کے علم ہونا صرف اللہ تعالےٰ کی خصوصیت ہے۔

جب لوگوں میں کسی چیز کے حصول میں اختلاف ہو یا اختلاف کا اندیشہ ہو تو قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا کیجئے۔

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ
يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ
الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ
الْمُقَرَّبِينَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي
الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿۴۶﴾
قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَّ
لَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ إِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَإِنَّمَا

يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ
مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ
الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ
فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ
الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى
بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ

وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝۴۹ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ
بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَ
جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝۵۰ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ
رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ
مُّسْتَقِيْمٌ ۝۵۱

ترجمہ (اور وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے (مریم سے کہا) "اے مریم" اللہ تم کو اپنی طرف سے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح، عیسٰی بن مریم ہوگا، اور وہ دنیا اور آخرت میں باعزت اور (اللہ کے) مقرب بندوں میں سے ہوگا (۴۵) وہ گہوارہ میں اور ادھیڑ عمر میں (یکساں) بات کرے گا اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا (۴۶) مریم نے کہا "اے میرے ربّ میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا جب کہ کسی مرد نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا"؟ اللہ نے فرمایا اسی حالت میں ہوگا، اللہ جو چاہے پیدا کر سکتا ہے (اس کے لئے کوئی مشکل نہیں) وہ جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اس کام سے اتنا کہہ دیتا ہے "ہوجا" وہ کام ہوجاتا ہے (۴۷) (فرشتوں نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مریم سے کہا) اور اللہ عیسٰی کو کتاب وحکمت اور توریت اور انجیل کی تعلیم دے گا (۴۸) اور انہیں بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا (وہ بنی اسرائیل سے کہیں گے) میں تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی مورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے کو (بینا)، سفید داغ والے کو اچھا اور مُردہ کو زندہ کر دیتا ہوں اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم نے کیا کھایا ہے اور اپنے گھر میں کیا جمع کیا ہے، اگر مؤمن ہو تو ان تمام باتوں میں تمہارے لئے (میری نبوت کی کھلی) نشانی ہے (۴۹) اور میں توریت کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی تھی تصدیق کرتا ہوں اور میں اس لئے آیا ہوں کہ بعض چیزیں جو تم پر (بطور سزا کے) حرام کر دی گئی تھیں انہیں تمہارے لئے حلال کر دوں اور میں تمہارے رب کی طرف سے (کھلی) نشانی لے کر آیا ہوں لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۵۰) بے شک میرا اور تمہارا رب اللہ ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے (۵۱)

معانی ومصادر (وَجِیْهًا) وَجَهَ، یَجِهُ، وَجَاهَةٌ (ض) وجیہ ہونا۔ بلند مرتبہ ہونا۔
(مَهْدٍ) مَهَدَ، یَمْهَدُ، مَهْدٌ (ف) بچھانا (مَهْدٌ = گہوارہ)
(کَهْلًا) کَهَلَ، یَکْهَلُ، کُهُوْلٌ۔ کَهُلَ، یَکْهُلُ، کُهُوْلَةٌ (ف لـ) ادھیڑ ہونا (کَهْلٌ = ادھیڑ)
(قَضٰی) قَضٰی، یَقْضِیْ، قَضَاءٌ (ض) فیصلہ کرنا۔ حکم دینا
(حِکْمَةَ) حَکُمَ، یَحْکُمُ، حِکْمَةٌ (ک) دانشمند ہونا۔
(هَیْئَةَ) هَاءَ، یَهِیْءُ، وَهَیْءَ یَهَیْأُ وَهَیُؤَ یَهْیُؤُ هَیْأَةٌ وَهَیَاءَةٌ (ض، س، ک) اچھی حالت والا ہونا (هَیْئَةٌ = حالت، شکل)۔
(اَبْرَأُ) اَبْرَأَ، یُبْرِئُ، اِبْرَاءٌ (باب افعال) بری کرنا، شفا دینا۔
(اَکْمَهُ) کَمِهَ، یَکْمَهُ، کَمَهٌ (س) اندھا ہونا۔ (اَکْمَهُ = مادرزاد اندھا)
(اَبْرَصَ) بَرَصَ، یَبْرَصُ، بَرَصٌ (ف) برص زدہ ہونا (اَبْرَصُ = جس کو برص کی بیماری ہو)
اِدَّخَرَ، یَدَّخِرُ، اِدِّخَارٌ (باب افتعال) ذخیرہ کرنا۔ (اِدِّخَارٌ اصل میں اِذْتِخَارٌ ہے۔ ت کو دال میں تبدیل کیا پھر ذال کو دال بنا کر دال کو دال میں ادغام کیا)

تفسیر اوپر اللہ تعالےٰ نے حضرت مریم کی پیدائش اور ان کی پرورش کا ذکر فرمایا، ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بالغ ہونے اور پھر ان کے بطن سے حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کا ذکر فرمایا۔

اللہ تعالےٰ نے چند فرشتوں کو حضرت مریم کے پاس بھیجا۔ فرشتوں نے حضرت مریم سے کہا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں ایک ایسے فرزند کی بشارت دیتا ہے جو اس کی طرف سے کلمۂ "کن" کے ذریعہ پیدا ہوگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔

(اٰل عمرٰن ۔ ۵۹)

عیسٰی کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدم کی، اللہ نے آدم (کے پتلے) کو مٹی سے بنایا، پھر اس (مٹی کے پتلے) سے کہا (زندہ) ہوجا، وہ (زندہ) ہوگیا۔

اللہ تعالےٰ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝

(اٰل عمرٰن ۔ ۴۷)

اسی حالت میں ہوگا، اللہ جو چاہے پیدا کر سکتا ہے (اس کے لئے کوئی مشکل نہیں) وہ جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اُس کام سے اتنا کہہ دیتا ہے "ہوجا" وہ کام ہوجاتا ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش فطری قوانین کے مطابق نہیں ہوئی بلکہ ان کی پیدائش کا ابتدائی دور کلمۂ "کن" سے وجود میں آیا، حضرت مریم عام فطری قانون کے تحت حاملہ نہیں ہوئیں بلکہ کلمۂ "کن" سے حاملہ ہوئیں، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ

(النسآء ۔ ۱۷۱)

مسیح عیسٰی ابن مریم (الٰہ نہیں ہیں وہ) تو بس اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف القاء کر دیا تھا اور (وہ) اللہ کی طرف سے (ایک) روح ہیں۔

شفاعت کبریٰ کی حدیث بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَیَقُوْلُ ائْتُوْا عِیْسٰی عَبْدَ اللّٰہِ وَرَسُوْلَہٗ وَکَلِمَۃَ اللّٰہِ وَرُوْحَہٗ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ البقرۃ، باب علم اٰدم الاسمآء کلھا جزء ۶ ص ۲۱)

موسٰی (اہل محشر سے) کہیں گے: عیسٰی کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں (وہ تمہاری سفارش کریں گے)۔

پھر فرشتوں نے کہا اے مریم (اِسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ) اس فرزند کا نام مسیح عیسٰی ابن مریم ہوگا۔

ان کلمات سے ثابت ہوا کہ عیسٰی علیہ السلام کا نام بھی اللہ تعالےٰ نے ہی رکھا تھا اور ان کی پیدائش سے پہلے حضرت مریم کو بتا دیا تھا "ابن مریم" کہنے میں یہ مصلحت تھی کہ ان کا کوئی باپ نہیں ہو گا جس کی طرف انہیں منسوب کیا جائے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ عیسٰی علیہ السلام کا ذکر ہے لیکن ہر جگہ ان کو ابنِ مریم ہی کہا گیا ہے، یہ چیز اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ عیسٰی علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔

نام بتانے کے بعد فرشتوں نے عیسٰی علیہ السلام کی چند صفات کا بھی تذکرہ کیا۔ فرشتوں نے کہا ان کی

① پہلی صفت یہ ہوگی کہ (وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ) وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ بڑے بلند مرتبہ، باعزت اور شریف ہوں گے۔

② دوسری صفت ان کی یہ ہوگی (وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ) وہ اللہ تعالےٰ کے بڑے مقرب بندوں میں سے ہوں گے۔

③ تیسری صفت ان کی یہ ہوگی (يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا) وہ لوگوں سے گہوارہ میں بھی بات کریں گے اور ادھیڑ عمر میں بھی بات کریں گے گویا وہ گہوارہ میں بالکل اسی طرح بات کریں گے جس طرح وہ بڑے ہو کر ادھیڑ عمر میں بات کریں گے۔ دونوں زمانوں میں ان کے بات کرنے کی کیفیت یکساں ہوگی۔ ادھیڑ عمر میں آدمی علم اور تجربہ کے لحاظ سے پختہ ہو جاتا ہے اور بڑی سنجیدگی اور فہم و فراست سے بات کرتا ہے۔ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام گہوارہ میں بھی اسی سنجیدگی اور عقل و سمجھ سے بات کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيْسٰى ..... (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب واذکر فی الکتاب مریم اذا نتبذت من اھلھا شرقیا جزء ۴ ص ۲۰۱)

گہوارہ میں کسی (بچہ) نے بات نہیں کی سوائے تین (بچوں) کے: (ایک ان میں سے) عیسٰی (ہیں)

عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش کے موقع پر قوم کے لوگوں نے حضرت مریم پر تہمت لگائی تو انہوں نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جو گہوارہ میں لیٹے ہوئے تھے اشارہ کیا۔ عیسٰی علیہ السلام نے گہوارہ میں بات کی اور اپنی والدہ کی بریّت کا اعلان کیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ (قوم کی یہ باتیں سن کر مریم نے) اس بچہ کی طرف

فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ○
(مریم - ۲۹ و ۳۰)

اشارہ کیا (کہ اگر کچھ پوچھنا ہے تو اس بچہ سے پوچھو) وہ کہنے لگے ہم اس بچہ سے جو (ابھی) گہوارہ میں ہے کیسے بات کر سکتے ہیں۔ (بچہ خود ہی کہنے لگا) میں اللہ کا بندہ ہوں، مجھے اللہ نے کتاب عنایت فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔

④ فرشتوں نے عیسٰی علیہ السلام کی چوتھی صفت یہ بتائی کہ (مِنَ الصّٰلِحِيْنَ) وہ صالحین میں سے ہوں گے۔

فرشتے عیسٰی علیہ السلام کی صفاتِ عالیہ بیان کر رہے تھے کہ درمیان میں حضرت مریم نے اللہ تعالےٰ کو خطاب کرتے ہوئے عرض کیا: (رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ) اے میرے ربّ، میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا حالانکہ کسی مرد نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا۔

حضرت مریم کے اس متعجبانہ سوال کا ذکر کرتے ہوئے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ○
(مریم - ۲۰)

(مریم نے) کہا میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ نہ تو (جائز طور پر) مجھے کسی مرد نے ہاتھ لگایا اور نہ میں بدکار ہی ہوں (کہ ناجائز طور پر کوئی ہاتھ لگاتا)۔

حضرت مریم کا تعجب اپنی جگہ پر بالکل صحیح تھا۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ نہ جائز طور پر کسی مرد نے انہیں ہاتھ لگایا اور نہ ناجائز طور پر کسی مرد نے انہیں ہاتھ لگایا تو آخر فطری قانون کے خلاف بچہ کیسے پیدا ہوگا اللہ تعالےٰ نے فرمایا (كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ) اسی طرح اور اسی حالت میں پیدا ہوگا (یہ اللہ تعالےٰ کے لئے کیا مشکل ہے، اُسے سب قدرت ہے، وہی فطری قوانین کے مطابق پیدا کرتا ہے، وہی فطری قوانین کے خلاف بھی پیدا کر سکتا ہے) (اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ) (اس کی قدرت کی تو یہ کیفیت ہے کہ) وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اس کے لئے اتنا کہنا کافی ہوتا ہے (كُنْ) ہو جا (فَيَكُوْنُ) وہ وجود میں آجاتا ہے (بس اسی طرح اللہ تعالےٰ عیسٰی (علیہ السلام) کو کلمہ "كُنْ" سے پیدا کریگا اور وہ پیدا ہو جائیں گے)۔

⑤ اس سوال و جواب کے بعد فرشتوں نے عیسٰی علیہ السلام کے متعلق سلسلۂ توصیف جاری رکھتے ہوئے کہا (وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ) پانچویں صفت ان کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالےٰ ان کو کتاب اور حکمت: توریت اور انجیل کی تعلیم دے گا۔

کتاب اور حکمت کی تشریح پہلے گذر چکی ہے، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۵۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

توریت وہ کتاب ہے جو اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی، شفاعت کبریٰ کی حدیث بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرٰىةَ۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ البقرۃ باب وعلم آدم الاسماء کلھا جزء ۶ ص ۲۱)

ابراہیم (اہل محشر سے کہیں گے) میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں، تم موسیٰ کے پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ نے ان سے بات کی اور ان کو توریت عطاء فرمائی۔

اس حدیث میں صراحت کے ساتھ اس بات کا بیان ہے کہ جو کتاب موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھی اس کا نام توریت ہے۔

انجیل کی تعلیم دینے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائیگا اور پھر اس کی تعلیم بھی انہیں دے گا۔ توریت کے عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے نازل ہونے اور انجیل کے عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

(المائدۃ ۔ ۴۶)

(پھر ہم نے ان نبیوں) کے بعد انہی کے نقوشِ قدم پر عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سے پہلے آنے والی کتاب توریت کی تصدیق کرتے تھے۔ ہم نے ان کو انجیل عطاء کی تھی، جس میں ہدایت تھی اور نور تھا اور وہ بھی اپنے سے پہلے آنے والی کتاب توریت کی تصدیق کرتی تھی اور وہ متقیوں کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی۔

آیت زیر تفسیر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کسی نبی پر صرف کتاب ہی نازل نہیں فرماتا بلکہ اس کی تعلیم بھی اُسے دیتا ہے۔ اسی تعلیم کے ذریعہ وہ اپنی امت کو کتاب اللہ کے معانی اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ سکھاتا ہے۔

⑥ فرشتوں نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت مریم سے کہا (وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ) چھٹی صفت ان کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا۔

الغرض عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہوئے (ان کی پیدائش کا مفصل حال ہم انشاء اللہ سورۂ مریم کی تفسیر میں بیان کریں گے) وہ بڑے ہوئے، انہوں نے اپنی قوم کو راہِ راست کی دعوت دی انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا، (اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ) میں (نبی ہوں اور) تمہارے ربّ کی طرف سے (اپنی نبوت کی) نشانی لے کر آیا ہوں (میں ایسے حیرت انگیز کارنامے انجام دیتا ہوں جن کو انجام دینے سے دوسرے لوگ عاجز ہیں۔ مثلاً) میں مٹی کا پرندہ بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے ہیں

اللہ کے حکم سے نابینا کو بینا، برص زدہ کو صحت یاب اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اور میں تم کو وہ چیزیں بتا دیتا ہوں جو تم کھا کر آتے ہو اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو، اگر تم مؤمن ہو تو ان باتوں میں تمہارے لئے میری نبوت کی کھلی دلیل ہے (وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ) میں تمہاری کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں، بے شک وہ بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھی، (وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ) اور میرے مبعوث ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ میں بعض پاکیزہ چیزوں کو جو تم پر (تمہاری سرکشی کی سزا میں) حرام کر دی گئی تھیں حلال کر دوں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ○

(النسآء ۔ ۱۶۰)

اور ہم نے یہودیوں کے ظلم کے سبب سے ان پر پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں حرام کر دی تھیں اور اس وجہ سے بھی (حرام کی تھیں) کہ وہ اللہ (تعالےٰ) کے راستے سے بہت روکتے تھے۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا، (جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ) میں تمہارے رب کی طرف سے اپنی نبوت کی کھلی نشانی لے کر آیا ہوں (فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ) اللہ سے ڈرو، (مجھ پر ایمان لاؤ) اور میری اطاعت کرو، میری بات مانو، (إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ) اور وہ یہ کہ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ صرف اسی کی عبادت کرو، اسی کے آگے سر تسلیم خم کرو، (هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ) یہی سیدھا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ○

(یٰسٓ ۔ ۶۱)

اور یہ کہ میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔

وَمَن يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○

(آل عمران ۔ ۱۰۱)

(تمہیں چاہئے کہ اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو) اس لئے کہ جس شخص نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے سیدھے راستے کی طرف ہدایت پائی۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ
مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ
نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ
بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ
وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ
الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ
وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾

ترجمہ پھر جب (کافر نہ مانے اور) عیسٰی نے محسوس کیا (کہ وہ) کفر (سے باز آنے والے نہیں) تو کہنے لگے کون اللہ کے راستہ میں میرا مددگار ہے، حواریوں نے کہا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم ہیں ﴿۵۲﴾ (پھر اُن حواریوں نے اللہ سے دعاء کی کہ) اے ہمارے رب ہم اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تو نے نازل کی اور ہم (تیرے) رسول کی پیروی کرتے ہیں، لہذا ہمیں (حق کے) گواہوں میں لکھ لے ﴿۵۳﴾ کافروں نے خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تعالےٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے ﴿۵۴﴾

معانی ومصادر (اَحَسَّ) اَحَسَّ، یُحِسُّ، اِحْسَاسٌ (باب افعال) محسوس کرنا۔
(حَوَارِیُّوْنَ) حَوَارِیٌّ = دوست، مددگار۔
(مَکَرُوْا) مَکَرَ، یَمْکُرُ، مَکْرٌ (ن) خفیہ تدبیر کرنا۔

تفسیر عیسٰی علیہ السلام نے لوگوں کو صراط مستقیم کی دعوت دی، انہیں اپنے دعویٰ نبوت کی تصدیق کے لئے معجزات دکھائے لیکن کافروں نے ان کی بات نہ مانی، معجزات کو جادو کہہ کر عیسٰی علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر دیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ (المآئدۃ۔ ۱۱۰)

(اے عیسٰی) جب تم (بنی اسرائیل کے پاس) کھلے معجزات لے کر پہنچے تو ان میں سے جو لوگ کافر تھے انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔

(فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ) جب عیسٰی علیہ السلام نے محسوس کیا کہ قوم کفر میں سرشار ہے، دعوت حق قبول کرنے سے انکار کرتی ہے اور کسی طرح مسلم بننے کے لئے تیار نہیں ہے تو ایک دن اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا (مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ) بتاؤ کون دعوت الی اللہ کے اس کام میں میری مدد کرنے کے لئے تیار ہے؟ (قوم کے اکثر لوگوں نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا البتہ چند لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے ایمان لانے کی توفیق دی وہ ایمان لائے اور پوری تندہی اور جانفشانی سے عیسٰی علیہ السلام کی مدد کرتے رہے، یہی وہ لوگ تھے جو بعد میں عیسٰی علیہ السلام کے خاص الخاص جاں نثار اور مددگار یعنی حواری کہلائے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ○ (المآئدۃ۔ ۱۱۱)

اور (اے عیسٰی، وہ وقت بھی یاد کرو) جب میں نے حواریوں کو حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا (اے اللہ) ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلم ہیں۔

حواریوں کی صفات کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل حدیثیں قابل غور ہیں۔

حضرت جابر کہتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ مَنْ يَّاْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا، ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّاْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا، ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّاْتِيْنَا بِخَبَرِ

جنگ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم (قریظہ) کی خبر کون لائے گا؟ زبیر نے کہا "میں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: قوم (قریظہ) کی خبر کون لائے گا؟ زبیر نے کہا:

الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَاِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ۔
(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق جزء ۵ ص۱۳۲ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل طلحۃ والزبیر جزء ۲ ص۳۶۵ واللفظ للبخاری)

"میں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: قوم (قریظہ) کی خبر کون لائے گا؟ زبیر نے کہا "میں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ اُمَّةٍ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحٰبٌ يَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ۔
(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان جزء اول ص۳۹)

مجھ سے پہلے جو نبی بھی اللہ نے کسی امت کے لئے مبعوث فرمایا اس کی امت میں اس کے حواری اور اصحاب ہوتے تھے جو اس کی سنت پر عمل کرتے تھے اور اس کا حکم بجالاتے تھے۔ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوتے جو کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے اور جو کرتے تھے ان کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ حواری میں مندرجہ ذیل صفات ہوتی ہیں:۔

① انتہائی جاں نثار اور قربانی کے لئے پیش کرنے والا،
② سنت کا متبع،
③ احکام کی تعمیل کرنے والا،
④ قول و فعل میں مطابقت پیدا کرنے والا اور
⑤ بدعات سے پرہیز کرنے والا۔

الغرض ان حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے سوال (مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ) کے جواب میں عرض کیا (نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ) ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں یعنی ہم اس دعوت الی اللہ کے کام میں آپ کی بھرپور مدد کریں گے (اٰمَنَّا بِاللّٰهِ) ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے (وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ) اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم ہیں (رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ) یہ کہہ کر انہوں نے اس طرح دعاء کی: اے ہمارے رب جو کتاب تو نے نازل کی ہم اس پر ایمان لاتے ہیں، ہم (تیرے) رسول کی پیروی کرتے ہیں (ہم شہادت دیتے ہیں کہ بے شک تو ہی واحد الٰہ ہے اور یہ کہ عیسیٰ تیرے رسولِ برحق ہیں) لہٰذا (اے ہمارے رب ہم کو بھی) شہادت دینے والوں (میں شمار کر، ان) کے ساتھ ہمارا بھی نام لکھ لے۔

ان چند حواریوں کے علاوہ تمام لوگوں نے ضد اور ہٹ دھرمی سے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا

وَمَكَرُوْا) اور ان کو نقصان پہنچانے اور ہلاک کرنے کی خفیہ تدبیریں کرنے لگے (وَمَكَرَ اللّٰهُ) اور اللہ تعالیٰ بھی عیسیٰ علیہ السلام کو کفار کے شر سے بچانے کی خفیہ تدبیریں کرتا رہا (وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ) اور اللہ (تعالیٰ سے بہتر تدبیر کون کر سکتا ہے، وہ) تمام تدبیر کرنے والوں میں سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ جب کوئی کام کرتا ہے تو اس کے مراحل کسی کو نظر نہیں آتے البتہ جب وہ کام ہو چکتا ہے تو اس کے نتائج لوگوں کے سامنے آتے ہیں۔ مراحل کا نظر نہ آنا اسی کو اللہ تعالےٰ کی خفیہ تدبیر کہا جاتا ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو کفار کے شر سے بچائے رکھا۔

ارشاد باری ہے۔

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ (المآئدۃ ۔ ۱۱۰)

اور (اے عیسیٰ) جب بنی اسرائیل (نے تم کو اذیت پہنچانی چاہی تو ان) کو تم سے میں نے روکے رکھا۔

کفار نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ، وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ، مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

(النسآء ۔ ۱۵۷ و ۱۵۸)

اور ان کے اس قول کے سبب سے کہ (انہوں نے کہا) ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا، حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ پھانسی دی بلکہ ان کے لئے (کسی دوسرے آدمی کو عیسیٰ کی) شبیہ دے دی گئی (انہوں نے اس شبیہ کو قتل کیا نہ کہ عیسیٰ کو) بے شک جو لوگ (اب بھی ان کے) قتل کے سلسلے میں اختلاف کر رہے ہیں وہ شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اسی سلسلہ میں مطلقاً کوئی علم نہیں، محض وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہیں (یقینی علم تو اللہ کو ہے اور وہ بتا رہا ہے کہ) یقیناً ان لوگوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا (اور یہ کام اللہ کے لئے کیا مشکل ہے) وہ غالب ہے (ہر کام کر سکتا ہے اور وہ) حکیم ہے (ان کا زندہ اٹھانا اللہ تعالےٰ کی مصلحت پر مبنی ہے)۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے، وہی سب کا رب ہے، اس کے علاوہ کوئی ربّ نہیں، اُسی کی عبادت کیجئے، اس کے رسول کی اطاعت کیجئے، اس لئے کہ رسول کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالےٰ کی اطاعت ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء ۔ ۸۰)

جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ یقیناً اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ شریعت پر ایمان لائیے، اسی کے مطابق عمل کیجئے، اللہ تعالےٰ کے رسول کی پیروی کیجئے۔

اللہ تعالےٰ پر پوری طرح بھروسہ رکھیئے، لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کیجئے، لوگوں کی شرارت سے بچانے کے لئے آپ کے لئے اللہ تعالےٰ اکیلا کافی ہے، وہ آپ کے مخالفین کی تمام تدبیروں کو ناکام بنا سکتا ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آپ کے سامنے ہے، لوگوں نے ان کے خلاف کتنی سازشیں کیں لیکن وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے، بالکل اسی طرح اگر خلوص کے ساتھ آپ اللہ تعالےٰ کے ہو گئے تو آپ کے مخالفین انشاءاللہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ
وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ
الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ
اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ
فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ
تَخْتَلِفُونَ ﴿۵۵﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا
فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نّٰصِرِينَ ﴿۵۶﴾

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ (اور اے رسول اس وقت کو یاد کیجئے) جب اللہ نے عیسٰی سے کہا: اے عیسٰی میں تمہیں پوری طرح لینے والا ہوں یعنی تمہیں (پورے جسم کے ساتھ) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں، تمہیں کافروں (کی برائی) سے پاک (و محفوظ) رکھوں گا اور تمہاری پیروی کرنے والوں کو قیامت کے دن تک کافروں پر غالب رکھوں گا، پھر تم سب کو (ایک دن) میرے پاس لوٹ کر آنا ہے، پھر (اس دن) میں تمہارے درمیان جن باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو فیصلہ کروں گا ﴿۵۵﴾ جو لوگ کافر ہیں میں ان کو دنیا میں بھی سخت عذاب میں مبتلا کروں گا اور آخرت میں بھی اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا ﴿۵۶﴾ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ ان کو ان کا پورا اجر دیگا اور اللہ (کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرے گا کیونکہ وہ) ناانصافی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿۵۷﴾

معانی و مصادر (مُتَوَفِّیْ) تَوَفّٰی، یَتَوَفّٰی، تَوَفِّیٌ (باب تفعّل) پورا لینا، پورا کرنا (مُتَوَفِّیٌ = اسم فاعل ہے، پورا لینے والا یا پورا دینے والا)

(رَافِعُ) رَفَعَ، یَرْفَعُ، رَفْعٌ (ف) اٹھانا۔

(یُوَفِّیْهِمْ) وَفّٰی، یُوَفِّیْ، تَوْفِیَةٌ (باب تفعیل) پورا دینا۔

تفسیر آل عمران کی گذشتہ آیات، آیات زیر تفسیر اور آئندہ آنے والی چند آیات میں نصاریٰ کے غلط عقائد کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے ان کو صحیح عقائد کی تعلیم اور اسلام کو دعوت دی، اسی سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت مریم کی پیدائش کا ذکر فرمایا حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کی وجہ سے نصاریٰ نے ان کو اللہ تعالےٰ کا بیٹا سمجھ رکھا تھا، اللہ تعالےٰ نے ان کے غلط عقیدہ کا ابطال کیا۔ نصاریٰ کا یہ بھی اعتقاد تھا کہ عیسٰی علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا گیا تھا، اللہ تعالےٰ نے آیات زیر تفسیر میں ان کے اس غلط عقیدہ کی بھی تردید کی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِذْ

قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ) اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالےٰ نے عیسٰی علیہ السلام کو خطاب فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: اے عیسٰی میں تم کو پوری طرح لینے والا ہوں یعنی میں تم کو (پورے جسم اور روح کے ساتھ) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں (وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اور تم کو کافروں کی ریشہ دوانیوں سے پاک و محفوظ کرنے والا ہوں، وہ تمہیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکیں گے (وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ) اور تمہاری پیروی کرنے والوں کو قیامت کے دن تک کافروں پر فوقیت اور غلبہ دینے والا ہوں (ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ) پھر تم سب میری طرف لوٹ کر آؤ گے، پھر جن جن باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو میں اس دن ان کا فیصلہ کروں گا، اس دن میں بتاؤں گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔

اس آیت میں لفظ "مُتَوَفِّيْكَ" غور طلب ہے یہ توفی کا مصدر توفّی ہے جس کے لغوی معنی ہیں "پورا لینا" مجازاً اس کے معنی موت دینے اور سلا دینے کے بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِىْ لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِىْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

(الزمر ۔ ۴۲)

اللہ ہی (لوگوں کی) جانیں اس وقت بھی قبض کرتا ہے جب انہیں موت آتی ہے اور اس وقت بھی قبض کرتا ہے جب انہیں موت نہیں آتی (بلکہ) نیند آتی ہے پھر جن جانوں پر اللہ موت کا حکم صادر فرماتا ہے انہیں تو روک لیتا ہے اور دوسری جانوں کو ایک وقتِ مقررہ تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

اس آیت میں لفظ "يَتَوَفّٰى" موت کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوا ہے اور سلا دینے کے معنی میں بھی۔

لیکن آیت زیرِ تفسیر میں "توفّی" اپنے لغوی اور حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے، اور اس پر قرینہ آگے آنے والے الفاظ "وَرَافِعُكَ اِلَىَّ" ہیں اگر "تَوَفِّيْ" کے معنی موت کے لئے جائیں تو یہ الفاظ "وَرَافِعُكَ اِلَىَّ" میں تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں بے مقصد ہو کر رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں "توفّی" کے معنی پورا یا کامل طور پر لینے کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے عیسٰی (اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ) میں کامل طور پر تمہیں لینے والا ہوں (وَرَافِعُكَ اِلَىَّ) یعنی تمہیں (روح اور جسم کے ساتھ) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ "رَافِعُكَ اِلَىَّ" میں "رفع" کے معنی مرتبہ بڑھانے کے ہرگز نہیں ہو سکتے اس لئے کہ جب "رافع" مرتبہ کی بلندی کے لئے آتا ہے تو اس کے بعد "اِلَىَّ" نہیں ہوتا بلکہ "مفعول بہ" ہوتا ہے مثلاً

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا۔

(الاعراف ۔ ۱۷۶)

اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں (کی برکت) سے اسے اوپر اٹھا لیتے۔

عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول صـ۲۷۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعاء پڑھا کرتے تھے: اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میری حالت کی اصلاح فرما، (وَارْفَعْنِيْ) مجھے بلند مرتبہ عنایت فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطاء فرما۔

یہی دعاء تمام مسلمین بھی جلسہ میں پڑھتے ہیں "وَارْفَعْنِيْ" سے ان میں سے ہر ایک کی مراد یہی ہوتی ہے کہ مجھے بلند مرتبہ عطاء فرما۔

اوپر کی دونوں مثالوں میں "رفع" کے بعد "الی" نہیں ہے لہذا "رفع" سے مرتبہ کی بلندی مراد ہے لیکن جب "رفع" کے بعد "الی" آجائے تو پھر جسم کے ساتھ اوپر اٹھانے کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں ہوتے۔

الغرض "مُتَوَفِّيْكَ" کے معنی زندہ اٹھانے کے ہیں، اس کے بعد مزید تائید قرآن مجید کی دوسری آیت سے ہوتی ہے جہاں "رفع الی" تو موجود ہے لیکن "متوفیک" نہیں ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ○ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ

(النسآء ـــ ۱۵۷ و ۱۵۸)

ہم نے اُنکے دلوں پر اس لئے بھی مہر لگائی کہ انہوں نے کہا ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ بن مریم کو قتل کیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ پھانسی دی بلکہ ان کے لئے (کسی دوسرے آدمی کو عیسیٰ کی) شبیہ دے دی گئی (انہوں نے اس شبیہ کو قتل کیا نہ کہ عیسیٰ کو) بے شک جو لوگ (اب بھی ان کے) قتل کے سلسلہ میں اختلاف کر رہے ہیں وہ شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں، اس سلسلہ میں انہیں مطلقاً کوئی علم نہیں، محض وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں (یقینی علم تو اللہ کو ہے، اور وہ بتا رہا ہے کہ) یقیناً ان لوگوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔

"وَمَا قَتَلُوْهُ" (انہوں نے انہیں قتل نہیں کیا) کے الفاظ موت کی نفی کرتے ہیں، ان الفاظ کے آگے "بل" میں اس کی مزید تائید ہے، اور "رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ" میں اس بات کی وضاحت ہے کہ کافر عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکے بلکہ ان کو تو اللہ تعالےٰ نے زندہ اپنی طرف اٹھا لیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے "رفع" کے بعد "الیٰ" کا لفظ استعمال کر کے ایک مرتبہ پھر اس بات کی وضاحت کر دی کہ یہاں "رفع" سے مراد مرتبہ کی بلندی نہیں ہے بلکہ زندہ اٹھانا ہے۔

احادیثِ صحیحہ سے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا۔

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابنِ مریم ضرور تم میں عادل حکمران بن کر اتریں گے۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام جزء ۴ ص ۲۰۵
وصحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم جزء اول ص ۷۶)

اس حدیث میں لفظ "یَنْزِلَ" سے بھی عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جو اٹھایا نہ گیا ہو وہ اتریگا کیسے؟

آگے اللہ تعالےٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مزید تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ (وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) میں تمہیں کافروں کے شر اور اہانت سے پاک، محفوظ و مامون رکھوں گا، وہ نہ تمہاری اہانت کر سکیں گے اور نہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچا سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ۔ (المآئدۃ ۔ ۱۱۰)

اور بنی اسرائیل (نے تم کو اذیت پہنچانی چاہی تو ان) کو میں نے تم سے روکے رکھا۔

سورۂ مائدہ کے یہ الفاظ گویا "مُطَهِّرُكَ" کی تفسیر ہیں، پھر مزید تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو یہ خوشخبری دی کہ (وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ) میں قیامت تک تمہاری پیروی کرنے والوں کو کافروں پر غلبہ عطاء کروں گا۔ اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا۔ پہلے نصاریٰ کی حکومتیں قائم ہوئیں اور وہ یہودیوں پر غالب رہے۔ پھر مسلمین جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرتے رہے وہ بھی صدیوں تک اپنے دشمنوں پر غالب رہے۔ اب اگر بظاہر وہ وعدہ پورا ہوتا نظر نہیں آرہا تو اس کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقی پیروی کرنے والے اب نہیں رہے۔ اسی چیز کی اللہ تعالےٰ اس طرح وضاحت فرماتا ہے۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے۔

(اٰل عمران ۔ ۱۳۹)

اب کیونکہ نہ صحیح معنوں میں مؤمن رہے اور نہ صحیح معنوں میں عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین رہے لہذا

وعدۂ غلبہ کس طرح پورا ہو سکتا ہے البتہ آئندہ جب کبھی ان لوگوں میں صحیح ایمان پیدا ہو گیا اور صحیح معنوں میں اتباعِ رسول کرنے لگے تو اللہ تعالےٰ قیامت تک اپنے اس وعدہ کو پورا کرتا رہے گا۔

اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق وضاحت سے بتا دیا کہ وہ کیا تھے، ان کا مرتبہ کیا تھا۔ اس وضاحت کے بعد بھی اگر لوگ ان کے متعلق اختلاف میں مبتلا رہیں، کوئی کچھ کہے اور کوئی کچھ کہے تو اس اختلاف کا فیصلہ دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ) تم کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے تو جب تم لوٹ کر آؤ گے اس وقت میں فیصلہ کروں گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔ (فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ) پھر جن لوگوں نے کفر کیا، قرآن مجید کی وضاحت کو تسلیم نہ کیا تو ایسے لوگوں کو میں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہو گا۔

دنیا میں ان لوگوں پر کون کون سے عذاب آتے رہے اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لیکن ملک عرب سے جلاء وطنی اور بار بار جنگوں میں الجھے رہنا یہ کیا کم عذاب ہے جو انہیں پہنچتا رہا۔ آگے فرمایا (وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ ان کو ان کا پورا پورا اجر دیگا۔

الغرض ایمان لا کر عمل صالح کرنے والے ہر طرح کے عیش و آرام میں ہوں گے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں ظلم کیا اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرتے رہے وہ عیش و آرام سے محروم ہونگے کیونکہ (وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ) اللہ تعالےٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جب وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا تو انہیں عیش و آرام سے کس طرح نواز سکتا ہے۔

عمل

اے لوگو، ایمان لا کر عمل صالح کیجئے، اتباعِ رسول کرتے رہیئے تاکہ آپ کافروں پر غالب رہیں۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عقیدہ رکھیئے کہ وہ زندہ اٹھا لئے گئے، کافر انہیں قتل نہیں کر سکے۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾

ترجمہ (اے رسول) یہ (اللہ کی) آیتیں ہیں اور حکمت سے بھرپور نصیحتیں ہیں جو ہم آپ کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں ﴿۵۸﴾

معانی ومصادر (نَتْلُوْ) تَلَا، يَتْلُوْ، تِلَاوَةٌ (ن) پڑھنا، تلاوت کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی تعلیمات کا ذکر فرما کر نصاریٰ کے مذہب اور ان کے غلط عقیدہ کی تردید کی، عیسی علیہ السلام کی الوہیت کے غلط عقیدہ کا ابطال کیا، عیسٰی علیہ السلام کے معجزات کو ان کے اپنے اصلی رنگ میں پیش کیا، ہر معجزہ کے ساتھ عیسٰی علیہ السلام کے الفاظ "باذن اللہ" کا ذکر کر کے یہ ثابت کیا کہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں، وہی قادر مطلق ہے، نبی کو بھی قدرت نہیں کہ وہ جو کچھ چاہے کر دکھائے۔

الغرض گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے دلائل کے ساتھ بڑے حکیمانہ انداز میں توحید کا اثبات کیا اور نصاریٰ کو نصیحت کی کہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر دین اسلام قبول کر لیں، پھر آیت زیر تفسیر میں فرمایا (ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ) (اے رسول) قرآن مجید کی یہ آیتیں اور پُر از حکمت نصیحت (کی باتیں) ہم آپ کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں (یہ باتیں آپ کی نبوت کی کھلی دلیل ہیں)

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، وَكَانَ
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝
(النسآء - ۱۱۳)

اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور آپ کو ایسی ایسی باتوں کی تعلیم دی ہے جن کو (پہلے) آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر تو اللہ کا بڑا فضل ہے۔

عمل

اے لوگو، قرآنِ مجید کے پر از حکمت احکام پر ایمان لائیے، ان پر سختی سے عمل کیجئے، اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے کہ اس نے یہ حکمت کی باتیں آپ کو بتائیں اور ایک بہت بڑی خیر سے آپ کو بہرہ ور کیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۔

اور جس کو حکمت (دوانائی) مل گئی اس کو خیر کثیر مل گئی۔

(البقرۃ ۔ ۲۶۹)

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ
خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن
فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا
تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٦٠﴾ فَمَنْ
حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ
مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا
وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ
وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ
فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿٦١﴾

جَآءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ اَنْ يُلَاعِنَاهُ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا يُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا إِنَّا نُعْطِيْكَ مَا سَأَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا اَمِيْنًا وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُمْ يَا اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصۃ اھل نجران ۵/۲۱۷)

نجران کے عیسائیوں میں سے دو عیسائی عاقب اور سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اُن کا ارادہ تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ پر لعنت کریں (لیکن وہ ایسا نہ کر سکے) ایک نے دوسرے سے کہا ایسا نہ کرو، اللہ کی قسم اگر یہ نبی ہوئے اور ہم نے ایک دوسرے پر لعنت کی تو ہم اور ہمارے بعد والے فلاح نہیں پا سکتے (الغرض انہوں نے مباہلہ کا ارادہ ترک کر دیا)۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ جو کچھ طلب کریں گے ہم آپ کو ادا کرتے رہیں گے، آپ ہمارے ساتھ ایک امانت دار آدمی کو بھیج دیں، امانتدار کے علاوہ اور کسی کو نہ بھیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ایک امانتدار آدمی کو بھیج دونگا، وہ واقعی امین ہے۔ صحابہ کرام میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ فضیلت اس کو مل جائے (لیکن یہ فضیلت تو ابوعبیدہ کے مقدر میں تھی) آپ نے ابوعبیدہ سے فرمایا: اے ابوعبیدہ ابن الجراح، کھڑے ہو جاؤ جب وہ کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں پھر آپ نے ابوعبیدہؓ کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔

الغرض نصاریٰ کے علماء مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے سے ڈر گئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت رہنا قبول کیا اور ایک خاص رقم بطور خراج سالانہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ) اے رسول یہ ذکر جو آپ سے بیان کیا جا رہا ہے بالکل حق ہے : اور یہ بیان اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک انسان تھے، نہ وہ الٰہ تھے اور نہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے (وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ) اور الٰہ تو کوئی ہے ہی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے (وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) اور بے شک اللہ زبردست ہے، غالب ہے (انسانوں میں یہ قدرت کہاں؟ اللہ تعالیٰ چاہے تو ان لوگوں کو ان کی نازیبا باتوں کی سزا دے سکتا ہے، لیکن وہ ان کو مہلت دے رہا ہے اور مہلت دینا اس کی حکمت پر مبنی ہے، اس کے تمام کام حکمت

کے ساتھ ہوتے ہیں۔ کیونکہ) وہ بڑی حکمت والا ہے، اور اے رسول (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ) اگر یہ لوگ اب بھی (دین اسلام سے) منہ موڑیں تو (آخر یہ بچ کر کہاں جائیں گے۔) اللہ تعالےٰ ان مفسدین سے خوب واقف ہے (وقتِ مقررہ پر وہ انہیں ضرور سزا دے گا)۔

عمل

اے لوگو، اگر کوئی شخص بے باپ یا بے ماں باپ کے پیدا ہو جائے تو اُسے الٰہ نہ سمجھیے۔ الٰہ تو صرف اللہ تعالےٰ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے اور اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ آپ اس کی آزمائش میں پورے اتریئے اور صرف خالق کو الٰہ مانیئے۔ مخلوق الٰہ نہیں ہو سکتا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى
كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا
نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ
شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمہ (اے رسول)، (اللہ کے راستے کی انہیں دعوت دیجئے، ان سے) کہیئے: اے اہل کتاب، ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں، اگر یہ (اس بات سے) منہ موڑیں تو (اے ایمان والو) ان سے کہہ دو تم گواہ رہنا کہ ہم تو مسلم ہیں" ﴿۶۴﴾

معانی ومصادر (سَوَآء) سَوِیَ، یَسْوٰی، سِوًی (س) کسی کام کا ٹھیک ہونا۔
(سَوَآءٌ = برابر، عدل، وسط)

تفسیر تین باتیں ایسی تھیں جو مسلمین اور اہل کتاب کے مابین مشترک تھیں۔ دونوں اسے یکساں طور پر تسلیم کرتے تھے۔ وہ تین باتیں یہ تھیں:۔

۱۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کی عبادت نہ کی جائے،

۲۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔
۳۔ آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنایا جائے۔

مسلمین ان باتوں کو تسلیم کرتے تھے اور ان پر عمل بھی کرتے تھے، لیکن اہل کتاب زبان سے تو ان باتوں کو تسلیم کرتے تھے لیکن ان کا عمل ان پر نہیں تھا۔ وہ تاویل کر کے غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے اور تقریباً ہر زمانہ میں ایسا ہوتا رہا ہے کہ اکثر لوگ زبان سے تو "وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" پڑھتے رہے لیکن پھر تاویلات بعیدہ کے سہارے غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے رہے۔ موجودہ زمانہ بھی اس قبیح حرکت سے پاک نہیں۔ اہل کتاب کو حکم تو یہی دیا گیا تھا کہ وہ اللہ اکیلے کی عبادت کریں لیکن انہوں نے ایسا کیا نہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (لم یکن الذین کفروا ۔ ۵)

اہل کتاب کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے یکسوئی کے ساتھ اللہ (اکیلے) کی عبادت کریں۔

اہل کتاب اس حکم پر عامل نہیں رہے۔ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کا بیٹا ماننے لگے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ (التوبہ ۔ ۳۰)

یہودی کہتے ہیں کہ عزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے ہیں۔ پہلے زمانے کے کافروں نے جو بات کہی تھی۔ یہ بس اسی کی تقلید کر رہے ہیں اللہ انہیں (ضرور) ہلاک کرے (گا)، یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ ان کی اس عبادت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝ (الزخرف ۔ ۸۱)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر رحمٰن کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَيُدْعَى الْيَهُوْدُ، فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ؟ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ

(قیامت کے دن) یہودیوں کو بلایا جائے گا پھر ان سے کہا جائے گا: تم کس کی عبادت کیا کرتے

فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ النساء ۶/۵۷)

تھے، وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے عزیر کی عبادت کرتے تھے۔ پھر ان سے کہا جائیگا: تم جھوٹ کہتے ہو، اللہ کے تو نہ کوئی بیوی ہے نہ اولاد۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَيُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ؟ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ (صحیح بخاری ابواب تفسیر سورۃ النسآء جزء ۶ ص۵۶)

پھر عیسائیوں کو بلایا جائے گا۔ ان سے پوچھا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے مسیح کی عبادت کرتے تھے، پھر ان سے کہا جائے گا تم جھوٹ کہتے ہو، اللہ کے نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی اولاد۔

حضرت زید بن عمرو بن نفیل جب دین حق کی تلاش میں نکلے تو ان کی ملاقات ایک یہودی عالم اور کچھ عرصہ بعد ایک عیسائی عالم سے ہوئی۔ ان دونوں میں سے ہر ایک نے حضرت زید سے کہا:۔

مَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ حَنِيْفًا

میں نہیں سمجھتا کہ دین حق کوئی ہے سوائے اس کے کہ تم حنیف ہو جاؤ۔

حضرت زید نے ہر عالم سے پوچھا:۔

وَمَا الْحَنِيْفُ؟

حنیف کیا ہوتا ہے؟

ہر عالم نے کہا:۔

دِيْنُ اِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَا يَعْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل ۵/۵۰)

ابراہیم کا دین، وہ نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی تھے وہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔

مندرجہ بالا آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ اہل کتاب صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی نہیں کرتے تھے بلکہ وہ غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے۔ مثلاً وہ حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے اور اسی طرح وہ شرک جلی میں مبتلا تھے اور یہی نہیں بلکہ وہ اپنے علماء اور اپنے درویشوں کی بھی عبادت کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(التوبۃ۔ ۳۱)

انہوں نے اللہ کے علاوہ اپنے علماء اور اپنے مشائخ کو اور عیسیٰ بن مریم کو (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں

(اور جو الٰہ نہیں وہ رب یا معبود کیسے ہو سکتا ہے، یہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں) اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

علماء اور مشائخ کی عبادت کی ایک قسم یہ تھی کہ وہ ان کے حلال و حرام کے فیصلوں کو مانتے تھے۔ علماء اور مشائخ شریعت سازی کرتے، مسائل گھڑتے اور فتوے دیتے اور اہل کتاب ان کو تسلیم کر لیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ۔ (الشوریٰ۔ ۲۱)

(اے رسول) کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) شریک بنا لئے ہیں جو ان کے لئے دین کا راستہ وضع کرتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔

ان کا آپس میں ایک دوسرے کو رب بنانا یہی تھا کہ وہ اپنے میں سے ان لوگوں کی جو عالم یا درویش تھے بات مان لیا کرتے تھے اور ان کے حلال و حرام کے فیصلے کو تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ یہی ان کا شرک تھا جس کا ذکر آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا آیتوں میں کیا گیا ہے۔

آگے فرمایا (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ) اے ایمان والو، اگر یہ ان باتوں کو عملاً تسلیم کرنے سے منہ موڑیں اور مسلم نہ بنیں تو ان سے کہو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلم ہیں (ہم ان باتوں کو تسلیم بھی کرتے ہیں اور ان باتوں پر عمل بھی کرتے ہیں)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلم بننے کے لئے تین بنیادی شرائط ہیں یعنی:۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرے،

۲۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے،

۳۔ اپنے علماء، مشائخ یا کسی اور کو اپنا رب نہ بنائے یعنی دینی معاملات میں کسی کی رائے یا فتویٰ کو تسلیم نہ کرے۔

اس تیسری شرط میں مسلم اور مقلد میں جو فرق ہے وہ بالکل واضح ہے۔ مقلد کسی عالم کی رائے یا فتویٰ کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیتا ہے یعنی وہ اس عالم کو اپنا رب بنا لیتا ہے۔ مسلم ایسا نہیں کرتا، وہ صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانتا ہے، اور صرف اسی کے احکام اور فیصلوں کو مانتا ہے:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بادشاہ ہرقل کے نام خط لکھا تو اس خط کے متن میں یہ آیت بھی تھی۔

حضرت ابوسفیان کہتے ہیں:۔

ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پھر ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا، پھر اُسے پڑھا تو اس خط میں یہ لکھا تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل شاہ روم کے نام۔ ۔ ۔ ۔

وَيٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا ..... اِلٰى قَوْلِهٖ اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (صحیح بخاری کتاب الوحی جزء اول ص۷ وکتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ص۲۵ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی ھرقل جزء ۲ ص۹)

اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا ربّ نہ بنائیں۔ اگر یہ (اس بات سے) منہ موڑیں تو (اے ایمان والو) ان سے کہہ دو: تم گواہ رہنا کہ ہم تو مسلم ہیں۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالےٰ کی عبادت کیجئے، اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیجئے، آپس میں ایک دوسرے کو ربّ نہ بنائیے، یعنی کسی کی رائے اور قیاس کو دین نہ سمجھئے۔ کفار کو مشترک باتوں کی طرف عمل کرنے کی دعوت دیجئے۔

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِيٓ
إِبۡرَٰهِيمَ وَمَآ أُنزِلَتِ ٱلتَّوۡرَىٰةُ
وَٱلۡإِنجِيلُ إِلَّا مِنۢ بَعۡدِهِۦٓ أَفَلَا
تَعۡقِلُونَ ۝٦٥ هَٰٓأَنتُمۡ هَٰٓؤُلَآءِ حَٰجَجۡتُمۡ
فِيمَا لَكُم بِهِۦ عِلۡمٞ فَلِمَ تُحَآجُّونَ
فِيمَا لَيۡسَ لَكُم بِهِۦ عِلۡمٞۚ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ
وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ۝٦٦ مَا كَانَ
إِبۡرَٰهِيمُ يَهُودِيّٗا وَلَا نَصۡرَانِيّٗا
وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفٗا مُّسۡلِمٗا وَمَا

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾ اِنَّ اَوْلَى
النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ
وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ
وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾

ترجمہ اے اہل کتاب، تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو، توریت اور انجیل تو ان کے بعد اتری ہیں (پھر وہ یہودی یا عیسائی کیسے ہو سکتے ہیں) کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں ﴿٦٥﴾ دیکھو (اب تک) تم اُن باتوں میں تو جھگڑتے ہی رہے ہو جن کا تمہیں (کچھ ذرا بہت) علم تھا لیکن ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں (مطلقاً) علم نہیں، اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے ﴿٦٦﴾ ابراہیم نہ تو یہودی تھے، نہ عیسائی تھے بلکہ وہ تو بڑے پکّے موحّد مسلم تھے اور وہ مشرکین میں سے بھی نہیں تھے ﴿٦٧﴾ ابراہیم (سے اپنا تعلق ظاہر کرنے) کے سب سے زیادہ حقدار وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے رہے اور یہ نبی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ لوگ جو (ان پر) ایمان لائے ہیں، (ایسے مؤمنین کے نہ صرف ابراہیم دوست ہیں بلکہ ان) مؤمنین کا (تو) اللہ (بھی) دوست ہے ﴿٦٨﴾

معانی و مصادر (تُحَآجُّوْنَ) (حَاجَجْتُمْ) حَآجَّ، يُحَآجُّ، مُحَاجَّةٌ (باب مفاعلہ) جھگڑنا، بحث کرنا۔

(حَنِيْفًا) حَنَفَ، يَحْنِفُ، حَنَفٌ (ض) جھکنا (حنیف = صرف اللہ تعالےٰ کی طرف جھکنے والا، موحّد)

(وَلِيُّ) وَلِيَ، يَلِيُ، وَلْيٌ (ح) قریب ہونا۔

وَلِيَ، يَلِيُ، وِلَايَةٌ (ح) مدد کرنا، والی ہونا (وَلِيٌّ = دوست مددگار)

تفسیر آیات زیر تفسیر کے سیاق سے یہ بات نکلتی ہے کہ یہودیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام عیسائی تھے۔ ان میں سے ہر ایک اپنا تعلق دین ابراہیمی سے جوڑنے میں فخر کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کی تردید میں فرمایا (يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) اے اہل کتاب (یہودی مذہب کی بنیاد) توریت (پر ہے) اور (عیسائی مذہب کی بنیاد) انجیل (پر ہے) اور یہ دونوں کتابیں ابراہیم علیہ السلام کے بعد نازل ہوئیں (لہٰذا یہ کہنا کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے یا عیسائی تھے کتنا مضحکہ خیز ہے) تم کیوں (بلاوجہ) ابراہیم (علیہ السلام) کے بارے میں جھگڑتے ہو۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہودیت اور عیسائیت کے وجود میں آنے سے پہلے گذرے ہیں لہٰذا وہ یہودیت یا عیسائیت کی طرف کیسے منسوب ہو سکتے ہیں اے اہل کتاب کیا تم اتنی معمولی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔

پھر فرمایا (هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ) اب تک تم جن باتوں میں جھگڑتے رہے ہو ان کا تو خیر تمہیں کچھ علم تھا لیکن اب تم ایسی بات میں کیوں جھگڑ رہے ہو جس کا تمہیں مطلقاً علم نہیں (وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔ اللہ کو علم ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کیا تھے (مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا) (اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق) ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھے، نہ عیسائی تھے بلکہ وہ حنیف تھے: بہت بڑے موحّد تھے (وہ ایک اللہ تعالیٰ کے ہو گئے تھے، اپنے تمام معاملات اور اپنی تمام حاجات میں صرف اسی کی طرف رجوع کرتے تھے، صرف اسی پر بھروسہ کرتے تھے، صرف اسی سے امید رکھتے تھے، انکا رُخ اور ان کا رجحان بس صرف اللہ تعالیٰ کی طرف تھا، وہ اسی کے احکام پر چلتے تھے اور اسی کی عبادت کرتے تھے) (مُسْلِمًا) وہ مسلم تھے (وہ اللہ تعالیٰ کے فرمبردار تھے، انہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیا تھا، وہ کسی انسان کے فتووں پر نہیں چلتے تھے، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام پر چلتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنے والا مسلم ہوتا ہے نہ کہ مشرک) (وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) لہٰذا وہ مشرک بھی نہیں تھے، (نہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا اور نہ بیٹی اور نہ انہوں نے علماء اور مشائخ کی تقلید کا پٹہ گلے میں ڈال کر ان کو اپنا رب بنایا تھا اور نہ وہ بتوں کی اور غیر اللہ کے آستانوں کی پوجا کرتے تھے) ابراہیم علیہ السلام کی توحید اور ان کی تسلیم و رضا کا ذکر کرتے ہوئے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(الانعام - ۷۹)

ابراہیم نے کہا میں نے تو یکسو ہو کر اپنے چہرے کو (صرف) اس (ہستی) کی طرف کر دیا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا، وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○
(النحل ۔ ۱۲۰)

(اور اے رسول) بے شک ابراہیم (اپنی ذات میں ایک انجمن اور) ایک جماعت تھے، وہ (خاص) اللہ کے فرمانبردار اور صرف اسی ایک کی طرف رجوع کرنے والے تھے اور وہ (ہرگز) مشرک نہیں تھے۔

ابراہیم علیہ السلام کا قول نقل کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ○ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ○ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ○ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ○ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ○
(الشعرآء ۔ ۷۸ تا ۸۲)

(ابراہیم نے کہا: میرا معبود تو وہ ہے) جس نے مجھے پیدا کیا، پھر وہی میری رہنمائی کرتا ہے، جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے، جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا اور جس سے مجھے امید ہے کہ سزا و جزا کے دن میری خطاؤں کو معاف کرے گا۔

الغرض ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام توحید پر مضبوطی سے قائم تھے، اللہ کے احکام پر سختی سے عمل کرتے تھے، بھلا یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکینِ مکہ کو ان سے کیسے نسبت ہو سکتی ہے (إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام (سے اپنا دینی رشتہ جوڑنے) کے حقدار تو وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے رہے، یہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ان پر ایمان لاتے ہیں (یہی لوگ صحیح معنوں میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی پیروی کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو ابراہیم علیہ السلام کی طرح توحید پر مضبوطی سے قائم ہیں، یہی لوگ ہیں جنہوں نے کلیتہً اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے حوالہ کر دیا ہے اور مسلم بن گئے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ○ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ○
(الانعام ۔ ۱۶۲ تا ۱۶۴)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھا راستہ بتا دیا ہے (یعنی) اس مضبوط دین کی طرف رہنمائی کر دی ہے جو ایک اللہ کے ہو جانے والے ابراہیم کا دین تھا اور وہ مشرک نہیں تھے۔ (اے رسول آپ) کہہ دیجئے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ وُلَاۃً مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ وَلِیِّیْ مِنْھُمْ اَبِیْ وَخَلِیْلِیْ اِبْرٰھِیْمَ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ ..... الخ

(رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک ۲/۲۹۲)

اُس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔

ہر نبی کے نبیوں میں سے کچھ دوست ہوتے ہیں اور ان نبیوں میں سے میرے دوست میرے باپ اور میرے خلیل ابراہیم ہیں: پھر آپ نے یہی آیت (جس کی تفسیر جاری ہے) تلاوت فرمائی

پھر فرمایا (وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ) اللہ تعالےٰ ایسے ہی ایمان والوں کا دوست اور کارساز ہے (جو ابراہیم علیہ السلام کی طرح صرف اللہ تعالےٰ ہی کے ہو جائیں اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین حنیف کی پیروی کرتے رہیں)۔

عمل

اے لوگو، کسی بزرگ کو زبردستی، بے دلیل اپنے فرقہ کی طرف منسوب نہ کیجئے۔ ایسی باتوں پر بحث مباحثہ نہ کیجئے جن کا آپ کو علم نہیں۔

اے لوگو، ابراہیم علیہ السلام مسلم تھے، آپ بھی مسلم بنیئے۔ وہ کسی فرقے میں شامل نہیں تھے، آپ بھی کسی فرقہ میں شامل نہ ہوئیے۔

اے لوگو، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح توحید پر قائم رہیئے۔ اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کیجئے، شرک نہ کیجئے اور دین حنیف پر کاربند رہیئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا (النسآء ۔ ۱۲۵)

اور دین کے لحاظ سے اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دے، نیک عمل کرتا ہے اور ابراہیم کی ملت کی جو خالص توحید پر قائم تھے پیروی کرے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْ اَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا وَّلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○

(یونس ۔ ۱۰۵)

اور (اے رسول، آپ کو یہ بھی حکم دیا جاتا ہے) کہ آپ یکسو ہو کر (اللہ کے) دین پر اپنے آپ کو قائم رکھیں اور مشرکین میں سے ہرگز نہ ہو جائیں۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ
اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۶۹ يٰٓاَهْلَ
الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝۷۰ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ
لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ
تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۷۱

ترجمہ (اے ایمان والو) اہل کتاب کی ایک جماعت کی تو یہ خواہش ہے کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں لیکن وہ تم کو گمراہ نہیں کر سکتے بلکہ وہ اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں لیکن انہیں اس کا شعور نہیں ۝۶۹ اے اہل کتاب کیوں اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہو حالانکہ (دل سے تو) تم بھی گواہی دیتے ہو (کہ وہ حق ہیں)۔ ۝۷۰ اے اہل کتاب حق اور باطل کو کیوں خلط ملط کرتے ہو؟ اور (اے اہل کتاب) حق کو کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ وہ حق ہے) ۝۷۱

معانی و مصادر (طَآئِفَةٌ) طَافَ، یَطُوْفُ، طَوْفٌ وطَوَافٌ وطَوَفَانٌ (ن) طواف کرنا، چکر لگانا (طَآئِفَةٌ = جماعت)
(تَلْبِسُوْنَ) لَبَسَ، یَلْبِسُ، لَبْسٌ (ض) خلط ملط کرنا، گڈ مڈ کرنا۔
(بَاطِل) بَطَلَ، یَبْطُلُ، بُطْلٌ وبُطُوْلٌ وبُطْلَانٌ (ن) باطل ہونا، فاسد ہونا۔

تفسیر (وَدَّتْ طَآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ) اہل کتاب چاہتے تھے کہ مسلمین کو بھی اپنے مذاہب میں شامل کر کے انہیں بھی دین حنیف سے ہٹا دیں جس طرح خود گمراہ ہوئے ہیں مسلمین کو بھی گمراہ کر دیں لیکن وہ مسلمین کو کیا گمراہ کریں گے وہ خود اپنی گمراہی اور بدبختی میں اضافہ کر رہے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں کہ وہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ، (البقرۃ ۔ ۱۰۹)

اے ایمان والو (خبردار ہو جاؤ) بہت سے اہل کتاب حق ظاہر ہو جانے کے بعد بھی محض اپنے قلبی حسد کی بناء پر یہ چاہتے ہیں کہ وہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا (يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ) اے اہل کتاب، تم کیوں اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہو (دل سے تو) تم (بھی) گواہی دیتے ہو (کہ یہ آیات حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولِ برحق ہیں لیکن زبان سے محض ہٹ دھرمی سے انکار کرتے ہو)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ، اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ، اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (الانعام ۔ ۲۰ و ۲۱)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (لیکن) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں وہی ایمان نہیں لاتے اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے، بے شک ایسے لوگ (کبھی) فلاح نہیں پا سکتے۔

پھر فرمایا (يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) اے اہل کتاب کیوں حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کرتے ہو، کیوں حق کو چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ حق ہے۔

کتمانِ حق بہت بڑا گناہ ہے، تفصیل کے لئے سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۵۹ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے لوگو، اپنے فرقہ وارانہ مذہب کی دعوت دے کر دوسروں کو گمراہ نہ کیجئے، آپ جانتے ہیں کہ یہ فرقہ وارانہ مذاہب بعد میں بنے، ان میں آپس میں شدید اختلاف ہے تو پھر ان میں سے ہر ایک اسلام کیسے ہو سکتا ہے۔ اسلام تو ایک ہے، یہ کئی اسلام کہاں سے آگئے۔ جان بوجھ کر ایسی غلطی نہ کیجئے کہ خود بھی گمراہ ہوں اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں۔ اسلام قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں محفوظ و مکمل ہے، آپ خود بھی اس کو قبول کیجئے، اس پر عمل کیجئے اور اسی کی طرف دعوت دیجئے۔

اے لوگو، حق کو نہ چھپائیے۔ حق کو چھپانا بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

(البقرۃ - ۱۷۴)

بے شک جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت میں سے (کسی بھی حکم کو) چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعہ تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں ایسے لوگ اپنے پیٹوں میں کچھ نہیں بھر رہے سوائے آگ کے، قیامت کے روز اللہ ان سے بات بھی نہیں کرے گا اور نہ انہیں پاک کریگا (کہ گناہوں کی سزا دینے کے بعد انہیں جنت میں داخل کر دے) بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

اے لوگو، باطل کو حق کے ساتھ گڈمڈ نہ کیجئے۔ فرقہ وارانہ مذاہب کو اسلام کے ساتھ خلط ملط نہ کیجئے۔ اسلام کو خالص رہنے دیجئے۔

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے (آپس میں ایک دوسرے سے) کہا تھا کہ صبح کے وقت اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو ایمان والوں پر اتاری گئی ہے اور شام کو اس کا انکار کر دو، شاید (اس طرح ایمان والے بھی کفر کی طرف) لوٹ آئیں ﴿۷۲﴾

معانی و مصادر
طَآئِفَةٌ = جماعت، گروہ۔
وَجْهُ النَّهَارِ = دن کا اول حصہ۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی ایک گہری سازش کا انکشاف کیا۔ اہل کتاب کے ایک گروہ نے آپس میں یہ طے کیا کہ صبح کے وقت ایمان لے آئیں اور شام کے وقت پھر اسلام کا انکار کر دیں، ہو سکتا ہے کہ ہماری اس تدبیر سے بعض مسلم بھی متزلزل ہو جائیں اور ہمارے مذہب کی طرف لوٹ آئیں۔

اہل کتاب میں اکثر پڑھے لکھے لوگ تھے، اگر وہ مسلم ہو جانے کے بعد پھر کفر کی طرف واپس لوٹ جاتے تو بعض کمزور ایمان والے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ ان اہل کتاب لوگوں نے اسلام میں ضرور کوئی خرابی دیکھی جب ہی تو مسلم ہونے کے بعد پھر اسلام سے برگشتہ ہو گئے اور اس بنیاد پر وہ بھی اسلام سے برگشتہ ہونے کا ارادہ کر لیتے یا برگشتہ ہو جاتے۔ اہل کتاب کی یہ سازش کامیاب نہ ہو سکی اس لئے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے اس سازش کو ظاہر کر دیا دوسری طرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارتداد کی سزا قتل مقرر فرما دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ (صحیح بخاری کتاب استتابة المرتدین باب حکم المرتدّ والمرتدّة جزء ۹ ص۱۹)

جو شخص اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔

عمل

اے ایمان والو، ایمان لاکر پھر کفر اختیار کرنے کی سازش کمزور ایمان والوں کو متاثر کر سکتی ہے لہذا ارتداد کی سزا کو زندہ رکھیئے، اُسے سختی کے ساتھ نافذ کیجئے تاکہ اسلام کے خلاف ایسی کوئی سازش پنپنے نہ پائے۔

اے ایمان والو، اگر اسلامی حکومت نہ ہو اور آپ ارتداد کی سزا کو نافذ کرنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو پھر اس سازش سے ہمیشہ چوکنّا رہیئے۔

وَلَا تُؤْمِنُوٓا إِلَّا لِمَن تَبِعَ دِينَكُمْ
قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَى اللَّهِ أَن
يُؤْتَىٰٓ أَحَدٌ مِّثْلَ مَآ أُوتِيتُمْ أَوْ
يُحَآجُّوكُمْ عِندَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ
الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ
وَاللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۷۳﴾ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِۦ
مَن يَشَآءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۷۴﴾

ترجمہ (اہل کتاب آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے) اور (دیکھنا کسی آدمی کی بات) نہ ماننا سوائے اس کے جو تمہارے دین کی پیروی کرتا ہو، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے (کہ تمہارے پاس تو ہدایت ہے ہی نہیں) ہدایت تو بس اللہ کی ہدایت ہے (اور یہ ہدایت اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں عطاء فرمائی ہے اور اے ایمان والو، یہ لوگ آپس میں اس طرح بھی کہتے ہیں کہ اس بات کو کبھی تسلیم نہ کرنا) کہ وہ چیز (یعنی ہدایت) جو تم کو دی گئی ہے کسی اور کو بھی مل سکتی ہے ورنہ یہ لوگ تمہارے ربّ کے پاس تم پر حجّت قائم کریں گے (اے رسول) آپ کہہ دیجئے فضل تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے

نوازتا ہے (بے شک) وہ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے (۷۳) وہ اپنی رحمت کے لئے جس کو چاہتا ہے مخصوص کر لیتا ہے اور وہ بڑے فضل والا ہے (۷۴)

معانی و مصادر

(تَبِعَ) تَبِعَ ، يَتْبَعُ ، تَبَعٌ وتَبَاعٌ وتَبَاعَةٌ (س) پیچھے پیچھے چلنا ، فرمانبردار ہونا۔

(وَاسِعٌ) وَسِعَ ، يَسَعُ ، سَعَةٌ (ح س) کشادہ کرنا، کشادہ ہونا۔

(عَظِيمٌ) عَظُمَ ، يَعْظُمُ ، عِظَمٌ وعِظَامَةٌ (ك) بڑا ہونا۔

(يَخْتَصُّ) اِخْتَصَّ ، يَخْتَصُّ ، اِخْتِصَاصٌ (باب افتعال) خاص کرنا۔

تفسیر

اہل کتاب کا ایک گروہ ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہتا تھا کہ لوگوں کو اسلام سے روکے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(التوبة ۔ ۳۴)

اے ایمان والو، (خبردار ہو جاؤ) بہت سے علماء اور مشائخ لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں اور (یہی نہیں بلکہ) ان کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

(اٰل عمران ۔ ۹۹)

(اے رسول، اہل کتاب سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب جو شخص ایمان لے آیا ہے اُسے اللہ کے راستے سے کیوں روکتے ہو، کیوں (اللہ کے راستے یعنی دین اسلام میں) کجی کے متلاشی رہتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو (کہ وہ حق ہے اس میں کوئی کجی نہیں اور تم یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تمہارے اعمال سے غافل ہے، نہیں) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

اہل کتاب آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہتے تھے (وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ) کسی کی بات نہ ماننا سوائے اس کے جو تمہارے دین کا پیرو ہو۔ ان کی اس فہمائش کا منشاء یہی تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مؤمنین کی بات نہ مان لیں، ان کی طرف نہ جھک جائیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کو یہ تاثر بھی دیتے تھے کہ ہدایت بس تمہارے پاس ہے لہٰذا کسی دوسرے کی بات ماننے سے سوائے گمراہی کے اور کیا ملیگا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی اس خام خیالی یا فریب کا جواب دیتے ہوئے فرمایا (قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ) کہ اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ ہدایت تو بس اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے، جو اس کی ہدایت سے بہرہ ور ہے بس وہ ہدایت پر ہے اور جو اس کی ہدایت سے محروم ہے وہ ضلالت پر ہے اگرچہ وہ اپنے خود ساختہ راستہ پر

کتنا ہی نازاں کیوں نہ ہو، ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۔ (البقرۃ ۔ ۱۲۰) (الانعام ۔ ۷۱)

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی (درحقیقت) ہدایت ہے۔

آگے فرمایا کہ اہل کتاب آپس میں ایک دوسرے کو یہ بھی نصیحت کرتے تھے کہ ایمان والوں کے سامنے یہ بھی تسلیم نہ کرنا (اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ) کہ جو چیز یعنی ہدایت تم کو ملی ہے اس جیسی چیز کسی اور کو بھی مل سکتی ہے، اگر تم نے یہ بات تسلیم کر لی تو یہ لوگ قیامت کے روز تمہارے رب کے سامنے تم پر حجت قائم کریں گے کہ ان لوگوں نے جان بوجھ کر حق کا انکار کیا تھا اس وقت تمہارے پاس خود کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے کا کیا عذر ہوگا، اہل کتاب کی اس فہمائش کا ذکر اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ بھی فرماتا ہے ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۷۶)

پھر جب آپس میں ایک دوسرے سے خلوت میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم ان کو ایسی باتیں بھی بتا دیتے ہو جو اللہ نے تم پر ظاہر کی ہیں تاکہ وہ اُن کو تمہارے رب کے پاس تمہارے مقابلے میں بطور حجّت پیش کریں، (ایسا نہ کیا کرو)، کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے ۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ (ہدایت تو اللہ تعالےٰ کا فضل ہے اور اس) فضل سے نوازنا اُسی کے ہاتھ میں ہے (دوسرے کو اس سلسلہ میں کوئی اختیار نہیں اور نہ اس فضل پر کسی کی اجارہ داری ہے کہ اس کے سوا کسی کو مل نہ سکے)۔

(يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ) اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے، (وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ) اللہ تعالےٰ بڑی وسعت والا ہے (لہٰذا اس کا فضل بھی بڑا وسیع ہے، کسی خاص قوم کے لئے محدود نہیں، جو قوم بھی اس کی ہدایت کے لئے اپنے کو اہل بناتی ہے اللہ تعالےٰ اُسے ہدایت عطاء فرماتا ہے اور وہ علیم ہے جانتا ہے کہ کسی خاص وقت و زمانہ میں کونسی قوم ہدایت کی اہل ہے، پھر جس قوم کو وہ اہل سمجھتا ہے (يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ) اسے اپنی مہربانی (سے ہدایت ربّانی) کے لئے خاص کر لیتا ہے (وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ) اور اللہ تعالےٰ تو بڑے فضل والا ہے (وہ تو ہر قوم کو اپنا فضل عطاء کرنے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ وہ قوم اپنے کو اس فضل کا اہل ثابت کرے۔ ایک زمانہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو اس فضل سے بہرہ ور فرمایا تھا اور جب وہ اس کے اہل نہیں رہے تو اب اس نے یہ فضل بنی اسمٰعیل کے لئے مختص کر دیا)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(الجمعة - ۲ تا ۴)

ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے اور نا خواندہ لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بھی جو ابھی ان سے ملے نہیں انہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جس کو چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

(النسآء - ۵۴)

کیا یہ (ایماندار) لوگوں سے محض اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں (بہت کچھ) عطاء فرمایا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(الحدید - ۲۸ و ۲۹)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر (صحیح معنی میں) ایمان لاؤ، وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا اجر دیگا، تمہارے لئے نور پیدا کر دے گا جس (کی روشنی) میں تم چلو گے (اور منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے) اور تمہاری مغفرت فرمائیگا اور اللہ (تو) بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (یہ سب باتیں اس لئے بیان کی جا رہی ہیں) تاکہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے کہ انہیں اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر کوئی قدرت حاصل نہیں اور یہ کہ (اللہ کا) فضل تو بس اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

عمل

اے لوگو، ضد و ہٹ دھرمی نہ کیجئے، حق بات کو تسلیم کیجئے خواہ وہ کہیں سے ملے اور حق بات وہی

ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہو۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت ہی کو ہدایت سمجھئے خود ساختہ فتووں اور قوانین کو ہرگز تسلیم نہ کیجئے، ان میں ہدایت نہیں مل سکتی۔

اے لوگو، حق کو نہ چھپائیے، اگر آپ حق کو چھپائیں گے تو آپ دنیا والوں کو دھوکا دے سکتے ہیں، اللہ تعالےٰ علیم و خبیر کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ دوسرے لوگ آپ کے خلاف حجت قائم کر سکیں یا نہ کر سکیں، اللہ تعالےٰ اپنے علم اور آپ کے نامۂ اعمال سے آپ پر حجت قائم کریگا پھر آپ اس کی گرفت سے کیسے بچ سکیں گے۔

اے ایمان والو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم، ہدایت اور اقامت دین کو اپنی ٹھیکیداری نہ سمجھئے، اگر آپ اہل نہ ہوئے تو اللہ تعالےٰ یہ کام کسی اور سے لے لیگا لہذا اپنے کو اہل بنانے کی کوشش کیجئے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ
بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ
اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ
اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ
وَّيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ
يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ
وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾

ترجمہ اہل کتاب میں بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ایک خزانہ بھی بطور امانت رکھوا دیں تو وہ آپ کو (فوراً) ادا کر دیں گے اور ان میں بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ایک دینار بھی بطور امانت رکھوا دیں تو وہ آپ کو ادا نہیں کریں گے جب تک آپ ان کے سر پر ہر وقت نہ کھڑے رہیں،

یہ اس لئے کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ امّیوں کا مال کھا جانے کے سلسلہ میں ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا (وہ اس بات کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے ایسی کوئی بات نہیں کہی) وہ اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں اور وہ جانتے ہیں (کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں) ﴿۷۵﴾ (ایسے لوگ فلاح نہیں پا سکتے) البتہ وہ لوگ جو اپنے عہد کو پورا کریں اور تقویٰ اختیار کریں تو (وہ فلاح پا سکتے ہیں کیونکہ) اللہ تقویٰ شعار لوگوں کو پسند کرتا ہے ﴿۷۶﴾

معانی و مصادر (تَأْمَن) اَمِنَ ، یَأْمَنُ ، اَمَانَۃٌ (س) (ك) امین بنانا۔
(قِنْطَار) قَنْطَرَ ، یُقَنْطِرُ ، قَنْطَرَۃٌ (رباعی مجرد۔ باب فعللۃ) بہت مال والا ہونا۔
(یُؤَدِّ) اَدّٰی ، یُؤَدِّیْ ، تَأْدِیَۃٌ (باب تفعیل) ادا کرنا۔
(دُمْتُ) دَامَ ، یَدُوْمُ ، دَوْمٌ وَدَوَامٌ (ن) ہمیشہ رہنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کے ایک فریق کی سازشوں اور ہٹ دھرمیوں کا ذکر فرمایا۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کے اچھے اور بُرے دونوں قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا۔ اچھے لوگوں کی دلجوئی کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اہل کتاب میں سب ہی بُرے نہیں ہیں، بعض اچھے بھی ہیں، (وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ) اے رسول، ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ایک خزانہ بھی بطور امانت رکھوا دیں تو وہ آپ کو پورا پورا ادا کر دیں گے (اس میں ذرا سی بھی خیانت نہیں کریں گے) (وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا) اور بعض ایسے ہیں کہ آپ ان کے پاس ایک دینار بھی بطور امانت رکھوا دیں تو وہ آپ کو ادا نہیں کریں گے سوائے اس صورت کے کہ آپ ان کے سر پر کھڑے رہیں (اور بار بار تقاضا کرتے رہیں) (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ) (اور اگر آپ تقاضا نہ کریں تو نہ صرف یہ کہ وہ اس مال کو ہڑپ کر جاتے ہیں بلکہ اپنے زعم باطل میں اس کام کو جائز بھی سمجھتے ہیں) ان کا دعویٰ ہے کہ اگر ہم امّیوں (یعنی غیر اہل کتاب) کا مال کھا جائیں تو ہم سے (قیامت کے روز) کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا (وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ) (حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے) وہ اللہ تعالےٰ کی طرف جھوٹ بات منسوب کر رہے ہیں، (کہ وہ) امّیوں کا مال کھانے پر ان سے کوئی باز پرس نہیں کرے گا، وہ اللہ تعالےٰ پر افتراء کر رہے ہیں (وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ) اور وہ جانتے ہیں (کہ وہ افتراء کر رہے ہیں۔ امّیوں کا مال کھا جانے کو جائز سمجھنا ان کا اپنا خود ساختہ عقیدہ تھا۔ اس عقیدہ کے ثبوت میں ان کے پاس کوئی آسمانی دلیل نہیں تھی لہٰذا انہوں نے جھوٹ بول کر دلیل گھڑ لی تھی۔ الغرض ان کا عقیدہ بھی خود ساختہ تھا اور دلیل بھی خود ساختہ تھی۔ دلیل کو تو وہ بھی جانتے تھے کہ جھوٹ ہے لیکن اپنے عقیدہ کو غلط نہیں سمجھتے تھے اور اس پر بے باکانہ عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اس غلط عقیدہ کی تردید کی)۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ) (اہل کتاب سے دوسروں کا مال ناجائز کھا جانے پر ضرور مؤاخذہ ہوگا، یہ ہرگز فلاح نہیں پا سکتے، فلاح تو بس وہ

لوگ پائیں گے) جو اپنے عہد کو پورا کریں اور تقویٰ اختیار کریں، (اللہ تعالےٰ سے ڈریں، امانت کو ادا کرنے کا عہد جو انہوں نے کیا تھا اسے پورا کریں اور امانت کی پوری رقم بے کم و کاست ادا کر دیں، تقویٰ کا تقاضا یہی ہے اور جب تک کوئی شخص تقوے کے تقاضے کو پورا نہ کرے اللہ تعالےٰ کا محبوب نہیں بن سکتا) اللہ تعالےٰ تو بس متقی لوگوں سے محبت کرتا ہے (اور جس سے اللہ تعالےٰ محبت نہ کرے اس کی عاقبت کیسے اچھی ہو سکتی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

(القصص ۔ ۸۳)

(اے رسول) وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لئے (مخصوص) کر دیں گے جو زمین میں نہ تو تکبّر کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ فساد کے خواہاں رہتے ہیں اور (اچھا) انجام تو متقیوں کے لئے (ہی) ہے۔

امانت کی ادائیگی بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○

(النسآء ۔ ۵۸)

(اے ایمان والو) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو، بے شک اللہ تعالےٰ تم کو اچھی اچھی نصیحتیں کر رہا ہے، بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

(الانفال ۔ ۲۷ تا ۲۹)

(اور) اے ایمان والو اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ جان بوجھ کر اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور (اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (تمہاری) آزمائش (کا ذریعہ) ہیں اور یہ کہ اللہ کے ہاں (آزمائش میں پورا اترنے والوں کے لئے) بڑا اجر ہے۔ اے ایمان والو، اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو اللہ تمہارے لئے (حق و باطل میں) امتیاز پیدا کر دیگا، تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور تمہاری مغفرت فرمائیگا (بے شک) اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ○ (المؤمنون ۔ ۸)

(مؤمن تو وہ لوگ ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی نگرانی کرتے ہیں۔

امانت میں خیانت کرنا ایمان کے منافی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق جزء اول ص۱۵ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان خصال المنافق جزء اول ص۴۴) وفی روایۃ لمسلم: وَاِنْ صَامَ وَ صَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ۔

منافق کی تین (خاص) نشانیاں ہیں:۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب امانتدار بنایا جائے تو خیانت کرے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) (جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ منافق ہو گا) اگرچہ وہ روزے رکھے، نماز پڑھے اور دعویٰ کرے کہ وہ مسلم ہے (صحیح مسلم)

عمل

اے ایمان والو، متقی بنیئے، اپنے عہد کو پورا کیجئے، امانت کو بے کم و کاست ادا کیجئے۔ متقی بننے کے لئے عہد کو پورا کرنا اور امانت کو ادا کرنا بڑا ضروری ہے۔

اے ایمان والو، صحیح معنوں میں مؤمن بنیئے۔ صحیح معنیٰ میں مؤمن بننے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے عہد کو پورا کریں اور امانتوں کی حفاظت کریں۔

اے ایمان والو، صحیح معنیٰ میں نمازی بنیئے، صحیح معنیٰ میں نمازی بننے کے لئے ضروری ہے کہ عہد کی حفاظت کی جائے اور امانت کو ادا کیا جائے۔

اے ایمان والو، صحیح معنیٰ میں مسلم بنیئے۔ محض مسلم بننے کا دعویٰ کافی نہیں۔ صحیح معنوں میں مسلم بننے کے لئے وعدہ کو پورا کرنا ضروری ہے اور امانت کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔

اے ایمان والو، اپنی طرف سے غلط مفروضے قائم نہ کیجئے، اور ان غلط مفروضوں کو سہارا دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ بات منسوب نہ کیجئے، کسی آیت یا حدیث کو غلط معنیٰ نہ پہنائیے، اپنے کسی مفروضہ مسئلہ کی خاطر نہ حدیث گھڑیئے اور نہ گھڑی ہوئی حدیث کو بطور دلیل پیش کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ
وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ
لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ
اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾

ترجمہ بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ دیتے ہیں انکا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں اللہ قیامت کے دن نہ ان سے بات کریگا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کریگا بلکہ ان کو دردناک عذاب ہوگا ﴿۷۷﴾

معانی ومصادر (يَشْتَرُونَ) اِشْتَرٰی، يَشْتَرِي، اِشْتِرَآءٌ (باب افتعال) خریدنا، بیچنا۔
(يُزَكِّيهِمْ) زَكّٰى، يُزَكِّي، تَزْكِيَةٌ (باب تفعیل) پاک کرنا۔

شان نزول حضرت ابو وائل کہتے ہیں:۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ يَمِينَ صَبْرٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ:

(ایک دن) حضرت ابن مسعودؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس لئے قسم کھائی کہ اس کے ذریعہ کسی مسلم کا مال ہڑپ کرے تو وہ اللہ تعالےٰ سے اس حال میں ملاقات

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ، قَالَ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْنَا كَذَا وَكَذَا قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِينُهُ فَقُلْتُ إِذًا يَحْلِفُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَىٰ يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ ص ۴۲، ۴۳ و صحیح مسلم کتاب الایمان جزء اول ص ۶۱) وَفِي رِوَايَةٍ فَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب اذا اختلف الراھن والمرتھن جزء ۳ ص ۱۸۸ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرۃ بالنار جزء اول ص ۶۹)

کرے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا، پھر اللہ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی: إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ ..... الخ اتنے میں حضرت اشعث بن قیس آگئے اور انہوں نے پوچھا: ابو عبدالرحمٰن (یعنی ابن مسعودؓ) تم سے کیا بیان کر رہے تھے؟ ہم نے کہا: اس اس طرح بیان کر رہے تھے۔ اشعثؓ کہنے لگے: یہ آیت تو میرے ہی معاملہ میں اتری تھی، میرے چچا زاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (میں نے اس کو حاصل کرنے کے لئے اپنے مقدمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثبوت پیش کرو ورنہ اس سے قسم لی جائے گی میں نے کہا: اے اللہ کے رسول وہ تو قسم کھالے گا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس لئے قسم کھائی کہ اس کے ذریعہ کسی مسلم کا مال ہڑپ کرلے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ پھر اس کی تصدیق میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ کہتے ہیں:۔

أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً فِي السُّوقِ فَحَلَفَ فِيهَا لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ يُعْطَهُ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَنَزَلَتْ إِنَّ الَّذِينَ ..... (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ آل عمران جزء ۶ ص ۴۳)

ایک شخص نے اپنا سامان تجارت بازار میں لاکر رکھا، پھر قسم کھا کر کہا کہ مجھے اس سامان کے اتنے روپیہ مل رہے تھے حالانکہ اتنے روپیہ نہیں مل رہے تھے۔ قسم کھانے کا مقصد یہ تھا کہ کوئی مسلم (دھوکا کھا کر) اس کو خرید لے۔ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

الغرض مندرجہ بالا دونوں واقعے یکے بعد دیگرے ظہور پذیر ہوئے، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے

یہ آیت نازل فرمائی۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں ان لوگوں کو سخت وعید سنائی ہے جو

① اللہ تعالےٰ سے عہد کر کے پھر اسے معمولی فائدہ کی خاطر توڑ دیتے ہیں۔
② جو اللہ تعالےٰ کی جھوٹی قسم کھا کر تھوڑا سا دنیاوی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے مؤمن بندوں سے عہد لیتا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَعَهِدْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْعَٰكِفِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ ۝
(البقرۃ - ۱۲۵)

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں و سجود کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا۟ ٱلشَّيْطَٰنَ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝
(یٰسٓ - ۶۰)

اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

بعض دفعہ بندے خود بھی اللہ تعالےٰ سے عہد کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْهُم مَّنْ عَٰهَدَ ٱللَّهَ لَئِنْ ءَاتَىٰنَا مِن فَضْلِهِۦ لَنَصَّدَّقَنَّ
(التوبۃ - ۷۵)

ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ انہیں اپنے فضل سے (مال) عطاء کریگا تو وہ ضرور (اللہ کے راستے میں) صدقہ دیں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا عَٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْهِ
(الاحزاب - ۲۳)

مؤمنین میں (بہت سے ایسے) آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا۔

اللہ تعالےٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَأَوْفُوا۟ بِعَهْدِ ٱللَّهِ إِذَا عَٰهَدتُّمْ
(النحل - ۹۱)

اور جب تم اللہ سے کوئی عہد کیا کرو تو اُسے پورا کیا کرو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا۔
(الانعام۔ ۱۵۳)

اور اللہ کے (ساتھ جو) عہد (تم کر چکے ہو اُس) کو پورا کرو۔

عہد کو پورا کرنے والوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ○
(الرعد ۔ ۲۰)

(عقل مند وہ لوگ ہیں جو) اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں اور عہد کو کبھی نہیں توڑتے۔

عہد توڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ۔
(البقرۃ ۔ ۲۷)

(فاسق وہ لوگ ہیں) جو اللہ سے مضبوط عہد کر لینے کے بعد اس عہد کو توڑ دیتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ○
(الرعد ۔ ۲۵)

ایسے لوگوں کے لئے جو اللہ سے مضبوط عہد کرنے کے بعد اُسے توڑ ڈالتے ہیں، جس چیز کو ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اُسے قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں (آخرت میں) ان کے لئے لعنت (و پھٹکار) ہے اور (بہت) برا ٹھکانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○
(النحل ۔ ۹۵)

اور (اے ایمان والو) اللہ کے عہد کو بیچ کر (دنیا کی) تھوڑی سی قیمت نہ لو (اگر تم اللہ کے عہد کو پورا کرو گے تو) اللہ کے ہاں (جو اجر تمہیں ملے گا) اگر تم سمجھو تو تمہارے لئے (بہت) بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا○
(الاحزاب ۔ ۱۰۰)

اور اس سے پہلے یہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ (لڑائی سے) پیٹھ نہیں پھیریں گے (لیکن انہوں نے اس عہد کو پورا نہیں کیا انہیں خبردار ہو جانا چاہیئے کہ) اللہ سے کئے ہوئے عہد کے متعلق (قیامت کے دن) باز پرس ہو گی۔

مندرجہ بالا آیتیں گویا (اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ) کی تفسیر ہیں۔
عہد اور میثاق کی خلاف ورزی کے بعد اللہ تعالےٰ نے جھوٹی قسمیں کھانے کا ذکر فرمایا، جھوٹی قسم بھی اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اَلْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِّلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِّلْبَرَكَةِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب یمحق اللہ الرباء ویربی الصدقات جزء ۳ ص۷۸)

(جھوٹی) قسم سے چیز تو بک جاتی ہے لیکن برکت سلب ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً وَمَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسه جزء ۱ ص۵۸)

جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے تاکہ اس کے ذریعہ سے اپنے مال کو بڑھائے تو اللہ کوئی چیز نہیں بڑھائے گا مگر قلّت (یعنی مال اور کم ہو جائیگا) اور جس نے حاکم کے مطالبہ پر جھوٹی قسم کھائی (تو اسے بھی قلّت نصیب ہوگی)۔

حضرت وائلؓ کہتے ہیں:۔
جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِّنْ كِنْدَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا قَدْ غَلَبَنِيْ عَلٰى اَرْضٍ لِّيْ كَانَتْ لِاَبِيْ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضِيْ فِيْ يَدَيَّ اَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهٗ فِيْهَا حَقٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِيْنُهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ اِلَّا ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَدْبَرَ اَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِهٖ لِيَاْكُلَهٗ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من

ایک شخص حضرموت کا اور ایک شخص کندہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول، اس شخص نے زبردستی میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے جو میرے باپ کی تھی۔ کندی نے کہا: وہ میری زمین ہے، میرے قبضہ میں ہے۔ میں اس میں کھیتی کرتا ہوں، اس میں اس کا کوئی حق نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے کہا کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر تمہارے لئے بس اُس کی قسم ہے۔ حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول، وہ تو فاجر آدمی ہے، اُسے تو کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ وہ کس چیز پر قسم کھا رہا ہے، وہ تو کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افتطع حق مسلم بيمينٍ فاجرة بالنار (۱/۷)

تمہارے لئے سوائے اس (کی قسم) کے اور کچھ نہیں۔ الغرض وہ قسم کھانے کے لئے چلا تو جب اس نے پیٹھ پھیری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس نے اس کا مال ہڑپ کرنے کے لئے قسم کھالی تو یہ اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس سے منہ پھیر لے گا۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے آیت زیر تفسیر میں دو کاموں پر بہت سخت وعید سنائی۔ ایک تو اللہ تعالےٰ سے عہد کر کے اُسے توڑ دینا، دوسرے جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال لے لینا۔ ایک آدمی جب ایمان لاتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سے یہی عہد کرتا ہے کہ وہ اس کے احکام پر چلے گا، اس کے قوانین کی خلاف ورزی نہیں کریگا، اس کا بھی حق ادا کریگا، بندوں کا بھی حق ادا کریگا، بندوں کا حق ناجائز طور پر نہیں کھائے گا لیکن وہی آدمی جب دوسروں کے حق پر ظالمانہ قبضہ کر لیتا ہے، دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھا جاتا ہے تو گویا اس نے کلمۂ شہادت پڑھتے وقت جو عہد کیا تھا اُسے توڑ ڈالا۔ مزید برآں جب معاملہ عدالت تک پہنچا تو جھوٹی قسم بھی کھالی اور اس طرح دوسرے کے مال کو ناجائز طور پر کھا جانے کے لئے عدالت کو دھوکا دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرالیا تو (أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ) ایسے آدمیوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں (وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ ان سے بات کریگا (وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) نہ ان کو دیکھے گا (وَلَا يُزَكِّيهِمْ) اور نہ ان کو پاک کر کے جنت میں داخل کریگا (وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ) بلکہ ان کو دردناک عذاب دیگا۔ شان نزول کی حدیث میں اللہ تعالےٰ کے غضبناک ہونے کا جو ذکر ہے وہ گویا (لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ) کی تفسیر ہے۔ اسی طرح مندرجہ بالا حدیث میں یہ الفاظ کہ "اللہ تعالےٰ اس سے منہ پھیر لے گا" گویا (وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ) کی تفسیر ہیں۔

سورۂ رعد کی مذکورہ بالا آیت میں (وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ) کے الفاظ (وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ) کی تفسیر ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ كَانَ لَهُ فَضْلُ مَآءٍ بِالطَّرِيْقِ فَمَنَعَهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ وَرَجُلٌ أَقَامَ سِلْعَتَهُ

تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ قیامت کے دن نہ تو ان کی طرف نظر کریگا اور نہ انہیں پاک کریگا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: ایک تو وہ شخص جس کے پاس (لوگوں کی) گذرگاہ پر فاضل پانی ہے لیکن وہ اُسے مسافر کو نہیں دیتا، دوسرا وہ شخص جو امام کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے لیکن

بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ غَیْرُهٗ لَقَدْ اُعْطِیْتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهٗ رَجُلٌ۔

دنیا کی خاطر اگر اس نے اُسے دنیا میں سے کچھ دے دیا تو خوش ہے، اگر نہیں دیا تو ناراض ہو گیا اور تیسرا وہ شخص جس نے عصر کے بعد اپنا مال لا کر رکھا اور (خریدنے والے آدمی سے) کہا: قسم اللہ کی جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، میں نے اس کی اتنی اتنی قیمت دی ہے۔ خریدنے والا اس کی بات کو سچ سمجھ لیتا ہے (اور وہ چیز زیادہ قیمت میں خرید لیتا ہے)۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

(صحیح بخاری کتاب المساقاۃ باب اثم من منع ابن السبیل من الماء جزء ۳ ص ۱۲۵)

بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو معمولی فائدے کے لئے بیچ دیتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ ان سے بات کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ اور نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ نہ ان سے بات کریگا، نہ ان کی طرف نظر کریگا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کو دردناک عذاب دیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں! میں نے کہا:۔

خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟

وہ لوگ نامراد ہو گئے اور (بڑے) نقصان میں رہے۔ اے اللہ کے رسول، وہ کون لوگ ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْمُسْبِلُ (وَفِیْ رِوَایَةٍ اَلْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ) وَالْمَنَّانُ (وَفِیْ رِوَایَةٍ اَلْمَنَّانُ الَّذِیْ لَا یُعْطِیْ شَیْئًا اِلَّا مَنَّهٗ) وَالْمُنْفِقُ

اپنے ازار کو لٹکانے والا، احسان جتانے والا یعنی وہ شخص جب کسی کو کوئی چیز دے تو اس پر احسان رکھے اور جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال

سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ (صحیح مسلم کو بیچنے والا۔
کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم
اسبال الازار جزء اول ص۵۷)

الغرض آیت زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ معمولی فائدے کے لئے اللہ تعالےٰ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور جھوٹی قسمیں کھا لیتے ہیں وہ آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ آیت زیر تفسیر سے پہلے اور آیت زیر تفسیر کے بعد اہل کتاب کا ذکر ہے۔ درمیان میں یہ آیت گویا اہل کتاب کو بھی ایک تنبیہ ہے کہ اگر انہوں نے وہ عہود و مواثیق جو اللہ تعالےٰ نے اُن سے توریت کے ذریعہ جس پر وہ ایمان رکھتے ہیں کئے تھے پورے نہیں کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو ان کو بھی ان عہود و مواثیق کے پورا نہ کرنے کی سزا ملے گی۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے کئے ہوئے عہد کو کبھی نہ توڑیئے خواہ آپ کا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو جائے، ایمان اور اسلام کے تقاضوں میں جو عہد مضمر ہیں انہیں پورا کیجئے۔ نہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی کیجئے، اور نہ اس کے بندوں کا مال ناجائز طور پر کھائیے۔

اے لوگو، جھوٹی قسم کھا کر کسی کے مال کو ناجائز طور پر حاصل نہ کیجئے، نہ جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کو زیادہ قیمت میں بیچئے۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾

ترجمہ بے شک اہل کتاب میں ایسے بھی لوگ ہیں جو (اللہ کی) کتاب (توریت) کو پڑھتے وقت اپنی زبانوں کو اس طرح موڑتے ہیں کہ تم یہ سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں کتاب میں (لکھا ہوا) ہے حالانکہ وہ کتاب میں (لکھا ہوا) نہیں ہوتا اور وہ کہتے ہیں کہ (جو کچھ) وہ (پڑھ رہے ہیں) اللہ کی طرف سے (نازل ہوا) ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے (نازل شدہ) نہیں ہوتا، الغرض وہ جان بوجھ کر اللہ پر افتراء کرتے ہیں ﴿۷۸﴾

معانی ومصادر (یَلْوُوْنَ) لَوٰی، یَلْوِیْ، لَیٌّ وَلَوِیٌّ وَلُوِیٌّ (ض) جھکانا، موڑنا۔

تفسیر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھتے وقت اس میں کچھ اپنی طرف سے اضافہ یا تحریف کر دیا کرتے تھے اور اس اضافہ یا تحریف کی عبارت کو پڑھتے وقت زبان کو اس طرح موڑتے تھے کہ تسلسل میں کوئی فرق نہیں آتا تھا اور عام آدمی یہ سمجھتا تھا کہ جو کچھ

یہ پڑھ رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی کی عبارت ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی عبارت نہیں ہوتی تھی، مزید برآں اپنی اس قبیح حرکت ہی کے ذریعہ نہیں بلکہ قولاً بھی وہ کہتے تھے کہ جو کچھ ہم نے پڑھا یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں موجود نہیں ہوتا تھا۔ الغرض وہ حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دیا کرتے تھے، اللہ تعالےٰ نے ان کے اس فعل کی ایک اور جگہ بھی نشان دہی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(اٰل عمران - ۷۱)

اے اہل کتاب حق اور باطل کو کیوں خلط ملط کرتے ہو؟ اور (اے اہل کتاب) حق کو کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ وہ حق ہے)۔

اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو اس قبیح حرکت سے باز رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۴۲)

حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔

آخر میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ) یہ لوگ اللہ کی طرف جھوٹ بات منسوب کرتے ہیں اور یہ خود بھی جانتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے (لیکن اللہ تعالےٰ سے نہیں ڈرتے اور اپنی اس قبیح حرکت سے باز نہیں آتے)۔

فرقہ بندی کی وجہ سے حق کو چھپانا آجکل بھی عام ہے۔ متعدد مسائل اور فتوے ایسے ہیں جن کے متعلق لوگوں کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ وہ حق نہیں ہیں تاہم کیونکہ وہ ان کی مذہبی کتب میں تحریر ہوتے ہیں لہذا انہی پر عمل کرتے ہیں۔ انہی کی تبلیغ کرتے ہیں اور انہیں صحیح ثابت کرنے کے لئے ضعیف اور موضوع حدیث پیش کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں آیت زیر تفسیر کی رُو سے سخت گناہ اور موجب عذاب الٰہی ہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے دین میں کمی بیشی نہ کیجئے، حق کو باطل کے ساتھ نہ ملائیے، حق کو خالص رکھیئے اور خالص حق کی اشاعت و تبلیغ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں اضافہ کا اختیار سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو نہیں۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کے دین میں اپنی طرف سے اضافہ کرتے ہیں وہ شرک فی الدین یا شرک فی التشریع کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ

(اے رسول) کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) شریک بنا لئے ہیں جو ان کے لئے دین کا راستہ وضع کرتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے

اَلِیْمٌ ○

(الشوری - ۲۱)

اور اگر فیصلہ کا وعدہ (مقررہ وقت تک کے لئے ملتوی) نہ ہوتا تو ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا، بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے (جو مقررہ وقت ہی پر ان کو ملے گا)۔

اے لوگو، آپ اہل کتاب کی پیروی نہ کیجئے، آپ اس شرک سے بچئے، آپ اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے ہیں، آپ اللہ تعالےٰ کے بندے اور اس کی شریعت کے تابع ہیں، لہذا آپ شریعت الہیہ پر جمے رہیئے۔ یہی آپ کا مقصود اور یہی آپ کا مقصد حیات ہے، شریعت الہیّہ کے مقابلہ میں خواہ کوئی مذہب آئے خواہ آپ کا نظریہ آئے، خواہ کوئی رسم و رواج آئے سب کو مسترد کر کے بس شریعت الہیّہ پر عمل کیجئے۔ یہی فلاح کی راہ ہے۔ اسی میں نجات ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ
وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ
كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ
الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾
وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ
وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ
بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾

ترجمہ کسی بشر کو یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اس کو کتاب، حکم اور نبوت عطاء فرمائے تو پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ میرے بھی بندے بن جاؤ بلکہ (وہ تو یہی کہے گا) کہ تم خالص اللہ کے (بندے) بنو اس وجہ سے کہ تم (اللہ کی) کتاب کو پڑھاتے بھی رہتے ہو اور پڑھتے

بنی رہتے ہو (تو وہ اللہ کی کتاب کے خلاف تم کو اپنا بندہ بننے کے لئے کیسے کہہ سکتا ہے) (۷۹) اور نہ اس کو یہ زیبا ہے کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم دے، کیا تمہارے مسلم ہو جانے کے وہ تم کو کفر کا حکم دے گا (ہرگز نہیں) (۸۰)

معانی و مصادر (تَدْرُسُوْنَ) دَرَسَ، یَدْرُسُ دَرْسٌ و دِرَاسَۃٌ (ن) پڑھنا۔

تفسیر یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہٗ کا بیٹا بنا رکھا تھا، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (التوبۃ ۔ ۳۰)

یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں، یہ ان کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں ہیں (جن کی کوئی سند نہیں)، پہلے (زمانے کے) کافروں نے جو بات کہی تھی یہ بس اسی کی تقلید کر رہے ہیں، اللہ انہیں (ضرور) ہلاک کرے (گا)، یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

مزید برآں ان لوگوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اور نصاریٰ نے خاص طور پر عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا رب بنا لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (التوبۃ ۔ ۳۱)

انہوں نے اللہ کے علاوہ علماء اور مشائخ کو اور عیسیٰ بن مریم کو بھی (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (اور جو الٰہ نہیں وہ رب یا معبود کیسے ہو سکتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں) اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ

یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی تو ہیں حالانکہ مسیح تو کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو

يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○

(المآئدۃ - ۷۲)

میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کریگا تو اللہ اس پر جنت کو حرام کردیگا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور (قیامت کے دن) ظالمین کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اور یہ تعلیم صرف عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ ہر نبی کی تعلیم یہی تھی بلکہ وہ تو لوگوں کو اللہ تعالےٰ کا بندہ بننے کی تلقین کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ) کہ کسی انسان کو یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اسے کتاب اور حکمت دے کر نبوت کے منصب پر سرفراز فرمائے (ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) تو وہ لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ میرے بھی بندے بن جاؤ، میری عبادت کرو اور مجھ میں الوہیت کے صفات مانو وہ ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتا (وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ) بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ تم خالص اللہ والے بنو، (بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ) اس لئے کہ تم خود کتاب الٰہی کو پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو اور کتاب الٰہی کی تعلیم یہی ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ بنا جائے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ خود کتاب الٰہی کے خلاف تم سے عمل کرنے کے لئے کہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس کتاب کو وہ اساس دین کی حیثیت سے تمہارے سامنے پیش کر رہا ہو وہ خود تم کو اس کے خلاف عقیدہ رکھنے اور اس کے خلاف عمل کرنے کی تلقین کرے، (وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا) اور نہ کوئی نبی لوگوں سے یہ کہہ سکتا ہے کہ فرشتوں کو اور نبیوں کو اپنا رب بنالو، فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں اور بعض نبیوں کو اللہ تعالےٰ کا بیٹا مانو، یہ تو کفر کی باتیں ہیں (اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ) کیا وہ تمہارے مسلم بن جانے کے بعد تم کو کفر کرنے کے لئے کہے گا۔ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ:۔

① نبی انسان ہی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى۔

(یوسف - ۱۰۹)

اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے بھی (تمام بستیوں میں ان) بستیوں کے رہنے والوں میں سے (ہی مخصوص) آدمیوں کو رسول بنایا تھا اور ان کی طرف وحی بھیجی تھی۔

② نبی کبھی کسی کو اپنا بندہ بننے کی تعلیم نہیں دیتے بلکہ وہ تو خالص اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے کی تعلیم دیتے ہیں۔

③ غیر اللہ کی عبادت کفر ہے اور مسلم کفر نہیں کرتا یعنی مسلم وہی ہے جو خالص توحید پر قائم رہے۔

الغرض ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کو جھنجوڑا کہ نبیوں کی تعلیم کے خلاف نہ چلو، خالص توحید کو تسلیم کرو اور مسلم بن جاؤ۔

عمل

اے لوگو، خالص اللہ تعالےٰ کے بندے بنیئے، صرف اسی کی عبادت کیجیئے، صرف اسی کو اپنا ربّ اور حاکم سمجھیئے۔ صرف اُسی کے قوانین پر چلیئے، دوسروں کے خود ساختہ قوانین پر چل کر انہیں اپنا ربّ نہ بنائیے۔ مسلم بنیئے اور مسلم وہی ہوتا ہے جو ان باتوں پر سختی سے عمل کرے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ
لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ
لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ
وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي
قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَ
أَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨١﴾ فَمَنْ
تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْفَاسِقُونَ ﴿٨٢﴾

ترجمہ اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے (اس بات کا) عہد لیا کہ جب ان کو کتاب و حکمت مل جائے پھر ان کے پاس کوئی رسول آئے تو وہ اس رسول پر ایمان لائیں گے اور اس کی مدد کرینگے۔ (پھر اللہ نے ان سے) فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو اور ان باتوں پر میرے عہد کو قبول کرتے ہو، نبیوں نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں (کہ ہم نے اس عہد کو قبول کیا اور اُسے پورا کریں گے) اللہ نے فرمایا تو (اب) تم (اس عہد پر) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں (۸۱) عہد کرنے کے بعد (تم میں سے) جو لوگ اس عہد سے پھر جائیں گے وہ فاسق ہو جائیں گے (۸۲)

معانی و مصادر (مِیْثَاق) وَثُقَ، یَوْثُقُ، وَثَاقَۃٌ (ک) مضبوط ہونا (مِیْثَاق = مضبوط عہد) (اِصْر) اَصَرَ، یَاْصِرُ، اَصْرٌ (ض) میخ لگانا (اِصْر = عہد، بوجھ) (اَقْرَرْتُمْ) (اَقْرَرْنَا) اَقَرَّ، یُقِرُّ، اِقْرَارٌ (باب افعال) اقرار کرنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس عہد کا ذکر کیا ہے جو اس نے ابتدائے آفرینش میں انبیاء علیہم السلام سے لیا تھا اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے فرمایا! (لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ) جب میں تم کو کتاب و حکمت دے کر نبوت کے مقام پر فائز کر دوں، پھر تمہاری موجودگی میں کسی اور رسول کو مبعوث کر دوں جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرتا ہو تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ) کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو (کہ تم اس ہدایت پر کاربند رہو گے) اور کیا تم مجھ سے اس اقرار پر مضبوطی سے قائم رہنے کا عہد کرتے ہو؟ تمام نبیوں نے کہا: "ہم اقرار کرتے ہیں (کہ ہم اس عہد پر قائم رہیں گے)"، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اچھا تو اس عہد و پیمان کے) تم بھی گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں (تم کسی حالت میں اس عہد سے روگردانی نہ کرنا) (فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ) اور (اگر) اس (عہد و پیمان) کے بعد تم میں سے کوئی شخص اس حکم سے روگردانی کریگا (اور اپنا عہد توڑے گا) تو (یاد رکھو) ایسے لوگ یقیناً فاسق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ○ اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَہْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ (البقرۃ - ۲۶و۲۷)	اور اس کے ذریعہ اللہ انہی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جو فاسق ہوتے ہیں یعنی ان لوگوں کو جو اللہ سے مضبوط عہد کر لینے کے بعد اس عہد کو توڑ دیتے ہیں۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے فاسقین کی خصوصیت یہ بتائی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے عہد کر کے توڑ ڈالتے ہیں۔

اہل کتاب سے سلسلۂ کلام جاری ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے عہد و میثاق کا ذکر فرمایا۔

انبیاء علیہم السلام کے اس عہد و میثاق کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو تنبیہ فرما رہا ہے کہ تم کو ہمارے آخری نبی پر ایمان لے آنا چاہیئے اس لئے کہ تم تو کیا اگر تمہارے انبیاء علیہم السلام بھی اس وقت موجود ہوتے تو وہ بھی اپنے عہد و میثاق کے مطابق اس آخری نبی پر ایمان لے آتے۔ ان انبیاء میں سے بعض نبیوں کے ذریعہ تم سے بھی نبی آخرالزماں پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم اپنے عہد کو توڑتے ہو اور ایمان نہیں لاتے اور اپنے عہد کو توڑ کر فاسق بنتے ہو۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیے، اگر آپ ایمان لے آ ہیں تو صحیح معنوں میں ایمان لائیے اور اطاعت کرتے رہیئے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے عہد کرنے کے بعد اُسے ہرگز نہ توڑیئے، عہد کا توڑنا بہت بڑا گنا

اللہ تعالےٰ سے آپ کے عہد کا آغاز ایمان لانے سے ہوتا ہے۔ آپ ایمان لاتے وقت یہ کرتے ہیں کہ ہم تجھ کو الٰہ تسلیم کرتے ہیں اور تیرے احکام پر چلیں گے۔ اس عہد کو پورا کیجئے اور اللہ تعالےٰ احکام پر چلتے رہیئے۔

(عہد کو توڑنے کے سلسلہ میں مزید تفصیل سورۂ آل عمران کی آیت ۷۷ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیے

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا
وَّكَرْهًا وَّإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾ قُلْ
آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَآ أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ
أُنْزِلَ عَلٰٓى إِبْرٰهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ
وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ
وَمَآ أُوتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَالنَّبِيُّونَ
مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ
مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿٨٤﴾

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا
فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

ترجمہ کیا یہ کافر اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور دین کے متلاشی ہیں (کیا یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے مطیع بننا چاہتے ہیں) حالانکہ تمام آسمان والے اور زمین والے تو خوشی سے یا ناخوشی سے سب اسی کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (ان کو بھی اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے لہٰذا اسی کی اطاعت کرنی چاہئے) ﴿۸۳﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، اس کتاب پر ایمان لائے جو ہم پر نازل ہوئی ان کتابوں پر بھی ایمان لائے جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب اور (ان کی) اولاد پر نازل ہوئیں اور ان کتابوں پر بھی ایمان لائے جو موسیٰ، عیسیٰ اور (دوسرے) انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے عطاء ہوئیں، ہم ان نبیوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے (سب پر ایمان لاتے ہیں) اور ہم سب اللہ کے مسلم ہیں (اور دین اسلام پر کاربند ہیں) ﴿۸۴﴾ برخلاف اس کے جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو (اور اس پر کاربند ہو) تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا (اس کے سارے عمل بیکار کر دئے جائیں گے) اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا (آخرت میں اسے اپنے اعمال کا کوئی صلہ نہیں ملے گا) ﴿۸۵﴾

معانی و مصادر (يَبْغُوْنَ) بَغٰى يَبْغِىْ بَغْيًا وَبُغْيَةً (ض) تلاش کرنا، چاہنا، نافرمانی کرنا، حق سے ہٹ جانا۔

(طَوْعًا) طَاعَ، يَطُوْعُ وَيَطَاعُ طَوْعٌ (ن ف) مطیع ہونا۔

(كَرْهًا) كَرِهَ، يَكْرَهُ، كُرْهٌ وَكَرْهٌ وَكَرَاهَةٌ وَكَرَاهِيَةٌ وَمَكْرَهَةٌ (س) ناپسند کرنا، کراہت کرنا۔

(يُقْبَلُ) قَبِلَ، يَقْبَلُ، قُبُوْلٌ (س) قبول کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کو مسلسل دین حق کی دعوت دی لیکن اہل کتاب برابر اعراض کرتے رہے، ان آیات میں اللہ تعالےٰ ان کے اس رویہ پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ آخر یہ لوگ چاہتے کیا ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ کسی اور دین کے متلاشی ہیں؟ اللہ تعالےٰ کے دین پر عمل کرنے سے تو اللہ تعالےٰ کی اطاعت ہوتی ہے تو کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منحرف ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے تو کسی کو منحرف نہیں ہونا چاہیئے، آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوق خوشی سے یا ناخوشی سے اس کی اطاعت کرتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ○

(الرعد - ۱۵)

آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور (نہ صرف وہ بلکہ) ان کے سائے بھی صبح و شام (اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں)۔

کائنات کا ذرّہ ذرّہ اللہ تعالےٰ کے سامنے سجدہ ریز ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۱۶)

بلکہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، سب اس کے فرمانبردار ہیں۔

اللہ تعالےٰ کے بعض احکام ایسے ہیں جن کو انسان، جن اور جانور پسند نہیں کرتے مثلاً بیماری، بھوک، موت وغیرہ لیکن وہ ان احکام کی تعمیل سے بھاگ نہیں سکتے۔ بھوک میں تکلیف ہوتی ہے، موت آکر رہتی ہے۔ سب مجبور ہیں۔ سب کو ان احکام کی تعمیل ناپسندیدگی کے باوجود کرنی پڑتی ہے۔

الغرض ہر چیز اللہ تعالےٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرتی ہے، کوئی اس کے احکام کونی سے سرتابی نہیں کرتا، یہی دین فطرت ہے۔ اسی دین فطرت کے مطابق دین اسلام مطالبہ کرتا ہے کہ شرعی احکام میں بھی اپنے خالق کی اطاعت کرو، دین اسلام سے منہ موڑنا گویا اطاعت اور فطرت سے منہ موڑنا ہے۔ جب کائنات کی کوئی چیز فطرت سے منہ نہیں موڑتی تو پھر اہل کتاب اور دیگر تمام کافروں کو چاہیئے کہ اسلام یعنی دین فطرت کو قبول کریں اور اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا (وَاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ) (آخر ایک دن) ان کو اللہ کے پاس لوٹ کر آنا ہے (پھر وہ اس دن ان کو دین حق سے روگردانی کی سزا دیگا)۔

پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ) (اے رسول، اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں) آپ اعلان کر دیجئے کہ "ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور ان کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیوں پر نازل کیں، ہم ان نبیوں میں سے کسی نبی کا انکار نہیں کرتے، سب پر بلا تفریق ایمان لاتے ہیں اور ہم اللہ

کے مسلم ہیں، (فطرت کے عین مطابق اُس کے اطاعت گذار اور فرمانبردار ہیں)" اور اے رسول، آپ یہ بھی اعلان فرما دیجئے کہ بس ہمارا ہی دین، دین اسلام ہے (وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ) اور جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کا متلاشی ہوگا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ۔ (آل عمران ۔ ۱۹)

بے شک دین (حق) تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے۔

اسی دین اسلام کو اللہ تعالےٰ نے پسند فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ (المآئدۃ ۔ ۳)

اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔

الغرض اسلام کے علاوہ کوئی دین اللہ تعالےٰ کو پسند نہیں اور نہ اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول ہوگا۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اسلام قبول کریں (وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ) اور (جو شخص ایسا نہیں کریگا تو) وہ آخرت میں نقصان اٹھائیگا۔

عمل

اے لوگو، کائنات کا ذرّہ ذرّہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہا ہے، آپ بھی خالق کائنات کے احکام کے آگے جھک جائیے، اسی کی اطاعت کیجئے۔

اے لوگو، تمام نبیوں پر بلا تفریق ایمان لائیے، تمام کتابوں پر ایمان لائیے اور صرف اللہ تعالےٰ کے مسلم بن جائیے۔ صرف اسی کی اطاعت کیجئے۔

اے لوگو، صرف اسلام پر عمل کیجئے، فرقہ وارانہ مذاہب کو چھوڑ دیجئے، یہ اسلام کیسے ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ اسلام ہوتے تو یکساں ہوتے اگر یکساں نہ ہوتے ہوئے بھی ان فرقہ وارانہ مذاہب کو اسلام مان لیا جائے تو متعدد اسلام بن جائیں گے حالانکہ اسلام دو چار نہیں، اسلام تو صرف ایک ہے۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ
اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ
وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٦﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ
اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ
النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٧﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا
هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا
مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾

ترجمہ اللہ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت دے جو ایمان لانے کے بعد کفر کر رہے ہیں باوجود اس کے کہ وہ شہادت دے چکے ہیں کہ یہ رسول حق ہیں اور ان کے پاس کھلے دلائل بھی پہنچ چکے ہیں، اللہ ظالم لوگوں کو راہ ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا ﴿۸۶﴾ ان لوگوں کی سزا تو یہ ہے کہ ان پر اللہ کی بھی لعنت ہے، فرشتوں اور تمام انسانوں کی بھی لعنت ہے ﴿۸۷﴾ اس لعنت میں وہ ہمیشہ گرفتار رہیں گے، ان سے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی (مسلسل عذاب ہوتا رہے گا) ﴿۸۸﴾ مگر ہاں جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور (اپنی) اصلاح کر لی تو اللہ (انہیں معاف کر دیگا کیونکہ وہ) غفور رحیم ہے ﴿۸۹﴾

معانی ومصادر (جَزَآءٌ) جَزٰی، یَجْزِیْ جَزَاءٌ (ض) بدلہ دینا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں:۔

كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ فَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ نَدِمَ فَاَرْسَلَ اِلٰى قَوْمِهٖ اَنْ سَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ فَنَزَلَتْ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ قَوْمُهٗ فَاَسْلَمَ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۴ ص ۱۴۲ وروی النسائی نحوہ فی کتاب المحاربۃ باب توبۃ المرتد جزء ۲ ص ۱۵۲)

انصار میں سے ایک شخص نے اسلام قبول کیا پھر مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا، پھر وہ نادم ہوا، اس نے اپنی قوم کے پاس کسی کو بھیجا (اس پیغام کے ساتھ) کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے، اسی موقع پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

تفسیر جو لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں ان کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائیں کس طرح سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا سکتا ہے (اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو منزل مقصود پر پہنچاتا ہے جو ایمان لا کر استقامت اختیار کرتے ہیں) (وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ) ان لوگوں کو منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا جو

ظالم ہوتے ہیں (اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں) (اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ) ان کی تو سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالےٰ بھی لعنت کرتا ہے، فرشتے بھی لعنت کرتے ہیں اور تمام لوگ لعنت کرتے ہیں (خٰلِدِيْنَ فِيْهَا) وہ ہمیشہ اس لعنت میں گرفتار رہیں گے، انہیں کبھی اس لعنت سے چھٹکارا نہیں ملے گا۔ (لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ) ان پر نہ تو عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ عذاب سے مہلت ملے گی (مسلسل اور دائمی عذاب میں مبتلا رہیں گے)۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ○

(الاحزاب - ۶۴)

بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ○

(النسآء - ۵۲)

اور جس پر اللہ لعنت کر دے تو پھر (اے رسول) آپ اس کے لئے کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

(العنکبوت - ۲۵)

(ابراہیم نے کہا) (تم حق کو تسلیم کر کے قوم کی مخالفت مول لینا نہیں چاہتے) لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے پر لعنت کرو گے، تمہاری جائے پناہ دوزخ ہوگی اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا

(الاعراف - ۳۸)

(اس طرح) جب کبھی کوئی امت (دوزخ میں) داخل ہوگی تو اپنے جیسی دوسری امت پر لعنت کرے گی۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ کی اور انسانوں کی لعنت کا ذکر ہے اور یہ آیات گویا آیت زیر تفسیر کی ترجمانی کرتی ہیں۔

الغرض ایمان لا کر مرتد ہونے والے ہمیشہ لعنت میں رہیں گے، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور رہیں گے۔ ایمان لا کر کفر کرنے والوں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

(النحل - ۱۰۶)

جو شخص (کفر کرنے پر) مجبور کیا جائے لیکن دل اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن ہو (تو وہ قابل معافی ہے) لیکن جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے اور شرح صدر کے ساتھ کفر کرنے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا اور انکو بڑا سخت دست عذاب ہوگا۔

(اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا) البتہ اس لعنت اور دائمی عذاب سے وہ لوگ بچ جائیں گے جو کفر کرنے کے بعد پھر سچے دل سے توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں۔ اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادیگا (فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) اس لئے کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے

عمل

اے لوگو، ایمان لانے کے بعد کفر نہ کیجئے۔ اگر کفر، شرک یا اور کوئی گناہ اتفاق سے ہوجائے تو فوراً توبہ کرلیجئے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھیئے اس لئے کہ وہ بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ
ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ
تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ﴿٩٠﴾
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ
كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم
مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ
بِهِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا
لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٩١﴾

ترجمہ بے شک جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا اور پھر کفر میں زیادتی ہی کرتے چلے گئے ایسے لوگوں کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوگی، یہ لوگ گمراہ ہیں (اور گمراہی میں انتہاء کو پہنچ گئے ہیں) ﴿۹۰﴾ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اِس حالت میں مرگئے کہ وہ کافر ہی تھے تو اگر ان میں سے کوئی

شخص اپنے فدیہ میں زمین بھر سونا دے تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا (۹۱)

معانی ومصادر (اِزْدَادُوْا) اِزْدَادَ، یَزْدَادُ، اِزْدِیَادٌ (باب افتعال) زیادہ کرنا، زیادہ ہونا، زیادہ طلب کرنا۔

(مِلْءٌ) مَلَأَ، یَمْلَأُ مَلْأٌ وَمَلْأٌ وَمِلْأَةٌ (ف) بھرنا (مِلْءٌ = کسی چیز کی اتنی مقدار جتنی مقدار سے کوئی برتن لبالب بھر جائے)۔

(اِفْتَدٰی) اِفْتَدٰی، یَفْتَدِیْ، اِفْتِدَاءٌ (باب افتعال) چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز دینا۔

تفسیر اوپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے اور کفر کرنے کے بعد پھر توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے اور اس کو معاف کردیتا ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ) جو لوگ ایمان لانے کے بعد کفر کریں اور کفر میں مسلسل زیادتی کرتے رہیں تو ایسے لوگ اگر توبہ بھی کریں تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ○ وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ○

(النسآء۔ ۱۷و۱۸)

اللہ کے ذمہ، توبہ قبول کرنا تو انہی لوگوں کے لئے ہے جو نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں اور پھر بہت جلد توبہ کرلیتے ہیں، اللہ ایسے ہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور وہ بڑے علم والا، بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں فرماتا جو (مسلسل برے کام کرتے رہتے ہیں) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے (اے اللہ) اب میں (ان برے کاموں سے) توبہ کرتا ہوں اور اللہ ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں فرماتا جو کفر کی حالت میں مر رہے ہوتے ہیں، ان (سب) لوگوں کے لئے اللہ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ توبہ فوراً کرلینی چاہیئے ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ ساری زندگی کفر یا اور کوئی گناہ کرتا رہے اور موت کے وقت توبہ کرلے تو ایسی حالت میں توبہ قبول نہیں ہوگی (وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ) یہ لوگ گمراہ ہیں (اور گمراہی میں انتہاء کو پہنچ گئے ہیں)۔

(نوٹ :۔ توبہ کے مفصل مسائل ہم انشاء اللہ العزیز سورۂ تحریم کی آیت ۸ کی تفسیر میں بیان کریں گے)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ) جو لوگ زندگی بھر کفر کرتے رہے اور پھر اسی حالت میں مر گئے (فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِہٖ) تو اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے چھٹکارے کے لئے زمین بھر کر بھی سونا دے تو وہ سونا اس سے قبول نہیں کیا جائیگا اور نہ اُسے عذاب سے نجات ملے گی بلکہ (اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ) اس قسم کے تمام لوگوں کو دردناک عذاب ہوگا اور اس عذاب سے ان کو نجات دینے کے سلسلہ میں کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَھُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَہٗ مَعَہٗ لِیَفْتَدُوْا بِہٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَا تُقُبِّلَ مِنْھُمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْھَا وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ○

(المآئدۃ ۔ ۳۶ و ۳۷)

بے شک جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس زمین کی تمام دولت اور اتنی ہی دولت اور ہو (اور وہ چاہیں) کہ اس کے ذریعہ وہ قیامت کے دن عذاب سے چھٹکارا حاصل کرلیں تو وہ دولت ان سے قبول نہیں کی جائے گی بلکہ ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ وہ دوزخ سے نکلنا چاہیں گے لیکن وہ اس سے نکل نہیں سکیں گے بلکہ ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْکُمْ فِدْیَۃٌ وَّلَا مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مَاْوٰکُمُ النَّارُ ھِیَ مَوْلٰکُمْ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ○

(الحدید ۔ ۱۵)

تو آج (اے منافقو) نہ تم سے فدیہ لیا جائیگا اور نہ کافروں ہی سے کوئی فدیہ لیا جائیگا، تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے، وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لِاَھْوَنِ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ کَانَتْ لَکَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا اَکُنْتَ مُفْتَدِیًا بِھَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ قَدْ اَرَدْتُّ مِنْکَ اَھْوَنَ مِنْ ھٰذَا وَاَنْتَ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِکَ بِیْ فَاَبَیْتَ اِلَّا الشِّرْکَ ۔

(صحیح مسلم کتاب صفۃ القیمۃ باب طلب الکافر الفداء بملء الارض ذھبا جزو ۲ صـ ۵۲۲)

اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے کم عذاب والے دوزخی سے فرمائے گا: اگر تیرے پاس دنیا اور ما فیہا ہو تو کیا تو اسے فدیہ میں دے دیگا۔ وہ دوزخی کہے گا، ہاں۔ اللہ تعالےٰ فرمائیگا: میں نے تو تجھ سے جب تو جسم انسانی میں تھا اس سے زیادہ آسان بات کا مطالبہ کیا تھا (کہ توحید پر قائم رہنا اگر تو نے ایسا کیا تو) میں تجھ کو دوزخ میں داخل نہیں کرونگا۔ لیکن تو نہ مانا اور شرک کرتا رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یُقَالُ لِلْکَافِرِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَرَاَیْتَ لَوْ کَانَ لَکَ

قیامت کے دن کافر سے کہا جائیگا کہ اگر تیرے پاس

مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا اَكُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیُقَالُ لَهٗ قَدْ سُئِلْتَ اَیْسَرَ مِنْ ذٰلِكَ (صحیح مسلم کتاب صفة القیٰمة باب طلب الکافر الفداء بملء الارض ذهبا جزء۲ ص۵۲۳)

زمین بھر کر سونا ہو تو کیا تو اُسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب سے چھٹکارا حاصل کریگا؟ کافر جواب دے گا: ہاں۔ پھر اس سے کہا جائیگا تجھ سے تو (دنیا میں) اس سے زیادہ آسان بات کا مطالبہ کیا گیا تھا (تو نے اسے پورا نہیں کیا)۔

عمل

اے لوگو، ایمان لانے کے بعد کفر نہ کیجئے، اگر کفر ہو گیا ہو تو اس پر اصرار نہ کیجئے بلکہ فوراً توبہ کر لیجئے۔

اے لوگو، توبہ کے لئے موت کا انتظار نہ کیجئے، موت کے وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

موت کے وقت کفر سے توبہ کرنے والا کفر پر مرتا ہے۔

اے لوگو، اس دن سے ڈریئے جس دن کسی قسم کا کوئی معاوضہ قبول نہیں کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ○

(البقرة - ۴۸)

ڈرو اس دن سے جس دن کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کچھ بھی کام نہ آئیگا، نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی نہ کسی سے بدلہ (یا معاوضہ یا فدیہ) لیا جائیگا اور نہ وہ (یعنی اہل محشر) کسی کی مدد حاصل کر سکیں گے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا
تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ
فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک (اللہ کے راستہ میں) وہ چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہے اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے ﴿۹۲﴾

معانی و مصادر (تَنَالُوْا) نَالَ، یَنَالُ و یَنِیْلُ، نَیْلٌ و نَالٌ و نَالَةٌ (ف ض) پہنچنا۔
(تُحِبُّوْنَ) اَحَبَّ، یُحِبُّ، اِحْبَابٌ (ض) محبت کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ) (اے ایمان والو تم اپنی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دے کر نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی محبوب و پسندیدہ چیز نہ دو (ناپسندیدہ اور ناکارہ چیز دینا نیکی نہیں اور نہ اس کا کوئی ثواب ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ
مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ
لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝
(البقرۃ - ۲۶۷)

اے ایمان والو، جو مال تم کماتے ہو اور جو پیداوار ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں اس میں سے پاکیزہ اور عمدہ مال (اللہ کے راستہ میں) دیا کرو اور (دیکھو جب) تم (اللہ کے راستہ میں) خرچ کیا کرو تو اپنے مال میں سے ناپاک اور ناکارہ چیز (خرچ کرنے) کا قصد نہ کیا کرو اور (یہ ایک حقیقت ہے کہ) اگر وہ چیز تمہیں دی جائے تو تم کبھی اُسے نہ لو گے سوائے اس صورت کے کہ اس کو لیتے وقت اپنی آنکھیں بند کر لو اور (اے ایمان والو اس بات کو اچھی طرح سے) جان لو کہ اللہ غنی ہے (مالدار

اور لاپرواہ ہے اُسے تمہارے دینے کی کوئی حاجت نہیں) وہ تعریف والا ہے (اور اپنے لئے ایسی چیز کو پسند کرتا ہے جو قابل تعریف ہو)۔

آگے فرمایا (وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ) اور جو چیز بھی تم اللہ تعالےٰ کے راستہ میں دوگے تو اللہ تعالیٰ کو (اس بات کا) بخوبی علم ہوگا (کہ تم اس چیز کو کس نیت سے دے رہے ہو، اس نیت سے دے رہے ہو کہ وہ چیز تمہیں پسند نہیں یا اس نیت سے دے رہے ہو کہ وہ چیز تمہیں بہت پسند ہے اور تم اس پسندیدہ چیز کو دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو)۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں:۔

كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا وَكَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا نَزَلَتْ: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيْهَا وَاَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ (صحیح بخاری کتاب الوکالة باب اذا قال الرجل لوکیله ضعه حیث اراك الله جزء ۳ صفحہ ۱۳۲ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰة

ابو طلحہؓ مدینہ میں تمام انصار سے زیادہ مال دار تھے اور ان کے مال میں ان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بیرحاء باغ تھا۔ یہ باغ مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں جایا کرتے تھے اور اس کا پاکیزہ پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ تو ابو طلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول، اللہ فرماتا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کرو، میرا سب سے زیادہ محبوب مال بیرحاء (باغ) ہے، میں اُسے اللہ کے نام دے رہا ہوں اور میں اللہ کے ہاں اس کی نیکی اور ثواب کی امید رکھتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول، جہاں آپ چاہیں اُسے خرچ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت خوب! یہ مال تو آنی جانی چیز ہے، یہ مال تو آنی جانی چیز ہے، تم نے جو کچھ کہا میں نے سن لیا، میں سمجھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے اقرباء میں تقسیم کر دو ابو طلحہؓ نے کہا:

باب فضل النفقة والصدقة على الاقربين
جزء اول صـ۳۰۱)

اچھا میں ایسا ہی کروں گا۔ پھر ابو طلحہ نے اس کو
اپنے اقارب اور اپنے چچا کی اولاد میں تقسیم کر دیا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں اچھی اور اپنی پسندیدہ چیز دیا کیجئے، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ناپسندیدہ اور ناکارہ چیز نہ دیا کیجئے، ایسی چیز کے دینے کا کوئی ثواب نہیں۔ اللہ تعالےٰ بہت بلند و بالا ہے لہذا اس کے بلند و بالا مرتبہ کا لحاظ کر کے اس کے نام پر وہی چیز دیا کیجئے جو بہت ارفع و اعلیٰ ہو۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ
إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَآءِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ
مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَىٰةُ قُلْ
فَأْتُوا بِالتَّوْرَىٰةِ فَاتْلُوهَآ إِن كُنتُمْ
صَٰدِقِينَ ﴿٩٣﴾ فَمَنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ مِنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ
هُمُ الظَّٰلِمُونَ ﴿٩٤﴾ قُلْ صَدَقَ اللَّهُ
فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا وَ
مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٥﴾

ترجمہ بنی اسرائیل کے لئے کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں سوائے ان چیزوں کے جن کو یعقوب نے اپنے اوپر خود ہی حرام کرلیا تھا (اے رسول ان سے) کہئے کہ اگر تم سچے ہو تو توریت کو (بطور دلیل) پیش کرو (اور اس میں بتاؤ کہ یہ چیزیں ملّت ابراہیمی میں بھی حرام تھیں، ملّت ابراہیمی میں یہ چیزیں حرام نہیں تھیں، جو دعوٰی تم کر رہے ہو وہ اللہ پر افتراء ہے) (۹۳) اس (وضاحت) کے بعد بھی جو شخص اللہ پر افتراء کرے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہوتے ہیں (۹۴) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نے سچ فرمایا (کہ یہ چیزیں ملّت ابراہیمی میں حرام نہیں تھیں) لہذا خالص اللہ کو ماننے والے ابراہیم کی ملّت کی پیروی کرو، وہ (موحّد تھے) مشرک نہیں تھے (۹۵)

معانی ومصادر (حِلًّا) حَلَّ، یَحِلُّ، حِلٌّ (ض) حلال ہونا۔
(صدق) صَدَقَ، یَصْدُقُ صِدْقٌ ومَصْدُوْقَةٌ وتَصْدَاقٌ (ن) سچ بولنا۔

تفسیر قرآن مجید کی سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا کہ آپ اپنے کو دین ابراہیمی کا پیرو بتاتے ہیں لیکن آپ کا عمل آپ کے دعوی کے خلاف ہے، اگر آپ واقعی دین ابراہیمی کے پیرو ہوتے تو ان چیزوں سے آپ ضرور پرہیز کرتے جو دین ابراہیمی میں حرام تھیں لیکن آپ تو ان چیزوں کو حلال وطیب سمجھتے ہیں پھر ہم کیسے مان لیں کہ آپ اپنے دعوی میں سچے ہیں۔ دین ابراہیم پر تو ہم چلتے ہیں اس لئے کہ ہم ان تمام چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو دین ابراہیمی میں حرام تھیں۔ اللہ تعالٰے نے اس لغو اعتراض کا جواب دیا کہ (كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ) توریت کے نازل ہونے سے پہلے بنی اسرائیل کے لئے بھی تمام کھانے کی چیزیں حلال تھیں البتہ (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) نے خود ہی چند چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا (اللہ تعالٰے نے وہ چیزیں نہ ان پر حرام کی تھیں اور نہ بنی اسرائیل پر) حضرت یعقوب علیہ السلام یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہوئے تو پھر ان کی حرام کردہ چیزیں کس طرح ملّت ابراہیمی کا جزء بن سکتی ہیں۔ اسی طرح وہ چیزیں بھی کس طرح ملّت ابراہیمی کا جزء کہی جاسکتی ہیں جو بنی اسرائیل کے علماء اور مشائخ نے اپنے فتووں سے حرام کردیں یا جو بنی اسرائیل پر بطور سزا کے حرام کی گئیں)۔

بنی اسرائیل کے علماء اور مشائخ کے حرام کرنے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔
(التوبة ۔ ۳۱)

انہوں نے اللہ کے علاوہ اپنے علماء اور مشائخ کو (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے (یعنی حلال وحرام کے معاملہ میں ان کے فتوے مان لیتے ہیں)۔

بطور سزا کے جو چیزیں بنی اسرائیل پر حرام کی گئیں ان کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۴۶)

اور (اے رسول) ہم نے یہودیوں پر ناخن والے تمام جانوروں کو حرام کر دیا تھا اور ہم نے ان پر گائے اور بکری کی چربیاں بھی حرام کر دی تھیں سوائے اس چربی کے جو ان کی پیٹھوں یا اوجھڑیوں میں لگی ہوئی ہو یا جو ہڈی سے چمٹی ہوئی ہو، یہ سزا تھی جو ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی وجہ سے دی تھی اور ہم یقیناً سچ بات کہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ○

(النسآء ۔ ۱۶۰)

اور ہم نے اُن کے ظلم کے سبب سے ان پر پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں حرام کر دی تھیں اور اس وجہ سے بھی کہ وہ بہت زیادہ اللہ تعالےٰ کے راستے سے روکتے تھے۔

الغرض ابتداء میں بنی اسرائیل پر کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں لیکن بعد میں مندرجہ ذیل تین طریقوں سے چند حلال چیزیں ان پر حرام ہو گئیں۔

① حضرت یعقوب علیہ السلام نے خود اپنے اوپر بعض چیزوں کو حرام کر لیا تھا، بنی اسرائیل نے بھی انہیں حرام سمجھ لیا،

(نوٹ:۔ غالباً ان کی شریعت میں اپنے نفس پر خود حرام کر لینا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم)

② بنی اسرائیل کے علماء اور مشائخ نے خود بعض چیزوں کو حرام کر دیا،

③ بنی اسرائیل کی نافرمانی اور سرکشی کی سزا میں بعض حلال چیزیں ان پر من جانب اللہ حرام کر دی گئیں۔

ظاہر ہے کہ تحریم کی یہ تینوں صورتیں ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہی ظہور پذیر ہوئیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں نہ بنی اسرائیل تھے اور نہ یہ صورتیں واقع ہو سکتی تھیں لہٰذا بنی اسرائیل کا یہ کہنا کہ جو چیزیں ان کے مذہب میں حرام ہیں وہ دین ابراہیمی میں بھی حرام تھیں سراسر جھوٹ ہے۔ دین ابراہیمی میں یہ چیزیں ہرگز حرام نہیں تھیں، پھر فرمایا (قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) (اے رسول، ان سے) کہئے اگر تم اس دعوی میں سچے ہو تو توریت لاؤ اسے پڑھو (اور ثابت کرو کہ یہ چیزیں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں حرام تھیں لیکن (اے رسول) یہ لوگ توریت سے ہرگز یہ بات ثابت نہیں کر سکتے۔ یہ تو محض ان کی افتراء پردازی ہے) (فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ) اور جو شخص اس (وضاحت) کے بعد بھی اللہ تعالےٰ

پر افتراء پردازی کرے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں اور اے رسول (قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالےٰ نے سچ فرمایا (اس کا بیان بالکل حق ہے۔ یہ چیزیں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین میں حرام نہیں تھیں اور انہی کی پیروی میں ہم بھی انہیں حرام نہیں سمجھتے، یہی ملّت ابراہیمی ہے) (فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا) (آؤ) تم بھی ملّت ابراہیمی کی پیروی کرو، جو خالص اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے والے اور بڑے پکّے موحّد تھے (وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) اور وہ ہرگز مشرک نہیں تھے (جیسا کہ کفار مکہ کا عقیدہ ہے۔ کفار مکہ اور اہل کتاب دونوں کا دعوٰی غلط ہے کہ وہ دین ابراہیم پر ہیں دین ابراہیم پر تو اللہ تعالےٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے متبعین ہیں لہذا دین ابراہیم پر چلنے کا دعوٰی کرنے والوں کو چاہئے کہ اگر وہ صحیح معنوں میں ملّت ابراہیمی کے متبع بننا چاہتے ہیں تو مسلم بن جائیں اور اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔ نجات کی یہی ایک صورت ہے اور بس)

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ پر افتراء پردازی نہ کیجئے۔ اپنی طرف سے حلال وحرام کا فیصلہ نہ کیجئے، حلال وہ چیز ہے جسے اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلال کہیں، حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرام کہیں۔

اے لوگو، محض دعوی سے کام نہیں چلے گا۔ اگر آپ واقعی دین اسلام یعنی دین ابراہیمی کے ماننے والے ہیں تو بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے، خود ساختہ مذاہب کو چھوڑ کر صرف قرآن مجید اور حدیث نبوی کو مضبوطی سے پکڑ لیجئے اور ان پر سختی سے عمل کیجئے۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی ہی میں دین اسلام مکمل ہوا تھا لہذا قرآن مجید اور حدیث نبوی ہی میں دین اسلام ملے گا۔ ان کے باہر دین اسلام نہیں الحاد ہے۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي
بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾
فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ
دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ
حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ
سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ
لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ
شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ

الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ
شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾

ترجمہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکّہ میں ہے، وہ بابرکت ہے اور تمام اقوام عالم کے لئے رہنما ہے ﴿۹۶﴾ اس گھر میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، منجملہ ان کے مقام ابراہیم ہے۔ (اللہ کے) اس گھر میں جو داخل ہوگیا وہ امن وامان میں آگیا اور جو لوگ سفر کی استطاعت رکھتے ہوں اُن پر اس گھر کا حج کرنا (خالص) اللہ کے لئے فرض ہے اور جو شخص (حج کا) انکار کرے تو اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے (اُسے کسی کے حج کرنے یا نہ کرنے کی کوئی پرواہ نہیں) ﴿۹۷﴾ (اے رسول، آپ اہل کتاب سے) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب تم اللہ کی آیات کا کیوں انکار کرتے ہو۔ حالانکہ اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے ﴿۹۸﴾ (اے رسول، آپ اہل کتاب سے) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب جو شخص ایمان لے آیا ہے اسے اللہ کے راستے سے کیوں روکتے ہو، کیوں (اللہ کے راستے یعنی دین اسلام میں) کجی کے متلاشی رہتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو (کہ وہ حق ہے، اس میں کوئی کجی نہیں، تم یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تمہارے اعمال سے غافل ہے، نہیں) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے ﴿۹۹﴾

معانی ومصادر (اَمِنَ) اَمَنًا، یَاْمَنُ، اَمْنٌ واَمَانٌ واَمَنَةٌ (س) امن میں ہونا، اطمینان سے ہونا (اَمِنٌ = امن میں ہونے والا)

(حَجَّ) حَجًّا، یَحُجُّ، حَجٌّ (ن) حج کرنا، دلیل میں غالب آنا (حَجٌّ، حَجٌّ سے اسم ہے)

(غَنِیَ) غَنًی، یَغْنٰی، غِنًی وغَنَاءٌ وغُنْیَانٌ (س) مالدار ہونا۔

(تَبْغُوْنَ) بَغٰی، یَبْغِیْ، بَغْیٌ وبُغَاءٌ وبُغًی وبُغْیَةٌ (ض) طلب کرنا، نافرمانی کرنا، زنا کرنا۔

(عِوَجًا) عَاجَ، یَعُوْجُ، عَوْجٌ ومَعَاجٌ (ن) جھکنا (عِوَجٌ = کجی)
عُوِجَ، یَعْوَجُ، عَوَجٌ (س) ٹیڑھا ہونا۔
(غَافِل) غَفَلَ، یَغْفُلُ، غُفُوْلٌ وغَفْلَةٌ وغَفَلٌ (ن) غافل ہونا۔

تفسیر آیات کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسرا اعتراض یہ کیا کہ اگر آپ واقعی دین ابراہیمی پر ہوتے تو بیت المقدس کو قبلہ بناتے کیونکہ یہ قبلہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد یعنی بنی اسرائیل میں متوارثاً چلا آرہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراض کے جواب میں پہلے تو بیت المقدس پر کعبہ کی فضیلت ثابت کی، پھر کعبہ کو ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ثابت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ) روئے زمین پر) سب سے پہلا عبادت خانہ جو انسانوں کے لئے بنایا گیا وہ وہی جو شہر مکہ میں ہے (یعنی کعبہ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ بیت المقدس سے پہلے بنایا گیا)۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں:۔

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول روئے زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ

(سب سے پہلے) مسجد حرام (بنائی گئی)۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں:۔

قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ۔

میں نے کہا: پھر کونسی (مسجد) بنائی گئی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی

(پھر) مسجد اقصیٰ (بنائی گئی)۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں:۔

قُلْتُ کَمْ کَانَ بَیْنَھُمَا

میں نے کہا ان دونوں کے درمیان کتنا (وقفہ) تھا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَرْبَعُوْنَ سَنَةً

چالیس سال۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی جزء ۴ ص ۱۷۷
وصحیح مسلم کتاب المساجد جزء اول ص ۲۱۲)

الغرض قرآن مجید اور حدیث صحیح سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ کعبہ، بیت المقدس سے پہلے بنایا گیا اور

یہ بھی ثابت ہوگیا کہ کعبہ یعنی مسجد حرام روئے زمین پر سب سے پہلی مسجد ہے۔ مسجد حرام کا سب سے پہلی مسجد ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ یہ مسجد اس وقت بنائی گئی جب دنیا آباد ہوئی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ۔
(ابراھیم - ۳۷)

(ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح دعاء کی) اے ہمارے رب، میں نے اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے قریب ایک ایسی وادی میں لاکر آباد کیا ہے جہاں کھیتی نہیں ہوتی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کعبہ کی بنیادیں اس وقت بھی کسی نہ کسی حالت میں موجود تھیں۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی اور بچہ کو اس کے قریب آباد کیا تھا۔ پھر جب وہ بچہ (یعنی اسمٰعیل علیہ السلام) جوان ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام نے کعبہ کو از سر نو تعمیر کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ
(البقرۃ - ۱۲۷)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم اور اسمٰعیل بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے۔

آگے فرمایا (مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ) یہ گھر یعنی کعبہ بڑا بابرکت ہے اور نہ صرف بابرکت ہے بلکہ ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ یہاں سے برکت اور ہدایت کے چشمے پھوٹتے رہے اور اب برکت اور ہدایت کا آخری چشمہ بھی یہیں سے پھوٹا اور یہ ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کی برکت ہی کا نتیجہ ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کعبہ کی تعمیر کرتے جا رہے تھے اور اس طرح دعاء مانگتے جا رہے تھے:۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَآ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○
(البقرۃ - ۱۲۸ و ۱۲۹)

اے ہمارے ربّ ہم دونوں کو ہمیشہ اپنا مسلم بنائے رکھ اور ہماری اولاد میں ایک ایسی جماعت پیدا کر جو تیری مسلم ہو اور (اے ہمارے رب) ہمیں ہمارے (حج کے) طریقے بتا دے ہم پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرما، بے شک تو (رحمت کے ساتھ) توجہ فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (اور) اے ہمارے رب ان لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو تیری آیتیں ان کو پڑھ کر سنائے، انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان (کے دلوں) کو پاک کرے، بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

ظاہر ہے کہ ان کی اس دعاء کی قبولیت کا ظہور بنی اسمٰعیل ہی میں ہونا چاہئے تھا نہ کہ بنی اسرائیل میں۔ بنی اسمٰعیل کعبہ کے قرب و جوار میں آباد تھے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ کعبہ تھا نہ کہ

بیت المقدس۔

آگے فرمایا (فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ) مسجد حرام میں بہت سی (ایسی) کھلی نشانیاں موجود ہیں (جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ کعبہ ہی تھا، منجملہ ان نشانیوں کے) مقام ابراہیم بھی وہاں موجود ہے۔ مقام ابراہیم کا مسجد حرام میں موجود ہونا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق کعبہ ہی سے رہا ہے نہ کہ بیت المقدس سے۔

آگے فرمایا (یہ خصوصیت اسی گھر کو حاصل ہے کہ) (وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا) جو شخص اس گھر میں داخل ہوتا ہے وہ امن میں آجاتا ہے، (اُسے کسی قسم کا خطرہ لاحق نہیں ہوتا بلکہ نہ صرف اس گھر میں بلکہ پورے شہر مکہ اور اس کے ارد گرد کے علاقہ میں جو شخص داخل ہوتا ہے اُسے امن و اطمینان حاصل ہوتا ہے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ۔ (العنکبوت۔ ۶۷)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنایا ہے حالانکہ ان کے گرد و نواح سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں۔

اور اس امن و سکون میں ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کو بھی بڑا دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ○ (ابراھیم۔ ۳۵)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم نے (اس طرح) دعاء کی کہ اے میرے رب اس شہر کو (ہمیشہ کے لئے) امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو بچا (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ بتوں کی پرستش کرنے لگ جائیں۔

ابراہیم علیہ السلام کی اس دعاء کا اثر دیکھنا ہو تو وہ بھی مکہ معظمہ ہی میں نظر آئے گا لہٰذا ابراہیم علیہ السلام کا تعلق دراصل کعبہ سے ہے نہ کہ بیت المقدس سے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا) لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لئے اسی گھر یعنی کعبہ کا حج کرنا فرض کیا گیا ہے، بشرطیکہ انہیں کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو (یعنی جس کے پاس راستے کا خرچ اور سواری ہو)۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا السَّبِيْلُ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۴۴۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تبارک و تعالےٰ کے ارشاد: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا کے متعلق پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول سبیل سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا زادِ راہ اور سواری۔

حج سے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خاص تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ○ (الحج ۔ ۲۷)

اور (اے ابراہیم) لوگوں میں حج کا اعلان کر دو (تمہارے اعلان کے بعد) لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور (ہر قسم کی) دبلی دبلی (تیز) سواریوں پر بھی آئیں گے جو ہر (طرف سے) دور دراز راستوں کو طے کرتی ہوئی آئیں گی۔

کیونکہ حج کے لئے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے آواز دی تھی لہذا جس مقام پر حج ہوتا ہے اسی مقام کا تعلق ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو سکتا ہے نہ کہ کسی دوسرے مقام کا۔ حج کعبہ اور اس کے قرب و جوار میں ہوتا ہے لہذا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق کعبہ ہی سے ہے اور وہی ان کا قبلہ تھا (وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ) اس وضاحت کے بعد بھی جو شخص کفر پر اڑا رہے (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے) تو اللہ تعالیٰ (کو اس کی کیا پرواہ ہے وہ تو) تمام جہانوں سے بے نیاز ہے (اگر تمام جہان والے بھی اس کا یا اس کے رسول کا انکار کر دیں تو اس کا کچھ نہیں بگڑتا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِیْ مُلْكِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مَّا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِیْ شَیْئًا (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الظلم جزء ۲ صـ ۴۲۹)

اے میرے بندو، اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، انسان اور جنات سب تم میں سے اس ایک آدمی کے قلب جیسے ہو جائیں جو سب سے زیادہ متقی ہے تو میری سلطنت میں اس سے کوئی اضافہ نہ ہوگا (اور) اے میرے بندو، اگر تمہارے اگلے، پچھلے، انسان اور جنات سب اس ایک آدمی جیسے ہو جائیں جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو اس سے میری سلطنت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

آگے فرمایا (قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب کیوں اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہو (کیوں نہیں ایمان لاتے؟ تم پر حجت پوری ہو چکی ہے، تمہارے پاس دلائل آ چکے ہیں لیکن تم پھر بھی ہٹ دھرمی کر رہے ہو ایک دن آئیگا جس دن اللہ تعالیٰ تمہاری ان حرکات کی تم کو سزا دیگا، جو کچھ تم کر رہے ہو) اللہ تعالیٰ (اس سے غافل نہیں ہے، وہ) دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو (قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ) اور اے رسول آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب، تم ایمان والوں کو اللہ کے راستہ سے کیوں روکتے ہو، (دل سے تو) تم (بھی) گواہ ہو (کہ یہ راستہ بالکل حق ہے لیکن تم ہٹ دھرمی سے اس کو تسلیم نہیں کرتے اور صرف تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ) تم اس میں کجی نکالنے کی جستجو کرتے رہتے ہو

(تاکہ تم اس کو لوگوں کی نگاہ میں باطل بنا کر دکھاؤ۔ ایک حق بات کو دیدہ دانستہ باطل بنا کر پیش کرنا کتنا بڑا جرم ہے، کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالےٰ تمہارے ان کرتوتوں سے غافل ہے) (وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ) (نہیں) اللہ تمہارے کرتوتوں سے غافل نہیں ہے (وہ ایک دن ضرور تمہیں ان کرتوتوں کی سزا دیگا)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ، اور (اے رسول) یہ خیال نہ کرنا کہ جو اعمال یہ ظالم کر رہے ہیں اللہ ان سے غافل ہے (نہیں یہ بات نہیں ہے، بلکہ) اللہ تو ان کو اس دن تک کے لئے مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔
إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ○
(ابراھیم - ۴۲)

عمل

اے غیر مسلمو، اسی گھر کو قبلہ بنائیے جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قبلہ تھا یعنی ایمان لائیے اور ہٹ دھرمی نہ کیجئے۔

اے لوگو، ہٹ دھرمی نہ کیجئے۔ جان بوجھ کر حق کو نہ جھٹلائیے۔ حق کو جھٹلانے کے لئے اس میں کجی کی جستجو نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، مسجد حرام میں جو شخص داخل ہو جائے وہ امن میں ہے۔ اُسے نہ ستائیے۔

اے ایمان والو، اگر آپ کو استطاعت ہے تو ضرور حج کیجئے۔ حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔

اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا اے لوگو، اللہ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے لہٰذا حج کرو۔

ایک شخص نے کہا:۔

اَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اے اللہ کے رسول، کیا ہر سال (حج کریں)؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور خاموش ہی رہے یہاں تک کہ اس نے سوال کو تین مرتبہ دوہرایا۔ پھر آپ نے فرمایا:۔

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ (صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرّۃ فی العمر ۱/۴۲۷) اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج کرنا (ہر سال) فرض ہو جاتا؟

(حج کے مسائل اور حج کا طریقہ ہم انشاء اللہ العزیز سورۂ حج کی تفسیر میں بیان کریں گے)

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن تُطِيعُوا۟
فَرِيقًا مِّنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ
يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ كَٰفِرِينَ ﴿١٠٠﴾
وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنتُمْ تُتْلَىٰ
عَلَيْكُمْ ءَايَٰتُ ٱللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُۥ
وَمَن يَعْتَصِم بِٱللَّهِ فَقَدْ هُدِىَ
إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٠١﴾

ترجمہ (اور) اے ایمان والو، اگر تم اہل کتاب کے کسی گروہ کا (جو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں) کہنا مان لوگے۔ تو یہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنادیں گے ﴿۱۰۰﴾ اور (اے ایمان والو) تم کیسے کفر کرسکتے ہو جبکہ اللہ کی آیات تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جارہی ہیں اور تم میں اللہ کا رسول موجود ہے (تمہیں چاہیئے کہ اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو) اس لئے کہ جس شخص نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت پائی ﴿۱۰۱﴾

معانی ومصادر (تُتْلٰی) تَلَا، یَتْلُوْ، تِلَاوَۃٌ (ن) پڑھنا۔

تفسیر اہل کتاب مسلمین پر طرح طرح کے اعتراض کرکے انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے تھے، کبھی حلال و حرام چیزوں کے متعلق اعتراض کرتے اور کبھی قبلہ کے متعلق اعتراض کرتے۔ اللہ تعالےٰ نے انکے ان گمراہ کن اعتراضات کے جواب میں فرمایا تھا (لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ) اے اہل کتاب، تم کیوں ایمان والوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہو۔ اب اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو خطاب کرکے فرمایا (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ) اے ایمان والو، اگر تم نے اہل کتاب کے کسی گروہ کا (جو تمہیں گمراہ کرنے پر تُلا ہوا ہے) کہنا مان لیا تو اس گروہ کے لوگ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنادیں گے، (تم ان کی باتوں میں نہ آنا، ان کے اعتراضات کو اہمیت دے کر دین حق سے نہ پھر جانا) (وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ) اور تم دین حق سے کیسے پھر سکتے ہو جبکہ (شب و روز) تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں اور ابھی تو تم میں اللہ تعالےٰ کے رسول موجود ہیں (کیا ان حالات میں کوئی شخص کفر اختیار کرسکتا ہے، ان حالات میں کفر اختیار کرنا بعید از عقل و دانش ہے، تمہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑے رہو اس کے دین پر استقامت سے جمے رہو، اس پر توکل و بھروسہ کرو) (وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑلے (اس کی توحید اور اس کے دین پر مضبوطی سے قائم رہے) تو بس وہ سیدھے راستہ پر ہے، (اُسے لایعنی اعتراضات کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا۔ (اٰل عمرٰن ۔ ۱۰۳)

اور تم سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑلو۔

اللہ تعالیٰ کی رسّی سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین ہے جیسا کہ ہم انشاء اللہ اس آیت کی تفسیر میں آگے ثابت کرینگے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑنے سے اللہ تعالےٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑنا مراد ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

(النسآء ۔ ۱۴۵ و ۱۴۶)

بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے حصہ میں ہونگے اور (اے رسول) آپ ان کے لئے (وہاں) کوئی مددگار نہیں پائیں گے مگر جن لوگوں نے توبہ کرلی، (اپنی) اصلاح کرلی، اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے قرار دے لیا تو ایسے لوگ (دوزخ میں نہیں جائیں گے بلکہ وہ تو) مؤمنین کے ساتھ (جنت

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ○

(الحج۔ ۷۸)

(اے ایمان والو) نماز قائم کرو، زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ (کی رسی) کو مضبوطی سے پکڑے رہو، وہی تمہارا کارساز اور مددگار ہے تو (دیکھو) کتنا اچھا کارساز ہے اور کتنا اچھا مددگار۔

الغرض قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کو یعنی اللہ تعالےٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے جو شخص اللہ تعالےٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہے اس پر اعتراض برائے اعتراض کا کوئی اثر نہیں ہوتا، وہ ثابت قدم رہتا ہے اور کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

عمل

اے لوگو حق کو تسلیم کیجئے۔ جان بوجھ کر اس کا انکار نہ کیجئے۔

اے لوگو، عوام الناس کو اللہ تعالیٰ کے دین سے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے دین پر اعتراضات نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے دین کو یعنی قرآن مجید و حدیث نبوی کو مضبوطی سے پکڑے رہیئے۔ لوگوں کے اعتراضات کی پرواہ نہ کیجئے۔ کیا آپ لوگوں کے اعتراضات کی وجہ سے قرآن مجید و حدیث نبوی کو چھوڑ دیں گے اور کسی فرقہ ورانہ مذہب کو اختیار کرلیں گے، ہرگز نہیں۔ قرآن مجید و حدیث نبوی پر ایمان رکھنے والوں سے ایسی بات کا ظہور بہت بعید ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ
تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا
تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ
عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ
مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو (۱۰۲) اور (اے ایمان والو) تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو، اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی وہ یہ کہ ایک وقت وہ تھا کہ تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے، اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پھر تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اللہ وضاحت کے ساتھ اپنی آیتوں کو بیان کر رہا ہے تاکہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ (اور پھر اسی تفرقہ بازی میں مبتلا نہ ہو جاؤ) (۱۰۳)

معانی و مصادر (تَفَرَّقُوْا) تَفَرَّقَ، یَتَفَرَّقُ، تَفَرُّقٌ (باب تفعّل) متفرق ہونا، علیٰحدہ علیٰحدہ ہونا، فرقے فرقے ہو جانا۔

شَفَا = کنارہ، حد۔

(حُفَرَة) حَفَرَ، یَحْفِرُ، حَفْرٌ (ض) کھودنا (حُفْرَةٌ = گڑھا)

(اَنْقَذَ) اَنْقَذَ، یُنْقِذُ، اِنْقَاذٌ (باب افعال) نجات دینا، بچانا۔

تفسیر مسلمین کو نصیحت جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ) اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے۔

جب آدمی کسی چیز سے ڈرتا ہے تو لازماً اس کے ضرر سے بچنے کی کوشش کرتا ہے مثلاً زہر سے ڈرنے والا کبھی زہر نہیں کھائیگا بلکہ اگر کوئی شخص زبردستی بھی اُسے زہر کھلائے تو وہ اپنی پوری قوت سے اپنا دفاع کریگا اور ہرگز زہر کھانے کے لئے تیار نہیں ہوگا، اسی طرح صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کبھی بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بہت بڑے ضرر اور عذاب کی موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے لہذا کوئی شخص جو صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کریگا اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کو بہکائے یا زبردستی کسی ایسے کام پر مجبور کرے جس کام کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو تو وہ حتی الامکان اس کام کو کرنے سے اسی طرح اپنا بچاؤ کریگا جس طرح زبردستی زہر کھلائے جانے پر اپنا بچاؤ کرتا ہے۔

ڈر کا تقاضا یہ ہے کہ جب کسی شخص کو شیطان بہکائے یا کوئی انسان بہکائے تو وہ اس کے بہکانے میں نہ آئے بلکہ بہکانے والے کو اپنا حقیقی دشمن سمجھے، اسی لئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ○

(فاطر - ۶)

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے لہذا اسے دشمن سمجھو، وہ اپنے گروہ (کے لوگوں) کو (غلط راستہ کی) دعوت دیتا ہے تاکہ وہ دوزخی بن جائیں۔

انسان کی فطرت ہے کہ وہ انتقامی طور پر سب کچھ کر گذرتا ہے لیکن صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والا کسی ایسی انتقامی کارروائی سے بھی بچتا ہے جس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو جائے ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(المائدۃ ۲ - ۲۷ تا ۲۸)

اور (اے رسول) آپ ان لوگوں کو آدم کے دونوں بیٹوں کا حال حق کے ساتھ (پڑھ کر) سنا دیجئے، جب ان دونوں نے (اللہ کے لئے) قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں ہوئی (جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی تھی اس نے دوسرے سے) کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا، اس نے کہا (اس میں میرا کیا قصور ہے) اللہ تو بس متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے، اور اگر تم نے مجھے قتل کرنے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو میں تمہیں قتل کرنے کے لئے تمہاری طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

یہ کونسی چیز تھی جو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بیٹے کو انتقام لینے سے روک رہی تھی، یہ اس بیٹے کے الفاظ ہی میں سنئے۔ وہ کہتا ہے: میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں اس لئے کوئی انتقامی کارروائی بھی نہیں کروں گا۔ خوف نے اس کو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے باز رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ ..... وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ ..... (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ بالیمین ۲/۱۳۸ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل اخفاء الصدقۃ جزء اول ص۳۱۲)

سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ ان کو اس دن جس دن کہیں سایہ نہ ہوگا اپنے سایہ میں جگہ دے گا: عادل حکمران ..... اور ایک وہ شخص جس کو کوئی ذی مرتبہ حسین عورت بلاتی ہے تو وہ کہتا ہے "میں اللہ سے ڈرتا ہوں" (میں یہ کام نہیں کرسکتا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حقیقی معنوں میں کوئی شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے تو وہ ایسے نازک موقع پر بھی جس موقع پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے بچ جاتا ہے۔ وفور جذبات میں کھو جانے کے باوجود اللہ تعالےٰ کا ڈر غالب آتا ہے اور وہ انتہائی دلکش گناہ سے بچ جاتا ہے۔

حقیقی معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والا صرف ایسی چیزوں اور کاموں سے ہی نہیں بچتا جن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یقینی ہوتی ہے بلکہ وہ تو ایسی چیزوں اور کاموں سے بھی بچتا ہے جن میں اللہ تعالےٰ کی نافرمانی یقینی نہیں ہوتی بلکہ نافرمانی کا صرف شبہ ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ اَتْرَكَ وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلٰى مَا يَشُكُّ فِيْهِ مِنَ الْاِثْمِ اَوْشَكَ اَنْ يُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ، وَالْمَعَاصِيْ حِمَى اللّٰهِ مَنْ يَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكْ اَنْ يَّوَاقِعَهٗ

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب الحلال بین والحرام بین جزء ۳ صفحہ ۷)

حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں، تو جس شخص نے اس کام کو چھوڑا جس میں اُسے گناہ کا شبہ ہے تو وہ اس کام کو جس میں گناہ ظاہر ہے زیادہ چھوڑنے والا ہوگا اور جس شخص نے اس کام پر جرأت کی جس میں اُسے گناہ کا شبہ ہے تو عنقریب وہ اس کام میں جا پڑیگا جس کام میں گناہ ظاہر ہے۔ تمام گناہ اللہ کی چراگاہ ہیں تو جو شخص اس چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے وہ عنقریب اس چراگاہ میں جا پڑیگا۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ گناہ اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہ ہیں اور مشکوک چیزیں اس ممنوعہ چراگاہ کا اردگرد کا علاقہ ہے تو جس طرح کوئی چرواہا اگر شاہی ممنوعہ چراگاہ کے اردگرد مویشی کو چرائے تو عنقریب وہ ممنوعہ چراگاہ میں داخل ہو کر مویشی کو چرانے لگے گا اور سزایاب ہوگا، اسی طرح اگر کوئی شخص مشکوک کام کرنے لگتا ہے تو وہ عنقریب یقینی گناہ کا مرتکب ہو جائیگا اور پھر قیامت کے دن عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ جو چرواہا بادشاہ کی مقرر کردہ سزا سے ڈرتا ہے وہ کبھی ممنوعہ علاقہ کے اردگرد مویشی کو نہیں چرائے گا بالکل اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے صحیح معنوں میں ڈرتا ہے وہ کبھی بھی مشکوک کام نہیں کریگا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ مشکوک کام کا کرنا اس سے یقینی گناہ کرا دیگا اور اس طرح وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیگا۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عذاب الٰہی کا اصل سبب عموماً مشکوک کاموں کا کرنا ہوتا ہے، نہ مشکوک کام کرے اور نہ اس کے نتیجے میں یقینی گناہ کر کے عذاب الٰہی میں گرفتار ہو۔

(اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ) تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو۔ اہل کتاب نے باوجود دلائل و براہین کے ظاہر ہو جانے کے اسلام قبول نہیں کیا، اور اس سے پہلے بھی وہ عجیب وغریب قسم کی مجرمانہ حرکتیں کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو ان کی ان قبیح حرکات کے ذکر کے بعد فرمایا کہ اے ایمان والو، تم ان اہل کتاب کی طرح نہ ہو جانا، بلکہ صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا اور اس حالت میں مرنا کہ تم مسلم ہو۔ اس آیت میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صحیح معنوں میں ڈرنے والا ہی مسلم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ "تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو" ایک خاص رمز ہے۔ کسی انسان کو نہیں معلوم کہ اس کی موت کب آئے گی، موت کسی وقت بھی ناگہانی طور پہ آسکتی ہے، ایسی صورت میں اگر وہ پہلے سے مسلم نہیں ہوا اور اچانک اسے موت آگئی تو وہ کس طرح ایک مسلم کی موت مریگا۔ موت کے وقت مسلم ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت مسلم ہو تاکہ جس وقت بھی اچانک موت آئے تو وہ اس وقت مسلم ہو۔ اللہ تعالےٰ کے اس حکم کا منشاء یہی ہے کہ انسان تمام زندگی ایسی حالت میں گذارے کہ وہ مسلم ہو، تمام عمر ایسی حالت میں گذارے کہ وہ نیک عمل کر رہا ہو تاکہ جس وقت بھی اُسے موت آئے نیک عمل ہی اس کے آخری عمل ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ (صحیح بخاری کتاب القدر باب العمل بالخواتیم جزء ۸ ص۱۵۲) — اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا) سب مل کر اللہ تعالےٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور فرقے فرقے نہ بنو۔

اللہ تعالیٰ کی رسّی سے مراد کتاب اللہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا وَاِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ اَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلٰى ضَلَالَةٍ (وَفِیْ رِوَايَةٍ وَاَهْلُ بَيْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَيْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَيْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَيْتِیْ) (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی ابن ابی طالب جزء ۲ ص۳۶۲)

خبردار ہو جاؤ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے ایک اللہ عزوجل کی کتاب ہے، وہ اللہ کی رسّی ہے، جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اُسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوگا اور (دوسری بھاری چیز) میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں (یعنی اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی سے مراد کتاب اللہ ہے یعنی قرآن مجید اور حدیث نبوی اس لئے کہ کتاب اللہ کا اطلاق حدیث پر بھی ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زیدؓ بن خالد فرماتے ہیں:۔

كُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اِلَّا — ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا:

قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهٗ وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاْذَنْ لِيْ قَالَ قُلْ قَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، ثُمَّ سَاَلْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَعَلٰى امْرَاَتِهِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا اُنَيْسُ عَلٰى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا (صحیح بخاری کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة جزء ۸ صـ۲۰۸ وصحیح مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی جزء ۲ صـ۵۳)

(اے اللہ کے رسول) میں آپ کو اللہ تعالےٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ فرمادیں۔ پھر اسکا (فریق) مخالف کھڑا ہوا اور وہ اس سے زیادہ سمجھ دار تھا۔ اس نے کہا آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ فرمادیجئے اور مجھے (بیان کرنے کی) اجازت دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو۔ اس نے کہا: میرا لڑکا اس کے ہاں مزدوری کرتا تھا اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ میں نے اس کی طرف سے فدیہ میں سو بکریاں اور ایک غلام (اس کو) دیا۔ پھر میں نے (کچھ) اہل علم لوگوں سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن ہو گا اور اس کی بیوی کو سنگسار کیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ضرور تمہارے درمیان اللہ جل ذکرہٗ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ سنو بکریاں اور غلام واپس کیا جائیگا۔ تمہارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن ہوگا اور اے انیس، تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ، اگر وہ زنا کا اعتراف کرے تو اُسے سنگسار کردو۔ انیس صبح کو اس کے پاس گئے۔ اس نے اعتراف کیا۔ انیس نے اسے سنگسار کر دیا۔

اس واقعہ میں جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قرآن مجید میں نہیں ہے تاہم آپ نے فیصلہ کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق کہا جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب سے حدیث بھی مراد ہوتی ہے۔

الغرض کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید اور حدیث نبوی دونوں ہیں یعنی کتاب اللہ سے مراد اللہ تعالےٰ کا دین ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۔

(الشوریٰ ۔ ۱۳)

اللہ نے تمہارے لئے دین کا واضح راستہ مقرر کیا، (وہی راستہ) جس راستہ کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور (اے رسول) جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم کو، موسیٰ کو اور عیسیٰ کو دیا تھا (اور ہم نے ان کو یہ بھی حکم دیا تھا) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رسّی سے اللہ تعالےٰ کا دین مراد ہے۔ اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ دین کو مضبوطی سے پکڑے رہنا ضروری ہے۔ اس میں اختلاف و افتراق حرام ہے، دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا یہ امر ممنوع ہے۔ دین کو فرقہ وارانہ مذاہب میں تقسیم کر کے فرقے فرقے بن جانا یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۶۰)

(اور اے رسول) جو لوگ اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور فرقہ فرقہ بن جائیں آپ کو ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، پھر (قیامت کے دن) وہی انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے رہے تھے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دین کو تقسیم کر کے فرقوں میں بٹ جائیں ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ ایک ہی چیز کو ایک فرقہ حلال کہے اور دوسرا حرام کہے۔ ایک کام ایک فرقہ کے ہاں سنت ہو اور دوسرے فرقے کے ہاں سنت نہ ہو، ہر فرقہ اپنے اپنے مسئلہ پر اڑ جائے اور قرآن مجید و حدیث نبوی کے واضح دلائل مل جانے کے بعد بھی اپنی غلطی سے رجوع نہ کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنا نہیں ہے بلکہ اپنے اپنے فرقہ وارانہ مذاہب کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس کے ڈانڈے شرک سے جا ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○

(الروم ۔ ۳۱ و ۳۲)

اور مشرکوں میں سے نہ ہو جانا (یعنی) ان لوگوں میں سے (نہ ہو جانا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے بن گئے، تمام فرقے جو (فرقہ وارانہ مذہب) ان کے پاس ہے اسی میں مگن ہیں۔

اہل کتاب نے کھلے دلائل آجانے کے بعد بھی اپنے فرقہ وارانہ مذاہب سے رجوع نہیں کیا اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول کے فرمان کو محض اپنے مذہب کی خاطر تسلیم نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝

اور اہل کتاب متفرق نہیں ہوئے مگر کھلی دلیل کے آجانے کے بعد۔

(لم یکن الذین کفروا ۔ ۴)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان کو اپنے مذہب کی وجہ سے تسلیم نہ کرنا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمین کو اس فعل قبیح سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

(آل عمران ۔ ۱۰۵ و ۱۰۶)

اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آجانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے، ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔ (یہ عذاب اس دن ہوگا) جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے، جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہونگے (اُنسے کہا جائیگا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا تھا؟ (پھر ان سے کہا جائیگا) جو کفر تم کرتے رہے تھے اب اس کے عذاب کا مزا چکھو۔

اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ میں انہی لوگوں کی طرف اشارہ ہے جن لوگوں نے فرقے بنائے اور کھلے دلائل آنے کے بعد بھی اختلاف پر جمے رہے گویا وہ ایمان لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے۔ ایمان تو اس بات پر لائے کہ اسلام حق ہے، قرآن مجید اور حدیث نبوی حق ہے لیکن جب قرآن مجید اور حدیث نبوی سے اسلام کی کوئی چیز انہیں بتائی گئی تو اپنے فرقہ وارانہ مذہب کی خاطر اسے تسلیم نہیں کیا گویا انہوں نے قرآن مجید اور حدیث نبوی پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود قرآن مجید اور حدیث کا انکار کیا یعنی اسلام پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود انہوں نے اسلام کا انکار کیا۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی کا انکار اسلام کا انکار ہے اور اسی کا نام کفر ہے۔

الغرض سورۂ روم اور سورۂ آل عمران کی مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ فرقہ بندی کا نتیجہ شرک بھی ہے اور کفر بھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ (آل عمران ۔ ۱۹)

بے شک دین (حق) تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو آپس میں اختلاف کیا تو ایسی حالت میں اختلاف کیا کہ (اختلافی امور کے سلسلہ میں) ان کے پاس (دین کا یقینی) علم آچکا

تھا، (پھر) محض آپس کی ضد کی وجہ سے (وہ اس اختلاف پر جمے رہے اور اللہ کی آیات کا انکار کیا) اور جو شخص اللہ کی آیات کا انکار کرے تو (وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ) اللہ جلد حساب لینے والا ہے (اور پھر اس کفر کی سزا دینے والا ہے)

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اپنے فرقہ وارانہ مذاہب کی خاطر محض ہٹ دھرمی سے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے نصوص صریحہ کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اسلام کی خاطر اپنے فرقہ وارانہ مذہب کو چھوڑ دیتے، اختلاف کو ختم کر دیتے لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں ہدایت کیسے مل سکتی ہے۔ ہدایت تو اسلام میں ہے نہ کہ اس کے باہر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَإِنْ حَآجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَٰبَ وَالْأُمِّيِّـۧنَ ءَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَٰغُ وَاللَّهُ بَصِيرٌۢ بِالْعِبَادِ ○
(آل عمرٰن ۔ ۲۰)

پھر (اے رسول) اگر یہ لوگ آپ سے جھگڑیں (اور بحث مباحثہ کریں) تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے اور میری اتباع کرنے والوں نے تو اللہ تعالےٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے (ہم تو بس دین اسلام ہی کو حق سمجھتے ہیں) اور (اے رسول) آپ اہل کتاب اور ناخواندہ لوگوں سے کہیئے: "کیا تم اسلام قبول کرتے ہو" اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو ہدایت یاب ہو جائیں گے اور اگر وہ (اسلام سے) منہ موڑیں تو آپ کی ذمہ داری سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ آپ (دین اسلام ان تک) پہنچا دیں، اللہ (اپنے) ان بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے اور فرقہ بندی سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ اللَّهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَأَنْ تُنَاصِحُوا مَنْ وَلَّاهُ اللَّهُ أَمْرَكُمْ وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ

اللہ تمہارے لئے تین باتیں پسند کرتا ہے اور تین باتیں ناپسند کرتا ہے۔ جن چیزوں کو تمہارے لئے پسند فرماتا ہے وہ یہ ہیں کہ (۱) تم صرف اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو (۲) تم سب مل کر اللہ کی رسّی

السُّوَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ (صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب النہی عن کثرۃ المسائل عن غیر حاجۃ جزء اول ص۶۱)

کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو اور (۳) جس کو اللہ تمہارے امر کا والی بنا دے (یعنی جس کو اللہ تمہارا امیر بنا دے) (اس کی خیر خواہی کرو اور جن چیزوں کو اللہ تمہارے لئے ناپسند کرتا ہے وہ یہ ہیں (۱) قیل وقال (۲) سوال کی کثرت اور (۳) مال کا ضائع کرنا۔

اللہ تعالےٰ سب کو ایک امت ایک جماعت دیکھنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ امت اختلاف کر کے فرقوں میں بٹ جائے۔ اللہ تعالےٰ کو اختلاف سخت ناپسند ہے، وہ نہیں چاہتا کہ کسی قسم کا اختلاف باقی رہے۔ اختلاف کے سدّباب کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی شریعت نازل فرمائی اور جب اختلاف پیدا ہوا تو اس کو ختم کرنے کے لئے از سر نو نبی بھیج کر پھر سب کو ایک مرکز پر لانے کا انتظام کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا۔

(یونس ۔ ۱۹)

اور (اے رسول پہلے) سب لوگ ایک جماعت تھے، پھر انہوں نے اختلاف کیا (تو مختلف فرقے وجود میں آئے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ. وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

(البقرۃ ۔ ۲۱۳)

(پہلے) سب لوگ ایک جماعت تھے (ان میں کوئی فرقہ نہیں تھا) پھر (جب انہوں نے اختلاف کیا اور فرقے بنا لئے تو) اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر (ان کی اصلاح کے لئے) بھیجا اور ان نبیوں کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کر دے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور یہ اختلاف بھی محض آپس کی ضد میں آ کر ان لوگوں نے کیا تھا جن کو کتاب دی گئی تھی، پھر جو لوگ (ان دلائل پر) ایمان لے آئے اللہ نے ان کو اپنے حکم سے اس امر حق میں جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے راہ حق دکھا دی اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے (یعنی جو خلوص کے ساتھ

راہ حق کا طلب گار ہوتا ہے اللہ اس کو راہ حق دکھا دیتا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اختلاف کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا (صحیح بخاری کتاب فی الخصومات باب ما یذکر فی الاشخاص جزء ۳ ص ۱۵۸ وکتاب بدء الخلق جزء ۴ ص ۲۱۳ وروی مسلم نحوہ فی صحیحہ فی کتاب العلم فی باب النہی عن اتباع متشابہ القرآن جزء ۲ ص ۴۶۲)

اختلاف نہ کرو تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اختلاف کیا لہٰذا وہ ہلاک و برباد ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو گورنر بنا کر یمن کی طرف روانہ فرمایا تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر جزء ۴ ص ۷۹ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی الامر بالتیسیر جزء ۲ ص ۷)

آسانی پیدا کرنا، سختی میں مبتلا نہ کرنا، خوشخبری سنانا، نفرت نہ پیدا کرنا، اتفاق رکھنا، اختلاف نہ کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ فَقُوْمُوْا عَنْهُ۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب کراہیۃ الاختلاف جزء ۹ ص ۱۳۶ وصحیح مسلم کتاب العلم باب النہی من اتباع متشابہ القرآن جزء ۲ ص ۴۶۱)

قرآن کو پڑھتے رہو جب تک تمہارے دل اس پر متفق رہیں اور جب اس میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو پھر اٹھ جایا کرو۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

مندرجہ بالا حدیث سے ظاہر ہے کہ اختلاف برداشت نہیں حتیٰ کہ قرآن مجید کے درس و تدریس کو ملتوی کیا جا رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اختلاف شدت اختیار کر کے ذہنوں میں پیوست ہو جائے، پھر ضد و ہٹ دھرمی سے جڑ پکڑ جائے اور اس کا دور کرنا مشکل ہو جائے، اگر ایسے وقت اختلاف کو وہیں چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوں تو اختلاف کی نوعیت سرسری ہو گی، ایسا اختلاف مزید غور و فکر سے خود بخود دور ہو جاتا ہے۔

الغرض اختلاف و افتراق کی سخت ممانعت ہے۔ اتحاد موجب رحمت ہے، اختلاف کبھی موجب

رحمت نہیں ہوسکتا بلکہ اختلاف تو باعث عذاب وہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ○ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ○

(هود - ۱۱۸ و ۱۱۹)

لوگ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے، مگر جس پہ آپ کے ربّ کا رحم ہوجائے (بس وہی اختلاف سے بچ جائیگا) اور اُس نے تو اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے (کہ ان پر اپنا رحم وکرم کرے لیکن لوگ اختلاف کرکے اپنے آپ کو رحم وکرم کے بجائے دوزخ کا مستحق بنا لیتے ہیں) تو اے رسول، اس طرح آپ کے رب کی وہ بات پوری ہوکر رہے گی (جو وہ پہلے کہہ چکا ہے) کہ وہ ضرور دوزخ کو جنات اور انسانوں سے بھر دیگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ○

(الانعام - ٦٥)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیج دے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں فرقہ فرقہ بنا کر ایک دوسرے سے الجھا دے اور آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے، (اے رسول) آپ دیکھئے ہم (کس کس طرح الفاظ) بدل بدل کر اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔

اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک جماعت دیکھنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ○

(المؤمنون - ۵۲)

اور (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت بلاشبہ ایک ہی جماعت ہے (تم فرقے فرقے نہ بن جانا) میں تمہارا (واحد) ربّ ہوں لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِن بَعْدِهِم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَلَٰكِنِ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ وَمِنْهُم مَّن كَفَرَ ۔

(البقرة - ۲۵۳)

اور اگر اللہ چاہتا تو نبیوں کے بعد آنے والے لوگ کھلی نشانیوں کے آنے کے بعد (ان نشانیوں کو تسلیم کرلیتے اور) آپس میں نہ لڑتے (لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا) بلکہ اختلاف پر جمے رہے پھر ان میں سے بعض لوگ ایمان لے آئے (اور حق کو

تسلیم کرلیا) اور بعض (نے پھر بھی) انکار کیا، (یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ہوتا رہا)۔

جو لوگ ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کرتے ان کا ایمان لانا مشکل ہوتا ہے۔ یہ ضد اور ہٹ دھرمی کا لازمی نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اور یہی اس کی مشیت ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی رسی، اللہ تعالےٰ کے دین یعنی قرآن مجید اور حدیث شریف کو مل کر مضبوطی سے پکڑ لینے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور اسی میں عافیت ہے، اسی میں فرقہ بندی کا سدّباب ہے، یہی وہ مشترک چیز ہے جس پر عقیدتاً تمام فرقے متفق ہیں، یہی وہ قدر مشترک ہے جس پر عمل کر کے وہ پھر ایک ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید کی یہی دعوت ہے کہ اسی مشترک چیز کی طرف لوٹو، اللہ پرستی اختیار کرو، شخصیت پرستی چھوڑ دو، اختلاف اور فرقہ بندی کی ابتداء شخصیت پرستی ہی سے ہوتی ہے۔ کسی شخص سے عقیدت مندی جب غلو کی اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کے قول و فعل کو حق ہی نہیں بلکہ معیار حق تسلیم کر لیا جائے تو یہ عقیدتمندی شخصیت پرستی کے مترادف ہے۔ یہ اس کی عبادت ہے اور یہ کھلا شرک ہے۔

الغرض اقوال الرجال اور بزرگان دین کے فتوے فرقہ بندی کو روک نہیں سکتے بلکہ ان کو پکڑے رہنا فرقہ بندی کو قائم رکھنا ہے۔ بزرگان دین معیار حق نہیں بن سکتے، معیار تو بس اللہ تعالیٰ کی رسّی، اللہ تعالیٰ کی وحی یعنی قرآن مجید اور حدیث نبوی ہے۔ اگر بزرگان دین کو معیار حق تسلیم کر لیا جائے تو بے شمار معیار وجود میں آجائیں گے۔ اسی طرح اگر اپنے آباء و اجداد کو معیار حق بنا لیا جائے تو بھی لاتعداد معیار بن جائیں گے۔ معیار کا لاتعداد ہونا ہی اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ یہ معیار حق نہیں۔ معیار حق ایک ہوتا ہے، کئی نہیں ہوتے۔ جن لوگوں نے بہت سے معیار تسلیم کر لئے ان میں فرقے بنتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا دین اسلام ایک تھا لیکن فرقہ بندی کی وجہ سے کئی اسلام بن گئے۔ کیا ان سب کو باوجود کثیر اختلاف کے اسلام کہا جا سکتا ہے، ہرگز نہیں۔ صحیح اسلام کی طرف آنے کی ایک ہی صورت ہے کہ سب مل کر قدرِ مشترک کی طرف لوٹیں، صرف اسلام کو اپنا دین مانیں اور اپنے کو صرف مسلم کہیں۔ قدرِ مشترک کی طرف دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○

(آل عمران۔ ۶۴)

(اے رسول، اللہ کے راستہ کی طرف انہیں دعوت دیجئے، ان سے) کہئے: اے اہل کتاب، ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں پھر (اے ایمان والو) اگر یہ اس بات کی

سے منہ موڑیں تو ان سے کہدو (کہ اے اہل کتاب)
تم گواہ رہنا کہ ہم تو مسلم ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قدرِ مشترک کی طرف لوٹنے والے اور بزرگان دین کو اپنا رب نہ بنانے والے ہی مسلم ہیں۔ قدرِ مشترک کی طرف اللہ تعالےٰ نے ابتداء میں دعوت دی تھی اسی قدرِ مشترک کی طرف اللہ تعالےٰ کی آج بھی دعوت ہے قرآن مجید کی آیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ بس سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور فرقے نہ بناؤ۔

فرقوں کے وجود کا باعث فرقہ وارانہ مذہب بھی ہوتے ہیں اور فرقہ وارانہ امتیازی نام بھی ہوتے ہیں۔ سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑ لینے کا حکم دے کر اللہ تعالےٰ نے فرقہ وارانہ مذاہب کو اصولاً جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا اور "وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اور قُوْلُوْا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ" کا حکم دے کر فرقہ وارانہ ناموں پر ضرب کاری لگادی گویا اللہ تعالےٰ نے حکم دے دیا کہ ایمان والوں کا نام بھی ایک ہونا چاہیئے اور دستور العمل بھی ایک ہونا چاہیئے سب اپنے کو مسلم کہیں اور سب قرآن مجید اور حدیث شریف کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔

تمام فرقے مانتے ہیں کہ واجب التعمیل قانون شرعی وہی ہے جو قرآن مجید اور حدیث نبوی میں ہے لیکن اس زبانی اقرار کے باوجود عملاً وہ اس اصول کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کا زندہ ثبوت موجودہ فرقوں کا وجود ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل کی گہرائیوں سے یہ اصول تسلیم نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دل میں کوئی چور ہے جو عملاً اس اصول کو تسلیم کرنے سے باز رکھے ہوئے ہے۔ وہ چور کیا ہے؟ وہی عقیدت مندی، اپنے فرقہ وارانہ مذاہب سے بے پناہ محبت، اور ہٹ دھرمی، قرآن مجید اور حدیث نبوی کو تسلیم کرنے سے دل میں ایک قسم کا انقباض۔ پہلے اس چور کو نکال کر پھینکنا ضروری ہے، جب تک یہ چور دل میں رہے گا دل کبھی اپنے مذہب سے بالاتر ہو کر سوچنے کی طرف مائل نہیں ہوگا۔

کسی بزرگ سے عقیدتمندی درحقیقت ایک ایسا پوشیدہ شرک ہے جس کے وجود کا شعور نہیں ہوتا اور اس طرح انسان غیر شعوری طور پر اس بزرگ کی پرستش کرتا رہتا ہے۔ اسی پوشیدہ شرک کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(التوبة - ۳۱)

انہوں نے اللہ کے علاوہ اپنے علماء اور مشائخ کو اور عیسیٰ بن مریم کو بھی (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک اِلٰہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (اور جو الٰہ نہیں وہ رب یا معبود کیسے ہو سکتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں)

اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی رسّی جیسا کہ پہلے لکھا گیا اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین ہے۔ ہمیں صرف ایک چیز پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (الاعراف - ۳)

(اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے ربّ کی طرف سے نازل کی گئی ہے (بس) اسی کی پیروی کرو اور اس کے علاوہ ولیوں کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

اگر تمام فرقوں کا آیت زیر تفسیر اور اس آیت پر عمل ہو جائے تو پھر سب ایک ہو سکتے ہیں۔ یہ آیت گویا آیت زیر تفسیر کی تشریح ہے۔

فرقہ بندی کے سلسلہ میں اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) فرقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تعلق نہیں اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہی حکم دیا ہے،

(۲) فرقہ بندی سے شرک اور کفر کی راہیں کھلتی ہیں،

(۳) اختلاف و افتراق موجب ہلاکت اور عذاب الٰہی کی ایک صورت ہے۔

ان نتائج کا کھلا تقاضا یہ ہے کہ امّت کو فرقہ بندی سے بچنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ مُتَفَرِّقَةٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (رواہ احمد۔ بلوغ الامانی جزء ۱۸ ص ۱۲۱ وروی الحاکم نحوہ وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ ص ۲۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ایک خط کھینچا پھر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر اس کے دائیں اور بائیں چند خطوط کھینچے اور فرمایا، یہ (ایسے) متفرق راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (الانعام - ۱۵۳) : بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے، بس اس کی پیروی کرو اور ان راستوں پر نہ چلنا ورنہ تم اللہ کے راستے سے علیحدہ ہو جاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطوط کھینچے تھے ان کا نقشہ یہ ہے۔

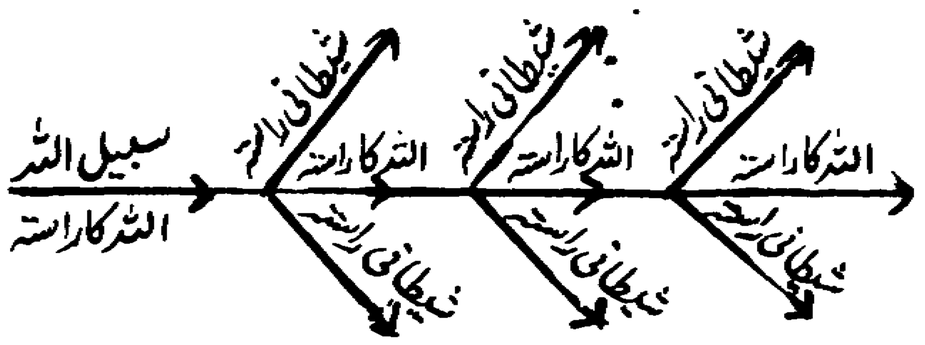

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں:۔

كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِيْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَآءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهٗ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا؟ قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا. قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ جزء ۹ ص۶۵ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن جزء ۲ ص۱۳۴)

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں اس خوف سے کہ کہیں شر میں نہ مبتلا ہو جاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کے متعلق سوال کرتا تھا۔ (ایک دن) میں نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، ہم جاہلیت میں مبتلا تھے، برائیوں میں (گھرے ہوئے) تھے، اللہ نے اس خیر (یعنی اسلام) سے ہمیں مشرف فرمایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" میں نے پوچھا "کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہے"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں لیکن اس میں کدورت ہوگی"، میں نے پوچھا "کدورت کیا ہوگی"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسے لوگ بھی ہوں گے جو میرے طریقہ کے بجائے دوسرے طریقوں کی طرف راہ نمائی کریں گے، تم ان کی بعض باتوں کو اچھا سمجھو گے اور بعض باتوں کو بُرا سمجھو گے"، میں نے کہا "کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں، لوگ (اس طرح گمراہی پھیلائیں گے) گویا (کہ وہ) دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بلا رہے ہیں، جو اُن کی پکار پر لبیک کہے گا وہ اُسے جہنم میں ڈال دیں گے"۔ میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ کچھ ان کی صفت ہم سے بیان فرما دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ ہماری ہی قوم کے لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں باتیں کریں گے"۔ میں نے پوچھا "اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو مجھے آپ کس بات کا

حکم دیتے ہیں ؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہیں جماعت المسلمین اور اُن کے امام سے چمٹے رہنا ہوگا۔" "میں نے پوچھا اگر نہ جماعت المسلمین ہو اور نہ اُن کا امام (تو میں کیا کروں)؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسی حالت میں تم تمام فرقوں سے علیٰحدہ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتیٰ کہ جب تمہیں موت آئے تو اسی حالت میں موت آئے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت المسلمین اور فرقے علیٰحدہ علیٰحدہ چیزیں ہیں۔ فرقوں کو جماعت المسلمین نہیں کہا جا سکتا۔ فرقوں میں ہرگز شامل نہیں ہونا چاہئے خواہ جماعت المسلمین ہو یا نہ ہو، فرقوں سے علیٰحدہ ہونے کی وجہ سے اگر اتنی مصیبت آجائے کہ کھانے کے لئے کچھ نہ ملے اور درخت کی جڑیں چبانی پڑیں تو درخت کی جڑیں چبا چبا کر اپنی زندگی پوری کر دینی چاہیئے لیکن فرقوں میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔

فرقہ بندی کی ممانعت کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا) وہ وقت یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور اب تم اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے (وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا) اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو دوزخ سے بچا لیا (تو کیا اب تم فرقہ بندی پیدا کر کے پھر ایک دوسرے کے دشمن بننا چاہتے ہو اور کیا تم فرقہ وارانہ مذاہب اختیار کر کے اور دین اسلام کو چھوڑ کر دوزخ میں جانا چاہتے ہو۔ اے ایمان والو، تمہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ دین اسلام ایک بہت بڑی نعمت ربّانی ہے، اس دینِ اسلام کی برکت سے تم میں محبت پیدا ہو گئی، تم ایک دوسرے کے بھائی بن گئے لہٰذا اسے ہرگز نہ چھوڑو اور فرقہ وارانہ مذاہب اختیار نہ کرو) (كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ) اللہ تعالےٰ اپنی آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے تاکہ تم ہدایت پر گامزن رہو، (اگر تم نے اس نصیحت پر عمل نہیں کیا اور فرقہ وارانہ مذاہب بنا لئے تو ہدایت مل جانے کے بعد پھر ہدایت سے محروم ہو جاؤ گے)۔

آیت کے آخری حصے سے پہلی بات تو یہ ثابت ہوئی کہ فرقہ بندی سے آپس میں دشمنی پیدا ہوتی ہے اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ فرقہ بندی کے باعث اسلام کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور دوزخ میں جانا یقینی ہو جاتا ہے سوائے اس صورت کے کہ فرقہ بندی سے تائب ہو کر پھر اللہ کی رسّی یعنی اسلام کو مضبوطی سے پکڑ لے۔

عمل

اے لوگو، صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈریئے، زندگی بھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہیئے تاکہ جس وقت بھی موت آئے آپ مسلم ہوں۔

اے لوگو، اسلام یعنی قرآن مجید وحدیث نبوی کو مضبوطی سے پکڑے رہیئے، فرقے نہ بنائیے، فرقوں میں شامل نہ ہوئیے، فرقوں سے دور رہیئے، فرقہ وارانہ مذاہب اختیار نہ کیجئے ورنہ یہ آپ کو اسلام سے دور کر کے دوزخ میں پہنچادیں گے۔

اے لوگو، آپس میں محبت والفت، اتحاد واتفاق اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، فرقے بنا کر اس نعمت سے اپنے آپ کو محروم نہ کیجئے۔

اے لوگو، اگر آپ ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کی بس ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کی وحی سے چمٹے رہیئے اس سے آگے بڑھ کر کسی اور چیز کو اختیار نہ کیجئے ورنہ آپ ہدایت سے محروم ہوجائیں گے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى
الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ تم میں ایک جماعت (ایسے لوگوں کی) ہونی چاہیئے جو لوگوں کو خیر کی دعوت دیں، اچھے کام کا حکم دیں اور بُرے کام سے روکیں، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ﴿۱۰۴﴾

معانی ومصادر (يَدْعُوْنَ) دَعَا، يَدْعُوْ، دُعَاءٌ ودَعْوٰى (ن) پکارنا، بلانا۔
(يَنْهَوْنَ) نَهٰى، يَنْهٰى، نَهْيٌ (ف) منع کرنا، روکنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو حکم دیا کہ ان میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو خیر کی دعوت دے، اسلام کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔

مسلمین کا فرض ہے کہ وہ ایسی جماعت تشکیل دیں جو ان فرائض کو کما حقہٗ پورا کر سکے۔ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک تو خلافت علی منہاج النبوت کا قیام۔ خلافت علی منہاج النبوت کے قائم ہونے کے بعد صاحب اقتدار لوگوں کا یہ فرض ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کریں، لوگوں کو نیک کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ
الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ○

(الحج ۔ ۴۱)

یہ (مسلمین) وہ لوگ ہیں کہ اگر اللہ زمین میں ان کو استحکام وغلبہ عطاء فرمائے تو یہ نماز کو قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، نیک بات کا حکم دیں اور بُری بات سے روکیں اور (اپنے تمام کاموں کے نتیجہ کو اللہ پہ چھوڑ دیں اس لئے کہ) تمام کاموں کا انجام

(تو بس) اللہ کے اختیار میں ہے۔

حکومت کی طرف سے ایک ایسے محکمہ کا قیام بھی اسی ذیل میں آتا ہے جس محکمہ کے تحت مبلّغین، معلّمین، واعظین اور محتسبین کی ایک باقاعدہ جماعت تبلیغ اسلام اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض انجام دے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر حکومت نہ ہو تو مسلمین کو یہ کام خود سنبھالنا چاہئے، انہیں خود اپنے میں سے ایسے چند آدمی مقرر کرنے چاہئیں جو اجتماعی طور پر اس فریضہ کو انجام دیں۔ اس سلسلہ میں علماء کی ایک جماعت کا معاشرہ میں ہر وقت موجود رہنا بھی ضروری ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ○

(التوبة - ۱۲۲)

ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر جماعت میں سے چند لوگ دین (کا علم حاصل کرنے اور اس) میں سمجھ پیدا کرنے کے لئے نکلیں، پھر جب وہ (علم دین میں سمجھ پیدا کر لیں تو اپنی) جماعت کے لوگوں کی طرف لوٹیں اور انہیں (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں تاکہ وہ (اللہ کی نافرمانی سے) بچیں۔

تعلیم و تعلّم کے انتظام سے حکومت کو یا عامۃ المسلمین کو کسی وقت بھی غافل نہیں رہنا چاہئے کیونکہ تعلیم و تعلّم کا انتظام آیت زیر تفسیر کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) (جو لوگ اپنے معاشرہ میں ایسی جماعت کا قیام عمل میں لائیں جو خیر کی دعوت دے اور امر معروف و نہی عن المنکر کے فرائض انجام دے تو ایسے ہی لوگ درحقیقت فلاح و بہبود سے بہرہ اندوز ہونے والے ہیں)۔ کامیابی اور منزل مقصود سے ہمکنار ہونے والے یہی لوگ ہیں۔

نوٹ:۔ تبلیغ اور امر معروف اور نہی عن المنکر انفرادی طور پر بھی ضروری ہے اور اجتماعی طور پر بھی ضروری ہے۔ اس مضمون کی تفصیل ہم انشاء اللہ سورۃ التوبہ کی آیت ۷۱ کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

عمل

اے ایمان والو، ایسی جماعت کا قیام عمل میں لائیے جو آپ کے معاشرہ میں تبلیغ اسلام کرے، لوگوں کو نیک بات کا حکم دے اور بُری باتوں سے روکے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَ
اخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ
الْبَيِّنٰتُ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ
وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ
وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ
فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ
تَكْفُرُونَ ﴿۱۰۶﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ
ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ

اللّٰهِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ
اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ
وَمَا اللّٰهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِينَ ﴿۱۰۸﴾
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُورُ ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آجانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے، ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے ﴿۱۰۵﴾ (یہ عذاب اس دن ہوگا) جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے، جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائیگا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ (پھر ان سے کہا جائے گا) جو کفر تم کرتے رہے تھے اب اس کے عذاب کا مزا چکھو ﴿۱۰۶﴾ اور جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں (شاداں وفرحاں) ہوں گے (اور) اس رحمت میں وہ ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۰۷﴾ (اے رسول) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو حق کے ساتھ ہم آپ کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں (تاکہ لوگ گمراہی سے بچ جائیں) اللہ اہل عالم پر ظلم کرنا نہیں چاہتا (کہ بغیر ہدایت کا راستہ بتائے ان کو گمراہی کی سزا دے) ﴿۱۰۸﴾ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور سب کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں (لہذا اسی کو مالک سمجھو، اور اسی کو کارساز سمجھو، یہی کامیابی کا راستہ ہے) ﴿۱۰۹﴾

معانی ومصادر (تَبْيَضُّ) اِبْيَضَّ، يَبْيَضُّ، اِبْيِضَاضٌ (باب افعلال) سفید ہونا (مادہ۔ ب ی ض ہے)

(اِسْوَدَّتْ) (تَسْوَدُّ) اِسْوَدَّ، یَسْوَدُّ، اِسْوِدَادٌ (باب افعلال) سیاہ ہونا۔

تفسیر سورۂ آل عمران کی آیت ۱۰۳ میں اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کو فرقہ بندی سے بچنے کا حکم دیا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پھر اُسی چیز کو دوہرایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: اے ایمان والو، (وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے فرقے بنا لئے تھے اور کھلے دلائل آنے کے بعد بھی اختلاف پر جمے رہے تھے۔

اس آیت میں جن لوگوں کی طرف خاص طور پر اشارہ پایا جاتا ہے وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا اِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوْا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَّاِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ، ثِنْتَانِ وَ سَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ (رواہ ابوداؤد عن معاویۃ فی کتاب السنۃ فی باب شرح السنۃ جزء ۲ ص ۲۸۳ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص ۶۱)

خبردار ہو جاؤ، اہل کتاب میں سے جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور یہ ملت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر دوزخ میں (جائیں گے) اور ایک جنت میں (جائے گا) اور وہ جماعت ہو گی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ اللہ تعالےٰ اس امت کو تنبیہ کرتا ہے کہ وہ فرقوں میں تقسیم نہ ہوں بلکہ اتفاق و اتحاد کے ساتھ اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ امت بھی کئی حصوں میں تقسیم ہو جائے گی، گذشتہ امت بہتر حصوں میں تقسیم ہوئی تھی اور یہ امت تہتر حصوں میں تقسیم ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ ہوا، یہ امت کئی حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے اور ہر حصہ اپنے اپنے مذہب پر مگن ہے، ان حصوں میں بہتر حصے دوزخی ہیں اور صرف ایک جنتی ہے اور وہ اس حدیث کے مطابق جماعت ہے۔

اس حدیث میں جماعت کا مضاف الیہ مذکور نہیں ہے لیکن دوسری حدیثوں میں مضاف الیہ مذکور ہے اور وہ مسلمین ہے وہ جماعت جو جنت میں جائے گی مسلمین کی جماعت ہو گی، باقی دوسرے حصے اس نام سے موسوم نہیں ہوں گے اور نہ وہ اس کے اہل ہوں گے کہ اس نام سے موسوم ہوں۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ؟ قَالَ

(شر اور فرقہ بندی کے زمانہ کی خبر دیتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی (کہ اس زمانہ میں) تمہیں جماعت المسلمین اور ان کے

فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعة جزء ۹ ص۶۵ وصحیح مسلم کتاب الامارة باب الامر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن جزء ۲ ص۱۳۴)

امام سے چمٹے رہنا ہوگا۔ میں نے پوچھا اگر نہ جماعت المسلمین ہو اور نہ (ان کا) امام ہو (تو میں کیا کروں)؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام فرقوں سے علیٰحدہ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتی کہ جب تمہیں موت آئے تو اسی حالت میں موت آئے (کہ تم سب سے علیٰحدہ ہو)۔

اس حدیث میں جماعت کا مضاف الیہ مسلمین موجود ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تمام فرقے کسی اور نام سے موسوم ہوں گے، وہ جماعت المسلمین نہیں ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف جماعت المسلمین سے چمٹنے کا حکم دیا ہے اور ان فرقوں سے علیٰحدہ رہنے کا حکم دیا ہے حتی کہ آپ نے فرمایا اگر جماعت المسلمین نہ ہو تو تب بھی ان فرقوں سے دور رہنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:۔

فَاَمَّا الْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ (صحیح بخاری کتاب العیدین باب اعتزال الحیض المصلی جزء ۲ ص۲۸)

حائضہ عورتیں بھی جماعت المسلمین کے ساتھ (عیدگاہ میں) حاضر رہیں، ان کی دعاؤں میں شریک ہوں لیکن نماز پڑھنے کی جگہ سے علیٰحدہ رہیں۔

اس حدیث میں بھی جماعت کا مضاف الیہ مسلمین موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالطَّاعَةُ لِذَوِي الْاَمْرِ وَلُزُوْمُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ (رواہ الحاکم عن جبیرؓ وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۱ ص۸۷)

تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے معاملہ میں مؤمن کا دل خیانت نہیں کرتا: اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کو خالص کرنا، امیروں کی اطاعت کرنا اور جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

اس حدیث میں بھی جماعت کا مضاف الیہ موجود ہے۔ الغرض آیت زیر تفسیر اور احادیث مذکورہ کا تقاضا یہ ہے کہ نہ تو فرقے بنانے چاہئیں اور نہ فرقوں میں شامل ہونا چاہئے بلکہ فرقہ بندی کے زمانہ میں جماعت المسلمین سے وابستہ رہنا اور فرقوں سے دور رہنا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ

جو شخص اپنے امیر کی کوئی ایسی بات دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اُسے چاہیئے کہ اس پر صبر کرے

شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورا تنکرونہا جزء ۹ ص۵۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ جزء ص۱۳۴ واللفظ للبخاری)۔

اس لئے کہ جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے علیحدہ ہوا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔
(نوٹ:۔ خط کشیدہ لفظ صرف صحیح بخاری میں ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَاسْتَذَلَّ الْاِمَارَةَ لَقِيَ اللّٰهَ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۱ ص۱۱۹)

جس نے جماعت چھوڑ دی اور امارت کی تذلیل کی وہ اللہ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ کے ہاں اس کے لئے (اپنے کو عذاب الٰہی سے بچانے کے لئے) کوئی دلیل نہیں ہوگی۔

باوجود اللہ تعالےٰ کی ممانعت کے اس امت میں بھی فرقے بنے۔ فرقے اختلاف کی بنیاد پر بنتے ہیں اور اختلاف رائے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ دینی معاملات و مسائل میں رائے دینے سے بچنا چاہیئے۔ نہ رائے ہوگی، نہ اختلاف ہوگا۔ نہ اختلاف ہوگا، نہ فرقے بنیں گے۔

کسی مسئلہ میں کسی کو رائے دینے کا اختیار ہی کب ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا دین ہے لہٰذا اس دین میں صرف اللہ تعالےٰ کی یا اس کے رسول کی بات ہی مانی جائے گی، تیسرے کی بات ہرگز نہیں مانی جائے گی۔ ہونا یہ چاہیئے کہ کسی مسئلہ میں کوئی رائے نہ دی جائے۔ جب تک کوئی دلیل نہ ملے زبان بند رکھی جائے اور جب دلیل مل جائے تو ہر شخص اس کے مطابق زبان کھولے۔ فرقہ بندی روکنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ گذشتہ امتوں میں بھی اور اس امت میں بھی نہ صرف یہ کہ کھلی دلیل نہ ملنے کی صورت میں اختلاف باقی رہا بلکہ کھلی دلیل مل جانے پر بھی اختلاف باقی رہا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ (لم یکن الذین کفروا۔ ۴)

اور (یہ جو) اہل کتاب متفرق ہوئے تھے تو کھلی دلیل آجانے کے بعد (متفرق ہوئے تھے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا

ہم نے ان کو امر (دین) کے سلسلہ میں دلیلیں

إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○

(الجاثیۃ - ۱۷)

عطاء کی تھیں لیکن وہ آپس کی ضد میں علم آجانے کے بعد بھی اختلاف پر اڑے رہے (تو اے رسول) جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان باتوں میں آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمائیگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَن يَكْفُرْ بِآيٰتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ○

(آل عمران - ۱۹)

بے شک دین تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو آپس میں اختلاف کیا تو ایسی حالت میں کیا کہ (اختلافی امور کے سلسلہ میں) ان کے پاس (دین کا یقینی) علم آچکا تھا (پھر) محض آپس کی ضد کی وجہ سے (وہ اس اختلاف پر جمے رہے، اللہ کی آیات کا انکار کیا) اور جو شخص اللہ کی آیات کا انکار کرے تو (وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ) اللہ جلد حساب لینے والا ہے (اور پھر اس کو کفر کی سزا دینے والا ہے)۔

مندرجہ بالا آیات اور آیت زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل کتاب کھلے دلائل کے باوجود اپنے اختلاف پر جمے رہے۔ اپنے فرقہ وارانہ مذہب کو نہیں چھوڑا۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ) یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے عذاب عظیم ہے (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ) یہ عذاب عظیم انہیں اس دن دیا جائیگا جس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے اور یہ دن قیامت کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ○ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ○ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ○ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ○ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ○

(عبس - ۳۸ تا ۴۲)

بہت سے چہرے اس دن چمک رہے ہوں گے، خنداں اور شاداں ہوں گے، اور بہت سے چہروں پر اس دن گرد و غبار پڑا ہوگا، (مزید برآں) ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی، یہ کافر اور گنہ گار ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ○ تَظُنُّ أَن

اس دن بہت سے چہرے تر و تازہ ہوں گے، وہ اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے اور بہت سے

يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ○ (القیٰمة - ۲۲ تا ۲۵)

چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے وہ خیال کر رہے ہوں گے کہ ان پر کوئی بڑی آفت آنے والی ہے جو اُن کی کمر توڑ دے گی۔

آگے فرمایا (فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ) پھر جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے ان سے پوچھا جائے گا کیا تم نے ایمان لانے کے بعد (کھلے دلائل کا) انکار کیا تھا (ایمان کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم کھلے دلائل کا انکار نہ کرتے، اُنہیں بسر و چشم قبول کرتے لیکن تم نے ایسا نہیں کیا) (فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ) تو (اب) جو کفر تم نے کیا تھا اس کے بدلے عذاب کا مزا چکھو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید یا حدیث نبوی کی کسی کھلی دلیل کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے اور یہ کفر فرقہ بندی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور فرقہ بندی تقلید سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا تقلید ہی درحقیقت اس کفر کی اصل ہے۔

آگے فرمایا (وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ) جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے (یعنی جنت میں ہوں گے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِحْتَجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّةُ فَقَالَتْ هٰذِهٖ يَدْخُلُنِيْ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ وَقَالَتْ هٰذِهٖ يَدْخُلُنِيْ الضُّعَفَآءُ وَالْمَسَاكِيْنُ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِهٰذِهٖ اَنْتِ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَرُبَمَا قَالَ اُصِيْبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَقَالَ لِهٰذِهٖ اَنْتِ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا (صحیح مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ ص ۵۳۶)

دوزخ اور جنت میں بحث ہوئی۔ دوزخ نے کہا مجھ میں جبّار اور متکبر داخل ہونگے۔ جنت نے کہا مجھ میں ضعیف اور مسکین داخل ہوں گے۔ اللہ عزّوجلّ نے دوزخ سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے، تیرے ذریعہ میں جس کو چاہونگا عذاب دونگا اور جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے: تیرے ذریعہ میں جس پر چاہونگا رحم کرونگا اور تم میں سے ہر ایک کو بھر دیا جائیگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رحمت سے مراد جنت ہے۔

آگے فرمایا (هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ) وہ اس رحمت (یعنی جنت) میں ہمیشہ رہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيْئَ بِالْمَوْتِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا كَاَنَّهٗ كَبْشٌ اَمْلَحُ) حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ يَا اَهْلَ النَّارِ

جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو (اس حالت میں) لایا جائیگا گویا وہ ایک چتکبرا مینڈھا ہے یہاں تک کہ اُسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ دیا جائے گا، پھر اُسے ذبح کر دیا جائیگا، پھر ایک منادی

لَا مَوْتَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ کُلٌّ خَالِدٌ فِیْمَا هُوَ فِیْهِ) فَیَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰی فَرَحِهِمْ وَیَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰی حُزْنِهِمْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة جزء ۸ صـ ۱۴۲ وتفسیر سورة مریم وصحیح مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ صـ ۵۳۷ وصـ ۵۳۸)

ندا کریگا: اے اہل جنت اب موت نہیں آئے گی اور اے اہل دوزخ اب موت نہیں آئے گی ہر شخص ہمیشہ اُسی حالت میں رہیگا جس حالت میں وہ (اب) ہے۔ یہ سن کر جنتیوں کی خوشی اور بڑھ جائے گی اور دوزخیوں کے غم میں اضافہ ہو جائیگا۔
(نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

یہ حدیث (هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ) کی گویا تفسیر ہے۔

آگے فرمایا (تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم آپ کو پڑھ کر سُنا رہے ہیں (تاکہ لوگ اپنی آخرت کی فکر کریں) (وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ) اللہ تعالیٰ اہل جہان پر ظلم کرنا نہیں چاہتا (کہ ان کو متنبہ کئے بغیر عذاب میں مبتلا کرتے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (قٓ - ۲۹)

میرے ہاں بات بدلا نہیں کرتی اور نہ میں (اپنے) بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

(وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ) آسمان میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے، (سب چیزیں اس کی ملکیت ہیں اور سب اس کے محکوم ہیں) (وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ) اور تمام کام اسی کے طرف لوٹتے ہیں (جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، کائنات کا نظام وہی چلا رہا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ (الٓمٓ تنزیل - ۵)

وہی آسمان سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، فرقے فرقے نہ بنیئے۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی کے کھلے دلائل مل جانے کے بعد ہرگز اختلاف پر قائم نہ رہیئے۔ کھلے دلائل کا تسلیم نہ کرنا کفر ہے اور اس کفر کی اصل محرک فرقہ بندی اور فرقہ وارانہ مذاہب ہیں۔ فرقہ بندی اور فرقہ وارانہ مذاہب ختم کر دیجئے تاکہ آپ اس کفر سے بچ سکیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ
اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ
مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ (اور اے ایمان والو) جتنی امّتیں لوگوں کے لئے پیدا کی گئیں ان میں تم سب سے بہتر ہو، تم نیک کام کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر (صحیح معنوں میں) ایمان لاتے ہو، اور اگر اہل کتاب (سب کے سب) ایمان لے آتے تو ان کے لئے (بہت) اچھا ہوتا، (اگرچہ) ان میں سے چند لوگ ایمان لے آئے ہیں لیکن اکثر لوگ فاسق ہی ہیں ﴿۱۱۰﴾

معانی و مصادر (اُخْرِجَتْ) اَخْرَجَ، يُخْرِجُ، اِخْرَاجٌ (باب افعال) نکالنا۔ خراج دینا۔

تفسیر (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے ایمان والو، جتنی امتیں اب تک لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کی گئیں تم ان میں سب سے بہتر ہو، تمہاری خاص خوبی یہ ہے کہ (تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ) تم لوگوں کو

نیک کام کا حکم دیتے ہو، (وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ) بُرے کام سے روکتے ہو (وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ) اور اللہ تعالےٰ پر (صحیح معنٰی میں) ایمان رکھتے ہو۔

مؤمنین کی ان صفات کو بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

(التوبة - ۷۱)

اور (اے رسول) مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ (ایک دوسرے کو) نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے منع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائیگا، بیشک اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

ایمان باللہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی وہ صفات ہیں جن کی بنیاد پر اس امت کو بہترین امت کا خطاب دیا گیا اگر اس امت میں یہ صفات نہ پائی جائیں تو ظاہر ہے کہ پھر وہ "خیر امة" کے خطاب کی مستحق نہیں۔

آگے فرمایا (وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ) اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آئیں تو ان کے حق میں بہتر ہے۔ (قرآن مجید پر ایمان لاکر ہی وہ سرفراز اور سربلند ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید کا انکار کر کے سوائے ذلّت کے اور کچھ نہیں ملے گا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتٰبِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ جزء ۱ صفحہ ۳۲۵)

بے شک اللہ اس کتاب کے ذریعہ (بہت سی) قوموں کو سربلند کریگا اور اسی کے ذریعہ (بہت سی) دوسری (قوموں) کو ذلیل و خوار کریگا۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ بنی اسرائیل کو تمام اقوام عالم میں منتخب فرمایا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○

(البقرة - ۴۷)

اے بنی اسرائیل میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھیں (منجملہ ان کے ایک نعمت یہ تھی کہ) میں نے تمہیں تمام اقوام عالم پر فضیلت دی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○

(الدخان - ۳۲)

اور بنی اسرائیل کو ہم نے اپنے علم کی بنیاد پر اقوام عالم میں منتخب فرمایا تھا۔

پھر اس فضیلت سے بنی اسرائیل کو محروم کر دیا گیا اور امّت محمدیہ کو اس فضیلت سے نوازا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ (فاطر۔ ۳۲)

نے اپنے بندوں میں سے چن لیا تو ان میں سے کچھ (تو ایسے ہیں جو) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، کچھ (ایسے ہیں) جو میانہ روی کرنے والے ہیں اور کچھ (ایسے ہیں جو) اللہ کے حکم سے نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہیں اور یہ (نیکیوں کی طرف سبقت کرنا تو) اللہ کا بڑا فضل ہے (خوش قسمت لوگوں کو ملا کرتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج۔ ۷۸)

اس نے تم کو منتخب کر لیا ہے اور تمہارے دین میں تم پر کوئی سختی نہیں رکھی ہے۔

آگے فرمایا (وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ) (اہل کتاب کی بہتری کی ایک صورت ہے وہ یہ کہ) اگر وہ ایمان لے آئیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے (بس منصب سے ان کو محروم کر دیا گیا ہے اس کی تلافی ہو جائے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ جائیں گے) (مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ) ان میں سے (اگرچہ) بعض لوگ ایمان لے آئے ہیں لیکن (وہ بہت تھوڑے ہیں) اکثر (ایمان نہیں لائے اور وہ ابھی تک اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) نافرمان ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، صحیح معنوں میں ایمان لایئے، نیکی کا حکم دیتے رہیئے، برائی سے روکتے رہیئے اور اپنے کو بہترین امت ہونے کا اہل ثابت کیجئے۔

لَن يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ
يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ﴿١١١﴾
ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا
إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ
وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ
عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا
يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ
بِغَيْرِ حَقٍّ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا
يَعْتَدُونَ ﴿١١٢﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) یہ تمہیں کوئی (بڑا) نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے کہ تمہیں کوئی (معمولی سی) تکلیف پہنچا دیں اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر ان کو کہیں سے مدد نہیں ملے گی (۱۱۱) ان پر ذلت ڈال دی گئی ہے، یہ جہاں کہیں پائے جائیں گے (اسی ذلت میں گرفتار نظر آئیں گے) سوائے اس صورت کے کہ انہیں اللہ کی پناہ مل جائے یا لوگوں کی پناہ مل جائے۔ یہ لوگ اللہ کے غضب میں گرفتار ہیں، مزید برآں ان پر کمزوری بھی ڈال دی گئی ہے، یہ (اس بدبختی میں) اس لئے (مبتلا ہیں) کہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے رہے، انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے، (اللہ اور انبیاء کی) نافرمانی کرتے رہے اور سرکشی میں حد سے تجاوز کرتے رہے (۱۱۲)

معانی و مصادر

(اَذًی) اَذِیَ، یَاْذٰی، اَذًی و اَذَاۃٌ (س) تکلیف پہنچنا۔

(ذِلَّۃٌ) ذَلَّ، یَذِلُّ، ذُلٌّ وذِلَّۃٌ ومَذَلَّۃٌ وذَلَالَۃٌ (ض) ذلیل ہونا۔

(ثُقِفُوْا) ثَقِفَ، یَثْقَفُ، ثَقْفٌ (س) پالینا۔

(حَبْل) حَبْل = ذمّہ، پناہ، رسّی۔

بَاءَ، یَبُوْءُ، بَوْءٌ (ن) لوٹنا، اعتراف کرنا۔

(مَسْکَنَۃٌ) سَکَنَ، یَسْکُنُ، سُکُوْنٌ (ن) سَکُنَ، یَسْکُنُ، سُکُوْنَۃٌ (ك) مسکین ہونا (مَسْکَنَۃٌ = فقر و فاقہ، ذلّت و کمزوری)

(عَصَوْا) عَصٰی، یَعْصِیْ، عَصْیٌ و مَعْصِیَۃٌ (ض) نافرمانی کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیت کی تفسیر میں یہ گذر چکا ہے کہ بنی اسرائیل کو ان کی بعض فضیلتوں سے محروم کر دیا گیا اور اب ان فضیلتوں سے امت محمدیہ کو بہرہ مند کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کو امت محمدیہ کی اس خوش نصیبی پر حسد ہونا چاہیئے تھا اور وہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (النسآء۔ ۵۴)

کیا یہ (ایمان دار) لوگوں سے محض اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں (بہت کچھ) عطاء فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○

(البقرۃ ۔ ۱۰۵)

(اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے جو لوگ کافر ہیں نہ وہ چاہتے ہیں اور نہ مشرکین کہ تم پر تمہارے ربّ کی طرف سے کوئی خیر نازل ہو، حالانکہ اللہ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے (اس کی رحمت پر کسی کی اجارہ داری نہیں، جو قوم بھی مستحق ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اُسے اپنے فضل سے

نوازتا ہے) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

حسد کا تقاضا ہے کہ محسود کو نقصان پہنچایا جائے لہذا مؤمنین کو یہ اندیشہ ہو سکتا تھا کہ بنی اسرائیل ان کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے ان کی تسلّی اور ہمّت افزائی کرتے ہوئے فرمایا (لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى) اے ایمان والو، یہ تمہیں ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے کہ کوئی معمولی سی تکلیف تمہیں پہنچا دیں یا دلخراش اور طعن آمیز باتیں تمہیں سنائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

(آل عمران - ۱۸۶)

اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سُننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں۔

آگے فرمایا:۔ یہ لوگ میدان جنگ میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے (وَاِنْ يُّقٰتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ) اور اگر مقابلہ کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ (پیٹھ پھیرنے اور شکست کھانے کے بعد اگر وہ چاہیں کہ کوئی ان کی مدد کرے تو کوئی ان کی مدد نہیں کریگا (ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ) یہ لوگ جہاں کہیں پائے جائیں گے ذلیل و خوار پائے جائیں (انہیں کہیں عزت و چین کی زندگی نصیب نہیں ہوگی) سوائے اس صورت کے کہ یہ لوگ حکومت الہیّہ کے ماتحت (ذمّی کی حیثیت سے) امن و عافیت کی زندگی گذاریں یا (بصورت دیگر) دوسری حکومتیں ان کی سرپرستی کریں (اور اپنے سیاسی مقاصد کی خاطر انہیں مدد پہنچا کر اپنے زیر سایہ ترقی اور عزت کا مقام دلوادیں ان دو صورتوں کے علاوہ یہ کبھی کوئی بلند مقام یا چین و سکون کی زندگی حاصل نہیں کر سکتے یعنی اپنے بل بوتے پر یہ کبھی بھی آزادانہ حیثیت سے سربلندی حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کا چین و سکون، ترقی و کامرانی دوسروں کی مدد کی رہین منت ہو گی اور یہ مدد اگرچہ بظاہر عزت کا موجب ہو گی لیکن ایک خوددار اور باوقار نگاہ میں ذلّت ہی شمار ہو گی۔ کسی کے زیر سایہ ترقی کرنا عزت نہیں، ذلت ہے، آزادی نہیں غلامی ہے۔ غلام کے تمام کام آقا کی رضاء اور آقا کے مفاد کے لئے ہوتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے بھی تمام کام اپنے آقاؤں کی رضاء کے لئے ہوں گے، انکے مقاصد کے لئے ہوں گے، نہ کہ اپنے مقاصد اور اپنے مفاد کے لئے۔ ان کی یہ مجبوری ان کی ذلّت کے مترادف ہو گی) (وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ) یہ اللہ تعالےٰ کے غضب میں آچکے ہیں (وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ) ان پہ کمزوری کو مسلط کر دیا گیا ہے (اختیار و اقتدار سے محرومی ان کے ساتھ چمٹا دی گئی ہے، کلّی طور پر یہ اختیار و اقتدار کے مالک نہیں ہوں گے) (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ) یہ سزا انہیں اس لئے دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے رہے، نبیوں کو ناحق قتل کرتے رہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے رہے اور احکام الٰہی سے ہمیشہ سرتابی کرتے رہے۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے، ایمان لانے ہی میں دین و دنیا کا فائدہ ہے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لائیے اپنے دنیوی مفاد کی خاطر یا اپنے مذہب کی وجہ سے ان کا انکار نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات پر اپنے مفاد کو قربان کر دیجئے، اللہ تعالیٰ کی آیات کو تسلیم کیجئے، اپنے مذہب کو چھوڑ دیجئے اور مسلم بن جائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کیجئے۔ اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیجئے، اس کے حکم سے سرتابی نہ کیجئے۔

اے لوگو، آپ وہ کام نہ کیجئے جو یہودیوں نے کئے تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی ان کی طرح عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں اور ذلیل و رسوا ہوں۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ
قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ
وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ
فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾
وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

ترجمہ (لیکن) یہ سب یکساں نہیں ہیں، ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو (حق پر) قائم ہیں، رات کے اوقات میں اللہ کی (کتاب، قرآن مجید کی) آیات تلاوت کرتے ہیں اور (اللہ کے آگے) سجدہ ریز ہوتے ہیں ﴿۱۱۳﴾ یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں، بُرے کاموں سے روکتے ہیں اور

نیکیوں کی طرف بڑی سرعت (کے ساتھ سبقت) کرتے ہیں، یہی لوگ (دراصل) صالحین میں سے ہیں (۱۱۴) جو نیکی یہ کر رہے ہیں اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی (ان کا تقویٰ وخلوص) اللہ (پر پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ) متقین (اور مخلص لوگوں) سے بخوبی واقف ہے (۱۱۵)

معانی ومصادر (اٰنَآءٌ) ۔ اَنًی کی جمع، دن یا دن کا جزء۔
(خَیْرٰت) (خَیْر) خَارَ، یَخِیْرُ، خَیْرٌ (ض) خیر والا ہونا، خیر والا بنانا۔ (خَیْرٌ) نیکی، مال۔ خَیْرَات = خَیْرَۃٌ کی جمع، نیکیاں)۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ اہل کتاب ہمیشہ سے بدکردار اور بداطوار رہے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب میں سے اچھے لوگوں کو مستثنیٰ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَیْسُوْا سَوَآءً) سب اہل کتاب برابر نہیں (مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ) ان میں بعض ایسے بھی لوگ ہیں جو (حق پر) قائم ہیں، (اللہ کی کتاب پر ایمان لے آئے ہیں) اور (یَتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰہِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَھُمْ یَسْجُدُوْنَ) رات کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور (پھر بیساختہ والہانہ انداز میں) سجدہ میں گر پڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ○ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ○ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا ○
(بنی اسرآءیل - ۱۰۷ تا ۱۰۹)

اس سے پہلے جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا (وہ تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور) جب یہ (قرآن) پڑھ کر ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے (اور وہ وعدہ پورا ہو گیا، وعدہ کے مطابق قرآن آگیا) اور (یہ کہہ کر) وہ (پھر) روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل (سجدے میں) گر پڑتے ہیں اور (اس قرآن کے ذریعہ) ان کی عاجزی وانکساری اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔

(یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ) یہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور روز قیامت پر بھی ایمان رکھتے ہیں، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں، بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہیں (وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ) یہ لوگ صالحین میں سے ہیں۔ (وَمَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْہُ) جو نیکیاں یہ کر رہے ہیں ان کی ناقدری نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ضرور انہیں قبول فرمائیگا (وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ) اللہ تعالیٰ متقیوں سے خوب واقف ہے (لہٰذا متقیوں کی نیکیاں ہرگز ضائع نہیں کریگا) اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا قول نقل فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ○
(المآئدۃ - ۲۷)

اللہ تو بس متقیوں کی نیکی قبول فرماتا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ متقیوں کی نیکیاں قبول کرتا ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ متقیوں کو نہ جانے، ان کی نیّت، تقوے اور خلوص سے ناواقف ہو۔ اللہ تعالیٰ تو ہر شخص کی نیت اور تقوے سے واقف ہے لہٰذا وہ اہل کتاب کے متقی لوگوں سے بھی واقف ہے اور ان کی نیکیاں قبول فرماتا ہے۔ انہی نیک لوگوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ ○ اُولٰٓئِكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ ○

(القصص ۔ ۵۲ تا ۵۵)

جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی (ان میں جو سنجیدہ لوگ ہیں) وہ تو اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جب ان کے سامنے ہمارا (کلام) پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، بے شک یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے، ہم تو اس (کے نازل ہونے) سے پہلے ہی مسلم تھے ان لوگوں کو دگنا اجر دیا جائیگا اس لئے کہ یہ لوگ (ایمان لانے کے بعد ہر قسم کی تکلیف پر) صبر کرتے رہے ہیں۔ (مزید برآں یہ لوگ) برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے نام پر) خرچ کرتے ہیں، اور جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں اور (اس طرح) کہتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے لئے اعمال تمہارے لئے ہیں (ہمارا تو) تم کو سلام ہے ہم نادانوں کو (خطاب کرنا) نہیں چاہتے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ ، وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ

(الرّعد ۔ ۳۶)

اور (اے رسول) جن لوگوں کو ہم نے (آپ سے پہلے) کتاب دی تھی (اور جو صحیح معنوں میں اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں) وہ تو اس کتاب سے بہت خوش ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور بعض گروہ اس کی بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

(اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے بعض ایسے

مَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ خٰشِعِيۡنَ لِلّٰهِ
لَا يَشۡتَرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيۡلًا اُولٰٓئِكَ
لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ
الۡحِسَابِ ○

(آل عمران - ۱۹۹)

بھی ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں، اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو تم پر نازل ہوئی اور اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو اُن پر نازل ہوئی، وہ اللہ کے آگے عاجزی کرتے ہیں، اللہ کی آیات کو بیچ کر تھوڑی سی قیمت حاصل نہیں کرتے ایسے لوگوں کے لئے ان کے ربّ کے پاس ان کا اجر ہے، بیشک اللہ جلدی حساب لینے والا ہے۔

عمل

اے لوگو، آیات زیرِ تفسیر میں جن اہل کتاب کی توصیف کی گئی ہے آپ بھی انہی کی طرح اللہ تعالےٰ اور یوم آخرت پر ایمان لائیے، قرآن مجید پر ایمان لائیے اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کیجئے۔ نیک کاموں کا حکم دیجئے، بری باتوں سے منع کیجئے اور نیکیوں کی طرف سبقت کیجئے۔

اے لوگو، تقویٰ اختیار کیجئے تاکہ آپ کی نیکیاں بارگاہ الٰہی میں قبول ہوں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ
أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ
شَيْئًا وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ ﴿١١٦﴾ مَثَلُ مَا يُنفِقُونَ فِي
هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ
فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا
أَنفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ
وَلَٰكِنْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٧﴾

ترجمہ جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ (کے عذاب) سے بچانے میں ذرا سا بھی کام نہیں آسکتے، یہ لوگ دوزخی ہیں اور دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۱۶﴾ جو کچھ یہ دنیا کی زندگی میں خرچ کر رہے ہیں (وہ کفر و شرک کی وجہ سے اس طرح برباد ہو جاتا ہے) جس طرح سرد ہوا (جب) ان لوگوں کی

کھیتی پر جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں پہنچتی ہے تو اسے برباد کر دیتی ہے، اللہ ان پر ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں (کہ کفر و شرک کر کے اپنا نقصان کر رہے ہیں) (۱۱۷)

معانی و مصادر

(تُغْنِی) اَغْنٰی، یُغْنِیُ، اِغْنَاءٌ (باب افعال) کام آنا، کفایت کرنا۔
(صِرٌّ) صِرٌّ = سخت سردی یا سخت آواز۔

تفسیر

اوپر اہل کتاب کے ان لوگوں کا ذکر تھا جو ایمان لے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ان کے اعمال بارگاہ الٰہی میں قبول ہوں گے، ان کے اعمال کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے انجام بد اور ان کے اعمال کی بربادی کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا) جن لوگوں نے کفر کیا ان کے مال اور ان کی اولاد ان کو اللہ سے بچا نہیں سکتے، ایسے لوگ یقیناً عذاب میں گرفتار ہوں گے (وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ) یہ لوگ دوزخی ہیں اور دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا یُقْضٰی عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ○
(فاطر۔ ۳۶)

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے، نہ ان کے متعلق (موت کا) فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ مر ہی جائیں اور نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہی کی جائے گی (الغرض) ہر ناشکرے کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ یَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ (وفی روایۃ لمسلم کُلٌّ خَالِدٌ فِیْمَا هُوَ فِیْهِ) (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ جزء ۸ ص ۱۴۲ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب النار یدخلہا الجبارون جزء ۲ ص ۵۳۷ و ص ۵۳۸)

(قیامت کے دن موت کو ذبح کرنے کے بعد) ایک منادی ندا کریگا: اے اہل جنت اب موت نہیں آئے گی، اے اہل دوزخ اب موت نہیں آئے گی ہر شخص ہمیشہ اسی حالت میں رہیگا جس حالت میں وہ (اب) ہے۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَثَلُ مَا یُنْفِقُوْنَ فِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ) جو مال یہ کافر اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں (بربادی کے لحاظ سے) اس کی مثال ایسے لوگوں کی کھیتی کے مانند ہے جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب اس کھیتی پر سرد ہوا چلتی ہے تو اُسے برباد کر دیتی ہے اسی طرح کفر اُن کے دئے ہوئے مال کو برباد کر دیتا ہے۔ جس طرح اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے اپنی کھیتی سے کچھ نفع حاصل نہیں کر سکتے اسی طرح کافر اپنے خرچ کئے ہوئے مال سے کچھ نفع حاصل نہیں کر سکتے۔

اس آیت میں

۱۔ اعمال کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے اور

۲۔ کفر کو سرد ژالہ بار ہوا سے تشبیہ دی گئی ہے۔

جس طرح سرد ژالہ بار ہوا کھیتی کو برباد کر دیتی ہے اسی طرح کفر اعمال کو برباد کر دیتا ہے۔ کھیتی لہلہاتی ہوئی بڑی خوشنما معلوم ہوتی ہے، اسی طرح کافروں کے اعمال بھی بظاہر بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ جس طرح کھیتی کا لہلہانا اسے بربادی سے نہیں بچا سکتا اسی طرح کافروں کے اعمال کا خوشنما ہونا انہیں بربادی سے نہیں بچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِکَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا کَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا ۝

(الکھف ۔ ۲-۱ تا ۱۰۶)

کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ میرے بندوں کو میرے علاوہ (اپنا) کارساز بنائیں (اور انہیں کوئی سزا نہ ملے) بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے (اے رسول آپ ان سے کہئے) کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اعمال کے لحاظ سے کون سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں (یہ وہ لوگ) ہیں جن کی دنیا کی زندگی کی تمام کوششیں ضائع ہو گئیں اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ربّ کی آیات اور (قیامت کے دن) اس سے ملاقات کا انکار کیا تھا لہٰذا ان کے تمام اعمال ضائع ہو گئے اور ہم ان کے لئے (قیامت کے دن) کوئی ترازو قائم نہیں کریں گے یہ (یعنی) جہنم ان کی سزا (کی جگہ) ہے اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً یُعْطٰی بِهَا فِی الدُّنْیَا وَیُجْزٰی بِهَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُطْعَمُ بِحَسَنٰتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَةِ لَمْ تَکُنْ لَّهٗ حَسَنَةٌ یُجْزٰی بِهَا۔

(صحیح مسلم کتاب صفة القیامة والجنة والنار باب جزاء المؤمن بحسناته فی الدنیا والاخرة جزء ۲ صـ۵۲۲)

اللہ مؤمن پر کسی بھی نیکی کے سلسلہ میں کوئی ظلم نہیں کریگا۔ دنیا میں بھی اُسے اس نیکی کا بدلہ دیا جائیگا اور آخرت میں بھی اُسے اس نیکی کا بدلہ دیا جائیگا۔ رہا کافر تو جو نیکیاں اس نے اللہ کے لئے کی ہوں گی ان کا بدلہ اسے دنیا میں دیدیا جائیگا یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کا بدلہ اسے دیا جائے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخرت کے لحاظ سے کافر کے تمام اعمال بیکار ہیں۔ کفر نے اس کے تمام اعمال کو اخروی

فلاح اور بہبود کے لحاظ سے بالکل رائیگاں کر دیا۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی خیرات کو کھیتی کی مثال دی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے رہے۔ اس کھیتی میں سے نہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کیا اور نہ ان لوگوں کے حقوق کو ادا کیا جن کے حقوق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر واجب الادا کئے گئے تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انہی لوگوں کی کھیتی برباد ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام سے سرتابی کرتے ہیں۔ ان کی بداعمالی کی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے اور ان کی کھیتی کو تباہ برباد کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے لوگوں کا ایک قصہ بھی قرآن مجید میں بیان کیا ہے :۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝

(القلم - ۱۷ و ۱۸)

(اور اے رسول) ہم نے ان لوگوں کی اسی طرح آزمائش کی ہے جس طرح ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب انہوں نے قسمیں کھا کھا کر کہا ہم صبح ہوتے ہی ضرور اس (کے تمام پھلوں) کو توڑ لیں گے لیکن انہوں نے اِنْشَآءَ اللہ نہیں کہا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۝

(القلم - ۲۳ - ۲۴)

پھر وہ چلے اور چپکے چپکے یہ کہتے جا رہے تھے کہ آج کوئی مسکین اس باغ میں داخل ہو کر تم تک نہ پہنچنے پائے۔

ان باغ والوں کے دو قصور تھے :۔

پہلا قصور تو یہ تھا کہ انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا گویا وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ :۔

عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ۝ (۲۵) وہ اپنے ارادہ پر قادر ہیں۔

دوسرا قصور ان کا یہ تھا کہ وہ اس میں سے مسکینوں کو ان کا حق دینا نہیں چاہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی ان باتوں کو ناپسند کیا اور ان کے باغ کو راتوں رات تباہ کر کے رکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۝

(القلم - ۱۹ و ۲۰)

نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سو رہے تھے کہ آپ کے رب کی طرف سے ایک بلائے ناگہانی نے اس میں چکر لگایا اور وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (القلم - ۳۳)

(دیکھو) عذاب اس طرح (آیا کرتا ہے) اور آخرت کا عذاب تو (اس سے بھی) زیادہ بڑا ہے، کاش یہ لوگ جانتے۔

آیت زیر تفسیر کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ) اللہ تعالےٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا، نہ وہ کفر کرتے اور نہ ان کے اعمال برباد ہوتے۔

باغ والوں نے انشاء اللہ نہیں کہا، اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حق ادا نہیں کیا لہذا ان کے باغ تباہ و برباد کر دئے گئے۔ کافروں کے عمل کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ کیونکہ وہ ایمان نہیں لائے بلکہ کفر کرتے رہے۔ لہذا آخرت میں انکی کھیتی کو اسی طرح برباد کر دیا جائیگا جس طرح باغ والوں کا باغ ان کی ناشکری اور بندوں کی حق تلفی کی وجہ سے برباد کر دیا گیا۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے صدقہ اور خیرات کو کھیتی سے تشبیہ دی اور کفر کو سرد ہوا سے، جس طرح سرد ہوا کھیتی کو برباد کر دیتی ہے اسی طرح کفر صدقہ و خیرات کو ضائع کر دیتا ہے۔

الغرض آیت زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح ظالم لوگوں کی کھیتی برباد ہو جاتی ہے اسی طرح کافروں کے اعمال اُخروی جزاء کے لحاظ سے برباد ہو جاتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، کفر نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ کی ناشکری نہ کیجئے، اپنی کھیتی میں سے اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کیجئے اور اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی بداعمالی اور بدنیتی کی وجہ سے آپ کی کھیتی ضائع ہو جائے یا آپ کے کفر کی وجہ سے آپ کے نیک اعمال ضائع ہو جائیں اور آپ آخرت میں خالی ہاتھ پہنچیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً
مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّواْ
مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ ٱلْبَغْضَآءُ مِنْ
أَفْوَٰهِهِمْ وَمَا تُخْفِى صُدُورُهُمْ
أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ ٱلْءَايَٰتِ إِن
كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١١٨﴾ هَٰٓأَنتُمْ أُولَآءِ
تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ
بِٱلْكِتَٰبِ كُلِّهِۦ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوٓاْ ءَامَنَّا
وَإِذَا خَلَوْاْ عَضُّواْ عَلَيْكُمُ ٱلْأَنَامِلَ

مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ
عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۱۱۹﴾ إِنْ
تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ
تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَإِنْ
تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ
شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿۱۲۰﴾

ترجمہ اے ایمان والو، مؤمنین کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا رازداں نہ بناؤ، کافر تمہیں نقصان پہنچانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے، وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم تکلیف میں مبتلا ہو، ان کی زبانوں سے (تمہارے لئے) بغض شدید ظاہر ہو چکا ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے، اگر تم میں عقل ہے (تو تم اس بات کو سمجھ گئے ہو گے) ہم نے آیات کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے ﴿۱۱۸﴾ یہ تو تم ہی ہو کہ ان سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے محبت نہیں کرتے، تم (ان کی کتاب اور دوسری) تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہو (لیکن وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں لاتے، ان کا تو یہ حال ہے کہ) جب تم سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو غیظ (وغضب) کے عالم میں اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اپنے غصے میں مر جاؤ (تمہارے دلی بغض وعداوت کو اللہ اچھی طرح جانتا ہے) بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کا

جاننے والا ہے (۱۱۹) (اے ایمان والو) اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں بری معلوم ہوتی ہے اور اگر تمہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو اس سے وہ خوش ہوتے ہیں اور (اے ایمان والو) اگر تم صبر و استقامت سے کام لو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو تو ان کا مکر و فریب تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا، بے شک جو کچھ (سازشیں) یہ کر رہے ہیں اللہ ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے (۱۲۰)

معانی و مصادر

(بِطَانَة) بَطَنَ، يَبْطُنُ، بَطْنٌ (ن) پوشیدہ ہونا (بِطَانَةٌ = رازداں) (يَأْلُوْنَ) اَلَا، يَالُوْا، اِلْوٌ وَاُلُوٌّ وَاُلِيٌّ (ن) دیر لگانا، کمی کرنا۔ (خَبَالًا) خَبَلَ، يَخْبُلُ، خَبْلٌ (ن) بگاڑ پیدا کرنا۔ (خبال = بربادی، فساد، نقصان)۔ (وَدُّوْا) وَدَّ، يَوَدُّ، وُدٌّ وَوِدَادٌ وَوَدَادَةٌ وَمَوْدِدَةٌ وَمَوَدَّةٌ وَمَوْدُوْدَةٌ (ف) محبت کرنا۔ (عَنِتُّمْ) عَنِتَ، يَعْنَتُ، عَنَتٌ (س) گناہ کرنا، مشقت میں پڑنا۔ (بَدَتِ) بَدَا، يَبْدُوْ، بُدُوٌّ وَبَدَاءٌ وَبَدَاوٌ وَبَدَاءَةٌ (ن) ظاہر ہونا۔ (اَلْبَغْضَآءُ) بَغَضَ، يَبْغُضُ، بَغَاضَةٌ (ن ك س) بغض رکھنا (بَغْضَآءُ = شدید بغض)۔ (عَضُّوْا) عَضَّ، يَعَضُّ، عَضٌّ (ف) دانت سے پکڑنا۔ (اَنَامِل) اَنَامِل = اُنْمُلَةٌ کی جمع، انگلی کی پوریں۔ (غَيْظُ) غَاظَ، يَغِيْظُ، غَيْظٌ (ض) غصہ دلانا۔ (تَسُؤْهُمْ) سَآءَ، يَسُوْءُ، سَوْآءٌ وَسُوْءٌ وَمَسَآءٌ وغیرہ (ن) رنج پہنچانا۔ (كَيْدٌ) كَادَ، يَكِيْدُ، كَيْدٌ (ض) تدبیر کرنا، مکر کرنا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ) اے ایمان والو، اپنے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا رازداں نہ بناؤ (مسلم کے علاوہ کسی دوسرے پر اپنا راز ظاہر نہ کرو) (لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا) تمہیں تباہ و برباد کرنے (کے معاملہ) میں یہ (ویسے ہی کسی قسم کی) کوتاہی نہیں کرتے (راز معلوم ہو جائیگا تو تمہیں نقصان پہنچانے کا انہیں اور اچھا موقع مل جائے گا) (وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ) یہ تو چاہتے ہیں کہ تم مصیبت و مشقت میں مبتلا ہو جاؤ (قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ) ان کے مونہوں سے تمہارے لئے بغض شدید ظاہر ہو چکا ہے، (ان کی زبانیں ہر وقت تمہارے خلاف زہر اگلتی رہتی ہیں اور یہ تو کچھ بھی نہیں) (وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ) جو بغض ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے (قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ) اے ایمان والو، ہم نے اپنی آیات کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے اگر تم میں عقل ہو گی تو تم سمجھ جاؤ گے (کہ ہمارے اس حکم میں کیسی کیسی مصلحتیں پوشیدہ ہیں، کسی عقل مند آدمی کا یہ کام نہیں کہ اپنے راز کو اپنے دشمنوں پر ظاہر کرے) (هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ) تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم ان سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے محبت نہیں کرتے (وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ) تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (جن میں

ان کی کتاب بھی شامل ہے لیکن وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں رکھتے) (وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا) جب وہ تم سے ملتے ہیں تو (یونہی جھوٹ) تم سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں (وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ) لیکن جب وہ تنہائی میں چلے جاتے ہیں (تو ان کے بغض کا یہ عالم ہوتا ہے کہ) غصہ میں اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں (ان کا بس نہیں چلتا کہ کسی طرح تم کو نیست و نابود کر دیں) اے رسول (قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اے کافرو تم اسلام کی ترقی سے یونہی غصہ میں جلتے بھنتے رہو، (تمہارے دلوں میں جو بغض و عناد ہے اُسے تم اللہ تعالےٰ سے نہیں چھپا سکتے) (اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ) اللہ تعالیٰ دل کے بھیدوں سے واقف ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو متنبہ کیا ہے کہ کافر تمہارے دوست نہیں ہو سکتے، تمہیں بھی ان سے دوستی نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۲۳)

اے ایمان والو، اگر تمہارے آباء (و اجداد) اور تمہارے بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو ان کو دوست نہ بناؤ اور (خبردار ہو جاؤ کہ) تم میں سے جو لوگ ان کو دوست بنائیں گے وہ (یقیناً) ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَا اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○

(الممتحنۃ ۔ ۱)

اے ایمان والو، اگر تم میرے راستہ میں جہاد کرنے اور میری رضاء کی جستجو میں (اپنے گھروں سے) نکلے ہو تو میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو (اپنا) دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں، وہ رسول کو اور تم کو صرف اس وجہ سے نکالتے ہیں کہ تم اپنے ربّ اللہ پر ایمان لائے ہو، تم چپکے چپکے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو۔ تم میں سے جو شخص (آئندہ) ایسا کرے گا وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي

اللہ تم کو ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے

الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(الممتحنة - ۹)

جنہوں نے دین (کے معاملہ) میں تم سے جنگ کی، تم کو تمہارے گھروں سے نکالا، اور تمہارے نکالنے میں (تمہارے مخالفین کی) مدد کی اور جو لوگ ان لوگوں سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(المجادلة - ۲۲)

(اے رسول) آپ ایسی قوم نہیں پائیں جو اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں، یہ (ایمان والے) وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کو تحریر کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کو مدد دی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اللہ ان سے خوش، وہ اللہ سے خوش ہوں گے، یہی لوگ اللہ کا لشکر ہیں (اور) خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائے گا۔

آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ دشمنوں کو دوست نہ بنائے، ان پر اپنے رازوں کو ظاہر نہ کرے اور ان سے پوری طرح ہوشیار رہے۔

آگے فرمایا (اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا) (اے ایمان والو، ان کافروں کا تو یہ حال ہے کہ) اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں بری محسوس ہوتی ہے اور اگر تمہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں، (کیا تم ایسے دشمنوں کو اپنا دوست بناؤ گے، نہیں تمہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے) (وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا) (تم ان کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے فکرمند نہ ہو، بلکہ صبر و استقامت سے صراط مستقیم پر گامزن رہو اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرو) اگر تم ثابت قدم رہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے تو یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، ان کی کوئی تدبیر تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی (اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ) جو تدبیریں یہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے (لہٰذا وہ کبھی اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ

اور اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے

الْاُمُوْرِ ○ (اٰل عمران - ۱۸۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(یوسف - ۹۰)

عزم وہمت کے کام ہیں۔

جو شخص بھی تقویٰ اختیار کرے اور صبر واستقامت کے ساتھ (نیکیاں کرتا) رہے تو اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

(اٰل عمران - ۲۰۰)

اے ایمان والو، (خود بھی) ثابت قدم رہو اور (دوسروں کو بھی) ثابت قدم رکھو، مورچوں پر ڈٹے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

عمل

اے ایمان والو، کافروں کو اپنا رازدار نہ بنایئے، انہیں ایسے عہدوں پر فائز نہ کیجئے جن کے ذریعہ وہ فوجی اور سیاسی راز معلوم کرلیں اور پھر آپ کو نقصان پہنچائیں۔

اے ایمان والو، صبر واستقامت سے کام لیجئے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے۔ اگر آپ نے صبر واستقامت سے کام لیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے تو کافر آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

جنگ اُحُد

آگے آنے والی آیات میں اللہ تعالیٰ نے جنگ احد کے حالات بیان کئے ہیں۔ ذیل میں ہم جنگ اُحد کا ایک مختصر خاکہ پیش کر رہے ہیں تاکہ متعلقہ آیات کو سمجھنے میں مدد ملے۔

جنگ کا سبب

جنگ بدر[1] میں مسلمین کو فتح حاصل ہوئی[2] اور کفار نے شکست کھائی۔ اس شکست کا بدلہ لینے کے لئے[3] کفار نے مسلمین پر حملہ کیا۔[4]

مؤمنین کو خوشخبری و تسلّی

اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کو کافروں کے حملہ کی خبر دی اور ساتھ ہی تسلّی بھی دی کہ اللہ تعالےٰ تین ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا بلکہ اگر کافروں نے جوش کے ساتھ حملہ کیا اور تم نے صبر کیا اور اللہ سے ڈرتے رہے تو اللہ پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائیگا۔[5]

حملہ کی خبر ملتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقابلہ کے لئے صبح کے وقت مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے[6]۔ آپ کے ساتھ مؤمنین بھی تھے اور منافقین بھی۔ احد پہنچ کر منافقین جنگ سے پہلے ہی واپس چلے آئے[7]۔

مؤمنین کے دو قبیلے بنو سلمہ اور بنو حارثہ بھی بزدلی اور پست ہمتی کا شکار ہوتے ہوتے رہ گئے[8]۔

---

[1] جنگ بدر کا مفصل حال ہم انشاء اللہ العزیز سورۂ انفال کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

[2] قال اللہ تعالیٰ: وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (آل عمران - ۱۲۳)

[3] قال ابوسفیان: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۱)

[4] قال اللہ تبارک وتعالیٰ: وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ (آل عمران - ۱۲۵)

[5] قال اللہ تعالیٰ: إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ۝ بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝ (آل عمران ۱۲۴ و ۱۲۵)

[6] قال اللہ تعالیٰ: وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ (آل عمران - ۱۲۱)

[7] خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی احد رجع ناس ممن خرج معہ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ احد ۵/۱۲۲)

[8] إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا (آل عمران - ۱۲۲) قال جابرؓ نزلت هذه الآية فينا إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا بنی سلمۃ وبنی حارثۃ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ جزء ۵ ص ۱۲۳ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل الانصارؓ جزء ۲ ص ۲۰۲ واللفظ للبخاری)

جو منافقین میدان چھوڑ کر چلے گئے ان کے متعلق صحابۂ کرام میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک کہتا تھا کہ ہم ان منافقین سے بھی لڑیں گے، دوسرا کہتا تھا کہ ہم ان سے نہیں لڑیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے بطور خفگی کے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے معاملہ میں دو گروہ ہو گئے ہو۔ اللہ نے ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان (کی عقلوں) کو اوندھا کر دیا (ان کو جہاد کی توفیق نہیں دی۔ ایسے لوگوں کی طرفداری مناسب نہیں[1])۔

جنگ کی رات

اس رات کو جس کی صبح کو جنگ ہونے والی تھی حضرت جابرؓ کے والد نے حضرت جابرؓ کو بلایا اور کہا: میں سمجھتا ہوں کہ میں سب سے پہلے قتل ہونے والوں میں سے ہوں اور سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میں تم سے زیادہ عزیز کسی کو نہیں سمجھتا۔ مجھ پر کچھ قرضہ ہے اسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں سے اچھی طرح پیش آنا[2]۔

جنگ کی صبح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمنین کو مختلف مورچوں پر متعین فرمایا[3]۔

پچاس تیر اندازوں کا ایک پیدل دستہ آپ نے ایک خاص جگہ متعین فرمایا، آپ نے ان پر عبداللہ بن جبیرؓ کو امیر بنایا، پھر آپ نے ان لوگوں سے فرمایا: تم یہاں سے نہ ہٹنا اگرچہ تم دیکھو کہ ہماری فتح ہو گئی ہے اور ہم نے دشمن کو پامال کر دیا ہے جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں اور اگر تم دیکھو کہ دشمن ہم پر غالب آ گئے ہیں اور پرندے ہمارے جسموں کو نوچ نوچ کر لے جا رہے ہیں پھر بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا اور ہماری مدد کے لئے نہ آنا جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں[4]۔

---

[1] کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرقتین فرقۃ تقول نقاتلھم وفرقۃ تقول لا نقاتلھم فنزلت فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۲)

[2] قال لما حضر احد دعانی ابی من اللیل فقال ما أُرانی الا مقتولاً فی اول من یقتل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانی لا اترک بعدی اعز علیّ منک غیر نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان علی دینا فاقض واستوص باخواتک خیرًا (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ھل یخرج المیت جزء ۲ ص ۱۱۶)

[3] قال اللہ تعالیٰ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ (آل عمران - ۱۲۱)

[4] قال البراء رضی اللہ عنہ اجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیشا من الرماۃ وامّر علیھم عبد اللہ وقال لا تبرحوا ان رأیتمونا ظھرنا علیھم فلا تبرحوا وان رأیتموھم ظھروا علینا فلا تعینونا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲) جعل علی الرجالۃ یوم احد وکانوا خمسین رجلا عبد اللہ بن جبیر فقال ان رأیتمونا تخطفنا الطیر فلا تبرحوا مکانکم ھذا حتی ارسل الیکم وان رأیتمونا ھزمنا القوم واوطأناھم فلا تبرحوا حتی ارسل الیکم (صحیح بخاری کتاب الجھاد باب ما یکرہ من التنازع جزء ۴ ص ۷۹)

آغازِ جنگ

جب دونوں فوجیں صف آرا ہوگئیں تو کافروں کی طرف سے سباع نامی ایک شخص مقابلہ کے لئے نکلا۔ اس نے کہا: مجھ سے کون مقابلہ کریگا۔ مسلمین کی طرف سے حضرت حمزہ مقابلہ کے لئے نکلے۔ حضرت حمزہ نے کہا: اے سباع، اے ام انمار کے بیٹے جو عورتوں کی ختنہ کرتی تھی، کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتا ہے۔ یہ کہہ کر اس پر حملہ کیا اور گذرے ہوئے کل کی طرح اُسے ختم کردیا۔[1]

حالات جنگ

اب جنگ باقاعدہ شروع ہوگئی۔ مسلمین نے اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق کافروں کو قتل کرنا شروع کردیا اور اس قدر قتل کیا کہ ان کو پامال کرڈالا۔ مسلمین کو ظاہر خواہ فتح حاصل ہوئی۔[2]

کفار شکست کھاکر بھاگے، ان کی عورتوں کی یہ حالت تھی کہ پنڈلیوں پر سے دامن اٹھائے تیزی سے پہاڑ کی طرف بھاگ رہی تھیں۔ پنڈلیاں کھل جانے کی وجہ سے ان کی پازیبیں نظر آرہی تھیں۔ حضرت عبداللہ ابن جبیرؓ کے دستے کے لوگوں نے جب یہ حالت دیکھی تو کہنا شروع کیا، مال غنیمت، مال غنیمت۔ تمہارا لشکر جیت گیا، اب تم کس بات کا انتظار کررہے ہو (یہ کہہ کر وہ مال غنیمت لوٹنے کے لئے جانے لگے۔) حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے انہیں بہت سمجھایا کہ ایسا نہ کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لے لیا ہے کہ یہاں سے نہ ہٹنا۔ کیا تم بھول گئے کہ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا تھا۔ انہوں نے کہا: ہم تو ضرور مال غنیمت لوٹیں گے غرض یہ کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کا کہنا نہ مانا اور مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہوگئے۔[3]

---

[1] فلما اصطفوا للقتال خرج سباع فقال هل من مبارز قال فخرج اليه حمزة بن عبد المطلب فقال يا سباع يا ابن ام انمار مقطعة البظور أتحادّ الله ورسوله صلى الله عليه وسلم قال ثم شدّ عليه فكان كامس الذاهب (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل حمزةؓ جزء ۵ ص ۱۲۸)

[2] قال الله تبارك وتعالىٰ۔ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ (آل عمران ۔ ۱۵۲) قال الله عزوجلّ مِنْ بَعْدِ مَا أَرٰىكُمْ مَا تُحِبُّونَ (آل عمران ۔ ۱۵۲)

[3] قال البراءؓ فلما لقينا هربوا حتى رأيت النساء يشتددن فى الجبل، رفعن عن سوقهن، قد بدت خلاخلهن فأخذوا يقولون: الغنيمة، الغنيمة۔ فقال عبد الله عهد الى النبى صلى الله عليه وسلم ان لا تبرحوا فأبوا فلما ابوا صرف وجوههم (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد جزء ۵ ص ۱۲)۔

وفى رواية قالوا ظهرا صحابكم فما تنتظرون قال عبد الله بن جبير أنسيتم ما قال لكم رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا لنأتين الناس فلنصيبن من الغنيمة فلما اتوهم صرفت وجوههم (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب مایکره من التنازع جزء ۴ ص ۷۹)

ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی، دنیا کی طلب میں گرفتار ہو گئے اور کمزوری اور بزدلی کا مظاہرہ کیا[1]۔

بعض لوگوں نے پھر بھی نافرمانی نہیں کی وہ دنیا کی طلب میں گرفتار نہیں ہوئے جس طرح ان کے بعض ساتھی گرفتار ہو گئے[2]۔

بہرحال دنیا طلبی اور نافرمانی کا وبال سب پر پڑا۔ مسلمین مصیبت میں مبتلا ہو گئے[3]۔ کافروں کی طرف سے مسلمین کا منہ پھر گیا[4] مسلمین کو شدید نقصان پہنچا۔ اس افراتفری میں سب سے پہلے حضرت جابرؓ کے والد شہید ہو گئے[5]

مسلمین کی یہ زبوں حالی بظاہر اس طرح واقع ہوئی کہ جب مسلمین کفار کی شکست خوردہ فوج کا تعاقب کر رہے تھے تو ابلیس ملعون چلا چلا کر مسلمین سے کہنے لگا: اے اللہ کے بندو، پیچھے کی خبر لو" (مسلمین یہ سمجھے کہ کافروں نے پیچھے سے حملہ کر دیا لہٰذا) آگے والے پیچھے کی طرف مڑے اور اپنے ہی آدمیوں سے لڑنے لگے۔ مسلمین آپس میں ایسے گتھم گتھا ہوئے کہ ایک دوسرے کو شناخت کرنا مشکل ہو گیا۔ حضرت یمانؓ پر مسلمین ٹوٹ پڑے۔ ان کے لڑکے حضرت حذیفہؓ نے بار بار چیخ چیخ کر کہا: یہ تو میرے والد ہیں۔ لیکن کسی نے کچھ نہ سنا اور حضرت یمانؓ کو قتل کر ہی دیا۔ حضرت حذیفہ نے کہا: اللہ تمہیں معاف کرے[6]۔

اس پریشانی کے عالم میں بعض مسلمین پیٹھ پھیر کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کی اپنی غلطی کی وجہ سے شیطان نے انہیں کمزور کر دیا (اور وہ بزدل ہو گئے)[7] یہ بھاگنے والے اسی پیدل دستہ کے افراد تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] قال اللہ تعالیٰ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ (آل عمران ۔ ۱۵۲) قال اللہ عزوجل مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا (آل عمران ۔ ۱۵۲)

[2] قال اللہ عزوجل: وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (آل عمران ۔ ۱۵۲)

[3] قال اللہ عزوجل: لِيَبْتَلِيَكُمْ (آل عمران ۔ ۱۵۲)

[4] قال اللہ عزوجل: ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ (آل عمران ۔ ۱۵۲)

[5] قال اللہ تبارک وتعالیٰ: فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ (آل عمران ۔ ۱۵۳) قال جابرؓ فاصبحنا فکان اول قتیل (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ھل یخرج المیت من القبر جزء ۲ ص ۱۱۱)

[6] قالت عائشہؓ لما کان یوم احد ھزم المشرکون فصرخ ابلیس لعنۃ اللہ علیہ ای عباد اللہ اُخْرٰىكُمْ فَرَجعت اولاھم فاجتلدت ھی واخراھم فبصر حذیفۃ فاذا ھو بابیہ الیمان فقال ای عباد اللہ ابی، ابی فواللہ ما احتجزوا حتی قتلوہ فقال حذیفۃ یغفر اللہ لکم (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد ۵/۱۲۵)

[7] قال اللہ تبارک وتعالیٰ: اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا (آل عمران ۔ ۱۵۵)

نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی ماتحتی میں کسی خاص جگہ متعین کیا تھا[1] یہ لوگ بھاگے چلے جا رہے تھے اور کسی کو پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میدان جنگ میں) پیچھے کھڑے ہوئے ان کو آواز دے رہے تھے (لیکن ان پر اتنی دہشت طاری تھی کہ انہوں نے کچھ نہ سنا) پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اتنی سخت آزمائش کی کہ آئندہ کیسی بھی مصیبت آئے وہ غمگین نہ ہوں (مصیبت سہنے کے عادی ہو جائیں)[2]

اس افراتفری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے[3]۔

بعض لوگوں کو بس اپنی جان کی پڑی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایام جاہلیت کے گمان جیسا گمان کر رہے تھے وہ یہ سوچ رہے تھے کہ کیا ہمارے اختیار میں کچھ ہے (حالانکہ ان کے اختیار میں کچھ نہیں تھا) ان کے دلوں میں وسوسے آ رہے تھے (ایمان متزلزل ہو رہا تھا) لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ کبھی کہتے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم کبھی یہاں قتل ہونے کے لئے نہ آتے حالانکہ ان کا خیال غلط تھا، جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا ہوتا وہ گھر میں ہونے کے باوجود (کسی نہ کسی ضرورت سے) اپنی اپنی قتل گاہوں میں پہنچ جاتے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی آزمائش مقصود تھی اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ ان کے دلوں کے خیالات کو پاک کر دے (وسوسے دور ہو جائیں اور کھوٹ نکل جائے)[4]۔

اسی حالت میں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ وہ ہتھیار پہنے ہوئے تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول میں لڑوں یا اسلام قبول کروں؟ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام لاؤ اور لڑو۔ وہ شخص مسلم ہو گیا اور برابر جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے عمل کم کیا اور اجر بہت پایا[5]۔

---

[1] قال البراءؓ جعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الرجالۃ یوم احد عبد اللہ بن جبیر واقبلوا منہزمین فذالک اذ یدعوھم الرسول فی اخراھم (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۶)

[2] قال اللہ تعالیٰ: اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ (آل عمران ۔ ۱۵۳)

[3] قال البراءؓ فلم یبق مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر اثنی عشر رجلاً (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مایکرہ من التنازع جزء ۴ ص ۸۰)

[4] قال اللہ تبارک وتعالیٰ: وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِ یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ یُخْفُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَکَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ کُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِهِمْ وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ (آل عمران ۔ ۱۵۴)

[5] قال البراء اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل مقنع بالحدید فقال یارسول اللہ اقاتل او اسلم قال اسلم ثم قاتل فاسلم ثم قاتل فقتل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل قلیلاً واجر کثیرا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب عمل صالح قبل القتال جزء ۴ ص ۲۴)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اگر میں قتل ہو جاؤں تو کہاں جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں۔ اس نے کھجوریں جو اس کے ہاتھ میں تھیں انہیں رکھ دیا، پھر خوب جنگ کی اور شہید ہو گیا [1]۔

حضرت انس بن نضر کہا کرتے تھے: (افسوس) میں بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی لڑائی میں شریک نہیں ہو سکا۔ اگر اللہ نے آئندہ جنگ کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ الغرض جب جنگ احد ہوئی تو وہ اس میں شریک ہوئے۔ جب مسلمین میں انتشار کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو کہنے لگے "اے اللہ جو کچھ مسلمین نے کیا میں تجھ سے اس کی معذرت چاہتا ہوں اور جو کچھ مشرکوں نے کیا اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔" پھر اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے۔ راستے میں حضرت سعد بن معاذؓ سے ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے: اے سعد تم کہاں جا رہے ہو مجھے تو احد پہاڑ کے سامنے سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ پھر وہ آگے بڑھے (لڑے) اور شہید ہو گئے [2]۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوئے لڑ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر حضرت سعد کو دئے اور فرمایا: اے سعد تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں، تیر چلائے جاؤ [3]۔

حضرت جبریل اور حضرت میکائیل بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دائیں بائیں کھڑے ہو کر لڑ رہے تھے۔ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بڑی شدت سے جنگ کر رہے تھے [4]۔

---

[1] قال رجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم اُحد ارأیت ان قتلت فاین انا؟ قال فی الجنۃ۔ فالقی تمرات فی یدہ ثم قاتل حتی قتل (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۱)

[2] عن انس ان عمّہ غاب عن بدر فقال غبت عن اول قتال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیرینّ اللہ ما اُجِدُّ فلقی یوم احد فهزم الناس فقال اللهم انی اعتذر الیك مما صنع هٰؤلاء یعنی المسلمین وابرأ الیك مما جاء به المشرکون فتقدم بسیفه فلقی سعد بن معاذ فقال این یا سعد انی اجد ریح الجنۃ دون احد فمضی فقتل (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء ۲ ص۱۵۵ واللفظ للبخاری)

[3] قال سعد نثل لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کنانتہ یوم احد فقال ارم فداك ابی وامی (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۳)

[4] قال سعد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد ومعه رجلان یقاتلان عنه علیهما ثیاب بیض کأشد القتال (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۳) وفی روایۃ لمسلم رأیت عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعن شماله یوم احد رجلین علیهما ثیاب بیاض ما رأیتهما قبل ولا بعد یعنی جبریل ومیکائیل (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی قتال جبریل ومیکائیل جزء ۲ ص۳۲۰)

جنگ شدت سے جاری تھی۔ دوران جنگ بعض اوقات ایسے بھی آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوائے حضرت سعدؓ اور حضرت طلحہؓ کے کوئی نہیں رہا (کوئی لڑتا ہوا کہیں نکل گیا اور کوئی کہیں)[1]

حضرت طلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لئے اپنے ہاتھ کو سپر بنا لیا تھا۔ تیر روکتے روکتے ان کا ہاتھ شل ہو گیا[2]۔

حضرت طلحہ مسلسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے رہے۔ وہ بہت بڑے تیر انداز تھے۔ کمان کو شدت کے ساتھ کھینچتے تھے۔ ان کے ہاتھ سے دو یا تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فرماتے ابو طلحہ کے لئے تیر چھوڑ جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اپنی گردن اونچی کر کے کفار کی طرف دیکھتے۔ حضرت طلحہ عرض کرتے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں آپ اونچے ہو کر نہ دیکھئے، ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر آپ کو لگ جائے۔ تیر میرے سینہ پر لگے نہ کہ آپ کے سینہ پر[3]۔

دوزخی مجاہد مؤمنین کی طرف سے ایک شخص بڑی جانبازی سے جنگ کر رہا تھا۔ مشرکین کا کوئی آدمی اسے ملتا وہ اس کا پیچھا کرتا اور اسے قتل کر دیتا۔ کسی نے کہا: آج تو ہماری طرف سے لڑائی کا حق جیسا اس شخص نے ادا کیا ہے کسی نے نہیں کیا۔ یہ سُنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ شخص دوزخی ہے"۔ ایک مسلم اسکا حال معلوم کرنے کے لئے اس کے پیچھے لگ گیا۔ جب وہ شخص لڑتے لڑتے بہت زخمی ہو گیا تو اس نے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی دھار کو اپنی چھاتی کے درمیان رکھا پھر اس پر بوجھ دے کر اپنے آپ کو قتل کر ڈالا۔ وہ شخص جو اس کے پیچھے لگا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے؟۔ اس نے کہا کہ وہ شخص خوب لڑا اور زخمی ہو گیا زخموں کی تاب نہ لا کر اس نے خودکشی کر لی[4]۔

---

[1] لم یبق مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض تلک الایام التی یقاتل فیھن غیر طلحۃ وسعد عن حدیثھما۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۴)

[2] عن قیسؓ قال رأیت ید طلحۃ شلاء وقی بھا النبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم احد (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۵)

[3] ابو طلحۃ بین یدی النبی صلے اللہ علیہ وسلم مجوّب علیہ بحجفۃ لہ وکان ابو طلحۃ رجلا رامیا شدید النزع کسر یومئذ قوسین او ثلاثًا وکان الرجل یمر معہ بجعبۃ من النبل فیقول انثرھا لابی طلحۃ قال ویشرف النبی صلے اللہ علیہ وسلم ینظر الی القوم فیقول ابو طلحۃ بابی انت وامی لا تشرف یصیبک سھم من سھام القوم نحری دون نحرک (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۵)

[4] فی المسلمین رجل لا یدع من المشرکین شاذۃ ولا فاذۃ الا اتبعھا فضربھا بسیفہ فقیل یا رسول اللہ ما اجزأ احد ھم ما اجزأ فلان فقال انہ من اھل النار.... فقال رجل من القوم لاتبعنّہ فاذا اسرع وابطأ کنت معہ حتی جرح فاستعجل الموت فوضع نصاب سیفہ بالارض وذبابہ بین ثدییہ ثم تحامل علیہ فقتل نفسہ فجاء الرجل (باقی بر ص ۲۴۱)

سات انصاریوں کی شہادت

(جنگ کی حالت ہر آن بدلتی رہتی تھی) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات انصاری اور دو قرشی جمع ہو گئے۔ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی کثیر تعداد کے ساتھ حملہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں کون ہٹائے گا، ہٹانے والے کو جنت ملے گی۔ یہ سُنکر ایک انصاری آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ کفار نے پھر شدت سے حملہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی بات کہی۔ ایک اور انصاری آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اس طرح ساتوں انصاری شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قرشیوں سے فرمایا: ہم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا (ہر مرتبہ انصاری آگے بڑھتا رہا، قرشیوں کو بھی اسی قسم کی قربانی دینی چاہیئے تھی) [1]

حضرت حمزہؓ کی شہادت

(حضرت حمزہؓ بھی شدت کے ساتھ لڑ رہے تھے) انہوں نے جنگ بدر میں طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا۔ طعیمہ کے بھتیجے جبیر بن مطعم نے چاہا کہ حضرت حمزہؓ سے انتقام لے۔ اُس نے اپنے غلام سے جس کا نام وحشی تھا کہا کہ اگر تم میرے چچا طعیمہ کے بدلہ میں حمزہ کو قتل کر دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ آزادی کے لالچ میں وحشی جنگ اُحد میں شریک ہوا اور ایک پتھر کے نیچے چھپ کر حضرت حمزہؓ کی گھات میں بیٹھ گیا۔ لڑتے لڑتے حضرت حمزہؓ وحشی کے پاس سے گذرے تو وحشی نے حضرت حمزہؓ کو اپنا ہتھیار پھینک کر مارا اور ان کی ناف کے نیچے اُسے رکھ کر اس زور سے دبایا کہ ان کے دونوں کولہوں کے پار ہو گیا (زخم اتنا شدید تھا) کہ حضرت حمزہؓ (جانبر نہ ہو سکے اور ان) کی وفات ہو گئی [2]۔

(بقیہ ف۲۴) الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال اشھد انک رسول اللہ فقال وما ذاک؟ فاخبرہ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر جزء ۵ ص۱۷ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ جزء اول ص۵۹ واللفظ للبخاری)

[1] ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افرد یوم احد فی سبعۃ من الانصار ورجلین من قریش فلما رھقوہ قال من یردھم عنا ولہ الجنۃ او ھو رفیقی فی الجنۃ فتقدم رجل من الانصار فقاتل حتی قتل ثم رھقوہ ایضا فقال من یردھم عنا ولہ الجنۃ او ھو رفیقی فی الجنۃ فتقدم رجل من الانصار فقاتل حتی قتل فلم یزل کذلک حتی قتل السبعۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لصاحبیہ ما انصفنا اصحابنا (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ احد جزء ۲ ص۱۰۱)

[2] قال وحشی انّ حمزۃ قتل طعیمۃ بن عدی ابن الخیار ببدر فقال لی مولای جبیر بن مطعم ان قتلت حمزۃ بعمّی فانت حُرّ، قال فلما ان خرج الناس عام عینین و عینین جبل بحیال احد بینہ وبینہ واد خرجت مع الناس الی القتال فلما اصطفوا للقتال . . . کمنت لحمزۃ تحت صخرۃ فلما دنا منی رمیتہ بحربتی فاضعھا فی ثنّتہ حتی خرجت من بین ورکیہ (صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوہ احد باب قتل حمزۃؓ جزء ۵ ص۱۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخمی ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس جنگ میں شدید زخمی ہوگئے۔ آپ کا آگے کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ شدت ضرب سے سرِ مبارک پر خود ٹوٹ گیا اور چہرہ مبارک زخمی ہوگیا[1]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ انور سے خون پوچھتے جاتے تھے اور (افسوس کے ساتھ) یہ فرماتے جاتے تھے کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا اور اس کا اگلا دانت توڑ دیا حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ○

(آل عمران - ۱۲۸)

(اے رسول) آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے (یہ مسلم ہو جائیں) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو عذاب میں مبتلا کر دے اس لئے کہ یہ ظالم ہیں۔ [2]

جنگ کی شدت

جب جنگ بہت شدید ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار (ہاتھ میں) لے کر فرمایا، "یہ تلوار مجھ سے کون لیتا ہے" سب نے ہاتھ پھیلا دئے۔ ہر ایک نے کہا میں لیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کون اسے لے کر اس کا حق ادا کرے گا" یہ سن کر سب پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت ابو دجانہؓ نے کہا "میں اسے لے کر اس کا حق ادا کروں گا" (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار انہیں دے دی) انہوں نے تلوار لے کر کفار پر شدت کے ساتھ حملہ کیا اور بہت سے کافروں کے سر پھاڑ دئے [3]

ان شدائد اور مصائب کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام پر تسلی نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت پر غنودگی طاری کر دی (غنودگی سے گھبراہٹ دور ہو گئی اور صحابہ کرام پھر تر و تازہ ہو گئے) اس غنودگی کے عالم میں حضرت ابو طلحہؓ کے ہاتھ سے کئی مرتبہ تلوار گر پڑی۔ وہ اُسے اٹھاتے تھے اور وہ پھر گر پڑتی تھی [4]۔

---

[1] قال سہلؓ کسرت رباعیتہ یومئذ وجرح وجهه وکسرت البیضة علی رأسه (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۳)

[2] عن انسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسرت رباعیتہ یوم احد وشج فی رأسه فجعل یسلت الدم عنه و یقول کیف یفلح قوم شجوا نبیهم وکسروا رباعیته وهو یدعوهم الی اللہ فانزل اللہ عزوجل لیس لك الامر شیء (صحیح مسلم کتاب الجهاد باب غزوۃ احد جزء ۲ ص ۱۰۲)

[3] عن انسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ سیفا یوم احد فقال من یأخذ منی هذا فبسطوا ایدیهم کل انسان منهم یقول انا انا قال فمن یأخذه بحقه قال فاحجم القوم فقال سماك بن خرشه ابو دجانة انا آخذه بحقه قال فاخذه ففلق به هام المشرکین (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابی دجانة سماك بن خرشة رضی اللہ عنه جزء ۲ ص ۳۸۴)

[4] قال اللہ تبارك وتعالیٰ: ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا یغشی طائفة منکم (آل عمران - ۱۵۴) قال ابو طلحة کنت فیمن تغشاه النعاس یوم احد حتی سقط سیفی من یدی مرارا یسقط وآخذه ویسقط فآخذه (صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ احد باب ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا جزء ۵ ص ۱۲۷)

مشرکین میں ایک شخص تھا جس نے کئی مسلمین کو آگ میں جلایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو میدان جنگ میں دیکھا) حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ سے فرمایا "(اس کو) تیر مارو"۔ انہوں نے حکم کی تعمیل میں بے پھل کا تیر اُسے مارا۔ وہ تیر اس شخص کے پہلو میں لگا۔ تیر لگتے ہی وہ گر پڑا اور مر گیا[1]۔

صحابہ کرام کافی زخمی ہو چکے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلیم اپنے دامن اٹھائے ہوئے اس حالت میں کہ ان کی پازیبیں دکھائی دے رہی تھیں اپنی پیٹھ پر مشکیں اٹھا اٹھا کر لاتی تھیں اور (زخمی) لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ جب مشکیں خالی ہو جاتیں تو پھر جا کر انہیں بھر لاتیں[2]۔

اسی طرح حضرت ام سلیطؓ بھی مشکیزہ میں پانی لا کر زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں[3]۔

حضرت ربیع بنت معوذ اور دوسری مسلم خواتین بھی زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ ان کی خدمت اور مرہم پٹی کر رہی تھیں اور زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ منورہ منتقل کر رہی تھیں[4]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہو گئے تھے۔ حضرت علیؓ ڈھال سے آپ کے زخم پر پانی ڈال رہے تھے اور حضرت فاطمہؓ زخم کو دھو رہی تھیں۔ جب خون کسی طرح نہ رُکا تو حضرت فاطمہؓ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اور اُسے جلایا، پھر اس کی راکھ کو زخم میں بھر دیا۔ راکھ کو زخم میں بھرتے ہی خون رُک گیا[5]۔

اسی اثناء میں جنگ رُک گئی ابوسفیان (جو کافروں کی فوج کے سپہ سالار تھے اور ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے)

---

[1] قال سعد کان رجل من المشرکین قد احرق المسلمین فقال له النبی صلی اللہ علیه وسلم ارم فداك ابی وامی قال فنزعت له بسهم لیس فیه نصل فأصبت جنبه فسقط (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی فضل سعد بن ابی وقاص جزء ۲ ص ۲۶۴)

[2] عن انسؓ قال رأیت عائشة بنت ابی بکر وام سلیم وانهما لمشمرتان اری خدم سوقهما تنقزان القرب علی متونهما تفرغانه فی افواه القوم ثم ترجعان فتملآنها ثم تجیئان فتفرغانه فی افواه القوم (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد جزء ۵ ص ۱۲۵)

[3] قال عمرؓ فانها کانت تنزفرلنا القرب یوم احد (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد جزء ۵ ص ۱۲۸)

[4] عن ربیع قالت کنا نغزو مع النبی صلی اللہ علیه وسلم فنسقی القوم ونخدمهم ونرد الجرحی والقتلی الی المدینة (صحیح بخاری کتاب المغازی باب رد النساء الجرحی والقتلی جزء ۴ ص ۷۱)

[5] قال سهلؓ کانت فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم تغسله وعلی یسکب الماء بالمجنّ فلما رأت فاطمة ان الماء لا یزید الدم الا کثرة اخذت قطعة من حصیر فاحرقتها والصقتها فاستمسك الدم (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد جزء ۵ ص ۱۳۰)

پہاڑی پر چڑھے اور کہا: کیا اس قوم میں محمد ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کو جواب نہ دو" ابوسفیان نے کہا: کیا اس قوم میں ابوبکر ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جواب نہ دو" پھر ابوسفیان نے کہا: کیا اس قوم میں عمر بن خطاب ہیں؟ پھر ابوسفیان نے کہا یہ سب لوگ قتل ہو گئے، اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے [1]۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ کی زبان سے بلیا ختہ یہ الفاظ نکل گئے: اے اللہ کے دشمن تو غلط کہتا ہے۔ اللہ نے تیرے غمگین کرنے والوں کو بچا لیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا: ہبل (نامی بت) کی جے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کو جواب دو" صحابہ نے پوچھا: کیا جواب دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہو "اللہ بلند و برتر ہے" ابوسفیان نے کہا: ہماری (مددگار) عزّیٰ (دیوی) ہے اور تمہاری (مددگار) عزّیٰ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: تم یہ کہو کہ ہمارا مولیٰ اللہ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔ ابوسفیان نے کہا یہ بدر کا بدلہ ہے۔ لڑائی مثل ڈول کے ہوا کرتی ہے (کبھی کسی کا نقصان اور کبھی کسی کا) تم مقتولین کے اعضاء کٹے ہوئے پاؤ گے۔ میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا البتہ میں اسے بُرا بھی نہیں سمجھتا [2]۔

مشرکین کا میدان جنگ سے کوچ

اس جنگ میں اگرچہ مسلمین کا کافی نقصان ہوا لیکن انہوں نے میدان جنگ کو نہیں چھوڑا (کافر واپس روانہ ہو گئے)۔

اسی اثناء میں بعض لوگوں نے مسلمین سے کہا کہ کفار لشکر جمع کر کے پھر حملہ کرنے والے ہیں لہٰذا ان سے ڈرو (لیکن بجائے ڈرنے اور ہمت ہارنے کے مسلمین کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔ انہوں نے کہا: اللہ ہمارے لئے کافی اور وہ اچھا کارساز ہے [3]۔

---

[1] اشرف ابوسفیان فقال "انی القوم محمد"؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجیبوہ فقال أفی القوم ابن ابی قحافۃ؟ قال لا تجیبوہ فقال انی القوم ابن الخطاب فقال ان ھؤلاء قتلوا فلو کانوا احیاء لاجابوا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۱)

[2] فلم یملك عمر نفسه فقال کذبت یا عدو اللہ ابقی اللہ علیك ما یخزیك قال ابوسفیان اعل ھبل فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم اجیبوہ قالوا ما نقول قال قولوا اللہ اعلیٰ واجل قال ابوسفیان لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم اجیبوہ قالوا ما نقول قال قولوا اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم قال ابوسفیان یوم بیوم بدر والحرب سجال وتجدون مثلة لم آمر بھا ولم تسؤنی (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۱)

[3] قال اللہ تبارك وتعالیٰ: الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل (آل عمران ۔ ۱۷۳)

کفار کا تعاقب

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی کہ کفار پھر حملہ کرنے والے ہیں تو آپ نے فرمایا "کون کفار کا تعاقب کرے گا"؟ اگرچہ مؤمنین کافی زخمی ہو چکے تھے تاہم ستر آدمی فوراً تیار ہو گئے جن میں حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر بھی شامل تھے۔ ان لوگوں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○

(آل عمران ۔ ۱۷۲)

جن لوگوں نے باوجود زخمی ہونے کے اللہ اور رسول کا حکم قبول کیا، ان میں سے اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے نیکی کی اور تقویٰ پر کاربند رہے اجر عظیم ہے۔[1]

مسلمین کی واپسی

مسلمین نے کفار کا تعاقب کیا (کفار بھاگ گئے) مسلمین ان کا تعاقب کر کے اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس ہوئے۔ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کے طالب رہے (اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل کیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے[2]

جنگ کا نتیجہ۔ مسلمین کی فتح، کفار کی ہلاکت و ناکامی

اگرچہ دوران جنگ مسلمین کو کافی نقصان پہنچا لیکن بالآخر فتح انہی کی ہوئی۔ کفار میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمین میدان جنگ میں ڈٹے رہے، پھر کفار کا تعاقب کیا۔ کفار کی ایک جماعت ہلاک ہوئی اور ایک جماعت ذلیل اور ناکام واپسی ہوئی، کفار کا زور ٹوٹ گیا[3]

---

[1] قالت عائشة وانصرف عنه المشرکون خاف ان یرجعوا قال من یذهب فی اثرهم فانتدب منهم سبعون رجلا کان فیهم ابوبکر والزبیر (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد جزء ۵ ص ۱۳)

[2] قال الله تبارك وتعالیٰ: فانقلبوا بنعمة من الله وفضل لم یمسسهم سوء واتبعوا رضوان الله والله ذوفضل عظیم ○ (آل عمران ۔ ۱۷۴)

[3] قال الله تعالیٰ فانقلبوا بنعمة من الله (آل عمران ۔ ۱۷۴)

قال الله تبارك وتعالیٰ لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتهم فینقلبوا خائبین ○ (آل عمران ۔ ۱۲۷)

قال الله عزوجل: ویمحق الکٰفرین (آل عمران ۔ ۱۴۲)

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ
الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَ
اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ
طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَ
اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ
اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ صبح کے وقت اپنے اہل بیت سے رخصت ہو کر (میدان جنگ کی طرف) روانہ ہوئے اور مؤمنین کو جنگ کے لئے مورچوں پر بٹھانا شروع کیا، اللہ (آپ کے تمام حالات سے واقف تھا کیونکہ وہ) سننے والا، جاننے والا ہے ﴿۱۲۱﴾ (اور اے رسول، وہ وقت

بھی یاد کیجئے) جب تم میں سے دو جماعتوں نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کیا حالانکہ اللہ ان کا مددگار تھا، (انہیں اُسی پر بھروسہ کرنا چاہئے تھا) اور (اسی وقت کیا) مؤمنین کو تو (ہر حالت میں) اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے (نہ کہ مادی طاقت اور سازوسامان پر) (۱۲۲) اور (اے ایمان والو) اللہ نے تو تمہاری مدد (جنگ) بدر میں بھی کی تھی جب کہ تم انتہائی بے سروسامان تھے (تو کیا اس جنگ میں تمہاری مدد نہ کرتا) اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اس کی شکرگذاری کرسکو (۱۲۳)

معانی ومصادر

(غَدَوْتَ) غَدًا، یَغْدُوْ، غُدُوٌّ (ن) صبح کے وقت جانا۔
(تُبَوِّئُ) بَوَّءَ، یُبَوِّءُ، تَبْوِئَةٌ (باب تفعیل) ٹھکانہ دینا۔
(مَقَاعِدَ) قَعَدَ، یَقْعُدُ، قُعُوْدٌ ومَقْعَدٌ (ن) بیٹھنا۔ (مَقَاعِد = مَقْعَدٌ کی جمع، بیٹھنے کی جگہیں)
(هَمَّتْ) هَمَّ، یَهُمُّ، هَمٌّ و مَهَمَّةٌ (ن) فکرمند ہونا، ارادہ کرنا، پگھلانا۔
(تَفْشَلَا) فَشِلَ، یَفْشَلُ، فَشَلٌ (س) بزدلی دکھانا۔
(اَذِلَّةٌ) ذَلَّ، یَذِلُّ، ذُلٌّ وذِلَّةٌ وذَلَالَةٌ ومَذَلَّةٌ (ض) ذلیل ہونا (اَذِلَّةٌ = ذلیل کی جمع، بے عزت، بے سروسامان)۔

تفسیر

ان آیات سے جنگ احد کا ذکر شروع ہوتا ہے:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ (وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ) اور اے رسول وہ وقت یاد کیجئے جب آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے نکلے اور (میدان جنگ میں پہنچ کر) مؤمنین کو مختلف مورچوں پر متعین کرنے لگے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ

۱۔ جنگ اُحد کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے صبح کے وقت روانہ ہوئے،

۲۔ آپ نے صحابۂ کرام کو مختلف مورچوں پر متعین فرمادیا۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں:۔

اَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا مِنَ الرُّمَاةِ واَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ لَاتَبْرَحُوْا اِنْ رَاَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عليهم فَلَا تَبْرَحُوْا وَاِنْ رَاَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُعِيْنُوْنَا

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ) اُحد کے دن تیراندازوں کا پیدل دستہ ایک جگہ متعین فرمایا۔ یہ دستہ پچاس آدمیوں پر مشتمل تھا۔ آپ نے اس دستہ پر (حضرت) عبداللہ بن جبیرؓ کو امیر مقرر کیا۔ پھر آپ نے ان لوگوں سے فرمایا: "جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں تم یہاں سے نہ ہٹنا اگرچہ تم یہ دیکھو کہ ہم ان پر غالب آگئے ہیں اور ہم نے ان کو پامال کردیا ہے اور اگر تم یہ دیکھو کہ وہ ہم پر غالب آگئے ہیں اور پرندے ہمارے جسموں کو نوچ نوچ کر لے جارہے

وَفِيْ رِوَايَةٍ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ اُحُدٍ وَكَانُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ اِنْ رَاَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا

الطّیر فلا تبرحوا مکانکم ھذا حتّٰی اُرسل الیکم وان رأیتمونا ھزمنا القوم واوطأناھم فلا تبرحوا حتّٰی اُرسل الیکم (صحیح بخاری کتاب الجھاد باب مایکرہ من التنازع ۴/۷۹)

ہیں پھر بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا اور ہماری مدد کے لئے نہ آنا جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں"۔

آگے فرمایا (وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ) اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے، جو ہدایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو دے رہے اللہ تعالیٰ ان کو سن رہا تھا اور میدان جنگ میں جو کچھ ہو رہا تھا یہ سب کچھ اس کے علم میں تھا۔

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ مَعَہٗ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۲)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے لئے روانہ ہوئے تو جو لوگ آپ کے ساتھ تھے ان میں سے کچھ لوگ (جنگ سے پہلے ہی) واپس ہو گئے۔

جو لوگ جنگ سے پہلے واپس ہو گئے یہ منافقین تھے۔

حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں:۔

کَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَیْنِ فِرْقَۃٌ تَقُوْلُ نُقَاتِلُھُمْ وَفِرْقَۃٌ تَقُوْلُ لَا نُقَاتِلُھُمْ فَنَزَلَتْ:

(واپس لوٹ جانے والوں کے سلسلہ میں) صحابہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے، ایک کہتا تھا کہ ہم ان سے لڑیں گے، دوسرا کہتا تھا ہم ان سے نہیں لڑیں گے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ وَاللّٰہُ اَرْکَسَھُمْ بِمَا کَسَبُوْا۔ (النسآء ۔ ۸۸) (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۳)

(اے ایمان والو) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے سلسلہ میں تم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہو، اللہ نے ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان (کی عقلوں) کو اوندھا کر دیا (اور ان کو جہاد کی توفیق نہ دی)۔

الغرض سورۂ نساء کی مندرجہ بالا آیت اور اس کے شان نزول سے معلوم ہوا کہ جنگ سے پہلے واپس جانے والا یہ گروہ منافقین کا گروہ تھا۔ اسی موقع پر انصار کے دو قبیلے بنو سلمہ اور بنو حارثہ بھی بزدلی کا شکار ہوتے ہوتے رہ گئے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فِیْنَا: اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا بَنِیْ سَلِمَۃَ وَبَنِیْ حَارِثَۃَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ ھمّت طّآئفتان منکم ان تفشلا جزء ۵ ص۱۲۳ و

یہ آیت اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا (انصار کے دو قبیلے) بنو سلمہ اور بنو حارثہ (کے سلسلہ) میں نازل ہوئی ہے۔

صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل الانصار
جزء ۲ ص ۲۰۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا) اے ایمان والو وہ وقت یاد کرو جب تم میں سے دو جماعتوں نے بزدلی کا ارادہ کیا حالانکہ (انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اس لئے کہ) (وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا) اللہ تعالیٰ ان کا مددگار تھا (وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ) اور مؤمنین کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے (نہ کہ مادی سازو سامان پر۔ اگر منافقین چلے گئے تھے تو چلے جائیں۔ فتح و نصرت کا دارومدار ان کی شرکت پر نہیں تھا۔ فتح و نصرت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○
(آل عمران ۔ ۱۲۶)

مدد تو (حقیقت میں) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے جو غالب اور حکمت والا ہے۔

کیونکہ فتح و نصرت کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی مدد پر ہے لہذا مؤمنین کو صرف اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔
آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ) (اے ایمان والو، کیا تمہیں یاد نہیں کہ جنگ) بدر کے موقع پر اللہ تعالےٰ نے تمہاری مدد کی تھی (اور تمہیں فتح و کامرانی سے بہرہ مند کیا تھا) حالانکہ تم اس وقت بہت ہی زیادہ بے سروسامان تھے (تمہارے پاس سامان جنگ کی بھی قلت تھی اور تمہاری تعداد بھی قلیل تھی۔ جب ایسے نازک موقع پر اللہ تعالےٰ نے تمہیں مدد دی اور تمہیں فتح عنایت کی تو کیا اس جنگ میں وہ تمہاری مدد نہ کرتا اور تمہیں فتح عنایت نہ کرتا) (فَاتَّقُوا اللّٰهَ) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (مادّی سازوسامان پر بھروسہ کرکے عذاب الٰہی کو دعوت نہ دو) اگر تم صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہے اور فتح و نصرت کو منجانب اللہ سمجھا تو پھر یقیناً تم فتح و نصرت کو اللہ تعالیٰ کا ایک احسان سمجھو گے (لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) اور پھر اس احسان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر سکو گے۔

عمل

اے ایمان والو، صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے۔ سازوسامان اور افراد کی تعداد پر بھروسہ نہ کیجئے۔ ان چیزوں کی فراہمی کے لئے کوشش تو کیجئے لیکن فتح و کامرانی کے لئے صرف اللہ تعالیٰ پر نظر رکھیئے۔ وہ چاہے تو بغیر سازوسامان کے بھی فتح دے سکتا ہے۔
اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیئے۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ
اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ
الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا
وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا
يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ
مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ
اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ
قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ
عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ

طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾

ترجمہ (اور اے رسول، وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب آپ (جنگ سے پہلے) مؤمنین سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے نازل کرکے تمہاری مدد فرمائے ﴿۱۲۴﴾ یہی نہیں بلکہ اگر تم نے استقامت دکھائی اور (اللہ سے) ڈرتے رہے اور کافروں نے جوش وخروش کے ساتھ تم پر حملہ کیا تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان لگے ہوئے فرشتوں کو بھیج کر تمہاری مدد کرے گا ﴿۱۲۵﴾ اور (یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ) اس مدد کو تو اللہ نے محض تمہارے لئے خوشخبری (کا ذریعہ) بنایا تھا تاکہ یہ خوشخبری سُن کر تمہارے دل مطمئن ہو جائیں ورنہ مدد تو (حقیقت میں) اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے جو غالب اور حکمت والا ہے ﴿۱۲۶﴾ (اللہ کی مدد کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ کافروں کی ایک جماعت کا استیصال کر دے یا انہیں (ایسا) ذلیل وخوار کرے کہ (میدان جنگ سے) ناکام واپس ہوں ﴿۱۲۷﴾

معانی ومصادر (یَکْفِیَ) کَفٰی، یَکْفِیْ، کِفَایَۃٌ (ض) کفایت کرنا۔
(فَوْر) فَارَ، یَفُوْرُ، فَوْرٌ فَوَرَانٌ (ن) جوش مارنا (فَوْرٌ = کسی چیز کا اول حصہ، جوش)۔
(مُسَوِّمِیْنَ) سَوَّمَ، یُسَوِّمُ، تَسْوِیْمٌ (باب تفعیل) نشان لگانا۔
(تَطْمَئِنَّ) اِطْمَأَنَّ، یَطْمَئِنُّ، اِطْمِئْنَانٌ (باب اِفْعِلَّالٌ۔ رباعی مزید فیہ) ساکن ہونا، مطمئن ہونا۔
(طَرَفًا) طَرَفَ، یَطْرِفُ، طَرْفٌ (ض) پھیرنا (طرف = جماعت، کنارہ)
(یَکْبِتُ) کَبَتَ، یَکْبِتُ، کَبْتٌ (ض) گرانا، پچھاڑنا، رسوا کرنا۔
(خَآئِبِیْنَ) خَابَ، یَخِیْبُ، خَیْبَۃٌ (ن) ناکام ہونا۔

تفسیر منافقین کے چلے جانے کے بعد بعض لوگوں میں کچھ کم ہمتی کے آثار نمودار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہمت افزائی کے لئے فرمایا (اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُنْزَلِیْنَ) کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے نازل کرکے تمہاری مدد فرمائے (بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ) بلکہ یہی نہیں اگر کافروں نے جوش وخروش کے ساتھ

حملہ کیا اور تم ثابت قدم رہے اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہے تو پھر (یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ) وہ پانچ ہزار نشان دار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد فرمائیگا۔

ان آیتوں کا تعلق اگرچہ اس وقت سے ہے جس وقت جنگ شروع نہیں ہوئی تھی لیکن آیتوں کا سیاق وسباق بتا رہا ہے کہ یہ آیتیں جنگ کے بعد نازل ہوئیں (اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ) (وہ وقت یاد کرو جب آپ مؤمنین سے کہہ رہے تھے) یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ کسی گذشتہ واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تسلی و تشفی جنگ سے پہلے صحابہ کرام کو دی تھی اللہ تعالےٰ نے جنگ کے بعد اسکو قرآن مجید کے الفاظ میں نازل کر کے قیامت تک کے لئے اس کو صرف محفوظ ہی نہیں بلکہ اسے ایسی وحی بنا دیا جو تلاوت کی جائے۔

ان آیات کا جنگ کے بعد نازل ہونا صاف بتا رہا ہے کہ ان آیات کا مفہوم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو پہلے ہی بتا دیا تھا۔ آپ کا یہ خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائیگا اور پھر فرشتوں کی تعداد کو بھی ایک دفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ متعین کر دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبریں محض اللہ تعالیٰ کے عمومی وعدۂ کا امداد کی بنیاد پر نہیں دی تھیں بلکہ اس موقع پر ایک خاص وحی کے ذریعہ آپ کو بتایا گیا تھا کہ آپ کی مدد کی جائے گی اور اس وحی میں دو دفعہ تعداد کا بھی تعین کر دیا گیا تھا اور فرشتوں کا امتیازی نشان بھی بتا دیا گیا تھا۔ مدد کا وعدہ، تعداد کا تعین اور فرشتوں کا نشان لازماً وحی کا رہین منّت ہیں اور یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آیا کرتی تھی۔

ان آیات میں دو وعدے کئے گئے ہیں:۔

پہلا وعدہ:۔ تین ہزار فرشتوں سے مؤمنین کی مدد کی جائے گی۔

دوسرا وعدہ:۔ اگر کافروں نے کچھ زیادہ جوش و خروش سے حملہ کیا تو پانچ ہزار فرشتوں سے مدد کی جائے گی۔

ان دو وعدوں سے مؤمنین میں ایسی ہمت پیدا ہو گئی کہ انہوں نے مقابلہ شروع ہوتے ہی فوراً کافروں کو شکست دے دی اور ان کو دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ۔

(آل عمران ۔ ۱۵۲)

اللہ نے تو اپنا (فتح و نصرت کا) وعدہ پورا کر دیا جبکہ (اے ایمان والو) تم اللہ تعالےٰ کے حکم سے کافروں کو دھڑا دھڑ قتل کر رہے تھے۔

فوجوں اور فوج کے مختلف دستوں کے عموماً کچھ نشان ہوتے ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ نشانات ان کو عام شہریوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ ان نشانات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک باقاعدہ مسلح فوج کے جنگ جُو سپاہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کے سلسلہ میں ان فوجی نشانات کا بھی ذکر فرمایا جن کے وہ حامل ہوں گے

جن سے معلوم ہوگا کہ وہ محض جنگ ہی کے لئے نازل کئے گئے ہیں۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی مدد کی جو خبر سنائی تھی وہ تو محض ایک خوشخبری تھی تاکہ مؤمنین کی ہمت بڑھ جائے، ان کے دلوں میں اطمینان پیدا ہو جائے (وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ) ورنہ اصل مدد تو اللہ عزوجل غالب اور حکمت والے کی طرف سے آیا کرتی ہے۔ وہ چاہے تو بغیر کسی ذریعہ اور وسیلہ کے بھی مدد کر سکتا ہے۔ ذریعہ اور وسیلہ کا بیان تو صرف اطمینان قلبی کے لئے ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ذریعہ اور وسیلہ کی وضاحت نہ بھی کرے تب بھی مؤمنین کو اللہ تعالیٰ کے وعدۂ امداد پر پوری طرح یقین کرنا چاہیئے۔ وہ غالب ہے، زبردست ہے، وہ جو چاہے بغیر کسی وسیلہ اور ذریعہ کے بھی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(یوسف ۔ ۲۱)

اللہ اپنے (ہر) کام پر غالب (اور اس کو پورا کرنے پر قادر) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے میں اس کی کیا کیا مصلحتیں ہوتی ہیں)

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ○

(اقتربت الساعۃ ۔۵۰)

اور ہمارا حکم تو بس ایک پلک جھپکنے کی طرح واقع ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

(یٰسٓ ۔ ۸۲)

جب وہ کسی چیز (کو پیدا کرنے) کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام تو بس اتنا ہوتا ہے کہ اس چیز سے کہتا ہے "ہو جا" تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ اگرچہ ہر کام پر غالب ہے لیکن اس کے کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے حکمت کے ساتھ کرتا ہے، اس کے کام لغو نہیں ہوتے۔ وہ اگرچہ مسلمین کی مدد جب چاہے اور جس طرح چاہے کر سکتا ہے لیکن کسی خاص مصلحت اور حکمت کے پیش نظر وہ مدد کو روک بھی لیتا ہے۔ مدد کا دینا اور روک لینا اس کی حکمت کے تحت ہوتا ہے۔ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ جنگ احد میں اگرچہ اللہ تعالےٰ نے کسی حد تک مدد کو روک لیا تھا تو اس کا روکنا بے مقصد اور حکمت سے خالی نہیں تھا۔ اسی مقصد اور حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ

اگر تم کو زخم لگے ہیں تو (پہلے جنگ بدر میں) اسکے مثل ان کو بھی زخم لگ چکے ہیں، لوگوں کے درمیان یہ دن ہم اسی طرح بدلتے رہتے ہیں (کہ کبھی کسی کا نقصان

شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَمْ
حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(آل عمران ۔ ۱۴۰ تا ۱۴۲)

اور کبھی کسی کا نقصان۔ اے ایمان والو، اس لڑائی کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ (تمہارے عمل سے) ممیز کر دے کہ کون (صحیح معنوں میں) ایمان لایا ہے (اور کون نہیں لایا) اور (یہ بھی مقصد تھا کہ) تم میں بعض کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کرے (تمہیں نقصان پہنچانے کا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ اللہ ان ظالموں کو پسند کرتا ہے، نہیں) اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور (لڑائی کا یہ بھی مقصد تھا) کہ اللہ ایمان والوں کو خالص مؤمن بنا دے اور کافروں کا استیصال کر دے۔ (اے ایمان والو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کی جانچ نہیں کی اور (اے ایمان والو یہ نقصان جو تمہیں پہنچا تو اس کا یہ بھی مقصد تھا) کہ اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو (ان کے عمل سے بھی) جان لے۔

الغرض اس طرح مؤمنین اور کافروں کے مابین جنگ کو برپا کرنا اور پھر مؤمنین کو مدد دینا بھی حکمت سے خالی نہیں تھا۔ اسی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ) جنگ سے اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ تھا کہ کافروں کی ایک جماعت کا استیصال کر دے یا انہیں مغلوب کر دے تاکہ وہ ناکام و نامراد ہو کر واپس لوٹیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ کفار کو شکست ہوئی اور وہ ناکام اور نامراد واپس لوٹے۔ اس کے برخلاف مؤمنین کو اللہ تعالےٰ نے فتح دی اور وہ کامیابی اور فضل ربانی کے ساتھ واپس لوٹے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ
سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ
عَظِيْمٍ ۝

(آل عمران ۔ ۱۷۴)

(حکم کی تعمیل میں مسلمین نے کفار کا تعاقب کیا) پھر وہ اللہ کی نعمت اور فضل سے مالا مال ہو کر واپس لوٹے، انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا، وہ اللہ کی رضا کی پیروی کرتے رہے (لہٰذا ان پر اللہ کا بڑا فضل ہوا) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

عمل

اے لوگو، اس بات پر یقین رکھیئے کہ مدد تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے، وہی فتح و کامرانی عطا فرماتا ہے

اسباب وذرائع تو صرف اطمینان قلب کے لئے ہیں، وہ فتح وکامرانی کے لئے یقینی ذرائع نہیں ہوتے۔ فتح وکامرانی کے لئے یقینی ذریعہ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد ہے لہذا صرف اللہ تعالیٰ کی مدد پر ایمان اور یقین رکھیئے اور اسی کے بھروسہ پر اپنے تمام کام کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے لئے صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے تھے اور اسی سے فتح وکامرانی کی دعاء کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے موقع پر اس طرح دعاء فرماتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ، سَرِیْعَ الْحِسَابِ، اَللّٰھُمَّ اھْزِمِ الْاَحْزَابَ، اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَزَلْزِلْھُمْ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ، اے کتاب کے نازل کرنے والے، اے جلد حساب لینے والے، اے اللہ (دشمن کی) فوجوں کو شکست دے۔ اے اللہ، انہیں شکست دے اور انہیں جھنجوڑ دے (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء علی المشرکین جزء ۴ صـ۵۳ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحباب الدعاء بالنصر جزء ۲ صـ۷۲)

نوٹ:۔ خط کشیدہ لفظ صرف صحیح بخاری میں ہے۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ
عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ
يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾

ترجمہ (اے رسول) کافروں کے معاملہ میں آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں (یہ معاملہ اللہ پر چھوڑیئے) چاہے وہ ان کو معاف کرے اور چاہے ان کو عذاب دے اس لئے کہ یہ ظالم ہیں ﴿۱۲۸﴾ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے، وہ جس کو چاہے معاف کرسکتا ہے اور جس کو چاہے سزا دے سکتا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۱۲۹﴾

معانی ومصادر (يَتُوْبُ) تَابَ، يَتُوْبُ، تَوْبٌ وتَوْبَةٌ وتَابَةٌ ومَتَابٌ وتَتْوِبَةٌ (ن) توبہ کرنا، رجوع کرنا۔

شانِ نزول حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رِعْلًا وَّ ذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لَحْيَانَ اسْتَمَدُّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَدُوٍّ (وفی روایۃ لمسلم قَالُوْا اِنَّ

رِعل، ذکوان، عصیہ اور بنی لحیان قبیلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اپنے دشمن کے مقابلہ میں) امداد طلب کی اور ایسے مبلغین طلب کئے

ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا يُعَلِّمُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ) فَاَمَدَّهُمْ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّاءَ فِيْ زَمَانِهِمْ كَانُوْا يَحْتَطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ حَتّٰى كَانُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قَتَلُوْهُمْ وَغَدَرُوْا بِهِمْ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ فِي الصُّبْحِ عَلٰى اَحْيَاءٍ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لَحْيَانَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع جزء ۵ ص۱۳۲ و روی مسلم نحوہٗ فی کتاب الامارۃ فی باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء ۲ ص۱۵۵)

جوان کو قرآن مجید اور سنت کی تعلیم دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر انصار کو جو اپنے زمانے کے قرّاء کہلاتے تھے ان کے ساتھ بھیج دیا، یہ لوگ دن کو لکڑیاں چن کر لاتے اور رات کو نماز پڑھتے تھے۔ جب قرّاء بیر معونہ پر پہنچے تو اُن قبائل نے عہد توڑ ڈالا اور (دھوکہ دے کر) انہیں قتل کر دیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے مہینہ بھر تک صبح کی نمازمیں ان پر بددعاء کی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب لیس لک من الامر شیء جزء ۵ ص۱۲۷ وکتاب الاعتصام باب قول اللہ تعالیٰ: لیس لک من الامر شیء جزء ۹ ص۱۳۱)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو میں سنتا کہ آپ سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا ولک الحمد کے بعد اس طرح فرماتے: اے اللہ فلاں پر، فلاں پر اور فلاں پر لعنت فرما۔ اس موقع پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ سے ظٰلِمُوْنَ تک۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں:۔

كَانَ (رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم) يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلٰوتِهٖ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِاَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں عرب کے بعض قبیلوں پر اس طرح بددعاء کرتے تھے۔ اے اللہ فلاں اور فلاں پر لعنت فرما یہاں تک کہ (جب) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "لیس لک

الآیۃ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر آل عمران جزء ۶ ص۴۸)

من الامر" نازل فرمائی (تو آپ نے بددعاء ترک کردی)

حضرت انسؓ کہتے ہیں :۔

بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَرِیَّۃً یُقَالُ لَھُمُ الْقُرَّاءُ فَاُصِیْبُوْا فَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلٰی شَیْءٍ مَا وَجَدَ عَلَیْھِمْ فَقَنَتَ شَھْرًا فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَیَقُوْلُ اِنَّ عُصَیَّۃَ عَصَوُا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء علی المشرکین جزء ۸ ص۱۰۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجاہدین و مبلغین کا) ایک دستہ جنہیں قرّاء کہا جاتا تھا روانہ فرمایا، وہ وہاں جاکر مصیبت میں مبتلا ہوگئے (اور دھوکے سے قتل کردئے گئے)۔ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا رنج کبھی کسی اور چیز سے ہوا ہو جتنا کہ ان (کے قتل) سے ہوا۔ آپ نے صبح کی نماز میں ایک ماہ تک دعائے قنوت پڑھی، آپ فرماتے تھے عصیہ (قبیلہ کے لوگوں نے) اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُسِرَتْ رَبَاعِیَتُہٗ یَوْمَ اُحُدٍ وَشُجَّ فِیْ رَاْسِہٖ فَجَعَلَ یَسْلُتُ الدَّمَ عَنْہُ وَیَقُوْلُ کَیْفَ یُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِیَّھُمْ وَکَسَرُوْا رَبَاعِیَتَہٗ وَھُوَ یَدْعُوْھُمْ اِلَی اللّٰہِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ احد جزء ۲ ص۱۰۲)

احد کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اگلا دانت ٹوٹ گیا اور سر زخمی ہوگیا۔ آپ اپنے (چہرہ) سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے: "وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جنہوں نے اپنے نبی کا سر زخمی کردیا اور اس کا ایک دانت توڑ دیا اس حال میں کہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلا رہا تھا"۔ اسی موقع پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْا عَلٰی اَرْبَعَۃِ نَفَرٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ (رواہ الترمذی وصححہ فی باب تفسیر سورۃ آل عمران جلد ۲ ص۳۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار شخصوں کے لئے بددعاء کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ۔

الغرض اس آیت کے شان نزول تین ہیں :۔

۱ ۔ چند قبیلوں نے منافقانہ طور پر قرآن مجید اور سنت نبوی کی تعلیم کے لئے اور دشمن کے مقابلہ میں بطور امداد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند مسلمین کو ان کے ہاں بھیجنے کی درخواست کی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قاریوں اور مجاہدوں کا ایک دستہ ان کے ساتھ روانہ کر دیا ۔ جب قاریوں کا یہ دستہ بیر معونہ کے مقام پر پہنچا تو ان قبیلوں نے ان قاریوں کو دھوکہ دے کر شہید کر دیا ۔ اس واقعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا صدمہ پہنچا کہ آپ نے مہینہ بھر تک ان قبیلوں کے لئے بددعاء کی ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعاء کرنی چھوڑ دی ۔

۲ ۔ جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا کہ جس قوم نے اپنے نبی کو زخمی کیا ہو وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے ۔ آپ کو ان کے بدانجام کا خیال آکر رنج وصدمہ ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر تسلی فرما دی ۔

۳ ۔ چار شخصوں نے اسلام یا مسلمین کو سخت نقصان پہنچایا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا اور آپ نے ان کے لئے بددعاء فرمائی ۔

تفسیر تین صدمے بیک وقت یا کچھ عرصہ کے وقفہ سے یکے بعد دیگرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچے ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آپ کو رنج وغم اور فکر کرنے سے روک دیا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ) آپ کو اس سلسلہ میں رنج وغم اور فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ آپ ان لوگوں کے انجام کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیجئے (أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ) یہ اس کا کام ہے کہ وہ ان کو توبہ کی توفیق دے یا وہ اسلام قبول کر لیں اور اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے یا انہیں عذاب دے اس لئے کہ وہ یقیناً ظالم ہیں ، انہوں نے ستر قراء کو شہید کر کے یا اپنے نبی کو زخمی کر کے یقیناً بہت بڑا گناہ کیا ہے ۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کفار کے سلسلہ میں دعائے قنوت کا پڑھنا ترک کر دیا ۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ) آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کا ہے ، سب پر اس کی حکومت ہے ، وہ جو چاہے کر سکتا ہے (يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ) وہ جس کو چاہے معاف کر دے اور جس کو چاہے عذاب دے (وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ) اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ — اور میری رحمت تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے ۔

(الاعراف ۔ ۱۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ کِتَابًا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ فَھُوَ مَکْتُوْبٌ عِنْدَہٗ فَوْقَ الْعَرْشِ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ بل ھو قرآن مجید $\frac{9}{196}$)

اللہ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے یہ لکھ دیا ہے کہ "میری رحمت میرے غضب پر سبقت کرتی ہے" یہ بات اس کے پاس بالائے عرش لکھی ہوئی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ عَلِمْتُ اَیُّ لَیْلَۃٍ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِیْھَا قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الدعوات باب ماجاء فی جامع الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ صـ ۵۱۶)

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کونسی رات لیلۃ القدر ہے تو اس رات کو میں کیا دعاء کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ دعاء کرو:۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، مجھے معاف فرما)۔

آیت زیر تفسیر میں غفور رحیم اور مندرجہ بالا آیت و احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ معاف کرنے کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے لہٰذا اس نے ان کفار کو معاف کرنے کا ہی ارادہ کیا ہوگا۔ کفار کا جوق در جوق مسلم ہونا اس بات کی عملی شہادت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ○ (اذا جاء نصر اللہ والفتح ۔ ۱و۲)

(اے رسول) جب اللہ کی (طرف سے) مدد اور فتح آگئی اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْ عَلٰی اَرْبَعَۃِ نَفَرٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ فَھَدَاھُمُ اللّٰہُ لِلْاِسْلَامِ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب تفسیر القرآن من سورۃ اٰل عمران جلد ۲ صـ ۳۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار شخصوں کے لئے (خاص طور پر) بددعاء کرتے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ پھر اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو اسلام کی ہدایت دی۔

الغرض مندرجہ بالا آیات اور حدیث گویا اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ کی تفسیر ہیں۔
اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کی توبہ کی طرف جو اشارہ فرمایا تھا آگے جا کر اسی کے مطابق ہوا۔ انہوں نے توبہ کی

اور اسلام قبول کر لیا۔

عمل

اے ایمان والو، کفار، منافقین اور مبتدعین وغیرہ کو ان کی ایذاء رسانیوں پر بددعاء نہ دیجئے، اگر وہ اسلام کی مخالفت کریں تو ان کے بُرے انجام کے اندیشہ سے آزردہ نہ ہوئیے، ان کے معاملہ کو اللہ تعالےٰ پر چھوڑ دیجئے، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں توبہ کی توفیق دے اور وہ صحیح راستہ پر آجائیں۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوا۟ الرِّبَوٰٓا
أَضْعَٰفًا مُّضَٰعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا۟ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ وَاتَّقُوا۟ النَّارَ الَّتِىٓ
أُعِدَّتْ لِلْكَٰفِرِينَ ﴿١٣١﴾ وَأَطِيعُوا۟
اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾
وَسَارِعُوٓا۟ إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَٰوَٰتُ وَالْأَرْضُ
أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ ٱلَّذِينَ
يُنفِقُونَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ
النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾
وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ
ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ
فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا
عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

ترجمہ اے ایمان والو، کئی گنا سود نہ کھاؤ، اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۱۳۰﴾ اور اس دوزخ سے بھی ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے ﴿۱۳۱﴾ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ﴿۱۳۲﴾ اور اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف تیزی سے آؤ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور جو متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے ﴿۱۳۳﴾ (متقی وہ لوگ ہیں) جو فراخی اور تنگی ہر حال میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں، جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں (یہ نیکی کرنے والے ہیں) اور اللہ نیکی کرنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے ﴿۱۳۴﴾ اور (متقی) وہ لوگ (ہیں) کہ جب وہ بے حیائی کا کوئی کام یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور (اس سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے علاوہ گناہوں کو معاف کر بھی کون سکتا ہے اور وہ جان بوجھ کر اپنے گناہ پر اصرار نہیں کرتے ﴿۱۳۵﴾ ایسے لوگوں کا اجر ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور اجر تو عمل کرنے والوں کا ہی اچھا ہوتا ہے ﴿۱۳۶﴾

معانی ومصادر (رِبٰوٓا) رَبَا، یَرْبُوْا، رِبَاءٌ، رُبُوٌّ (ن) بڑھ جانا (رِبٰوٓا = سود)
(اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً) ضَعَفَ، یَضْعَفُ، ضَعْفٌ (ف) کئی گنا کرنا، زیادہ کرنا
(اَضْعَاف = ضِعْفٌ کی جمع، کئی گنا)
ضَاعَفَ، یُضَاعِفُ، مُضَاعَفَةٌ (باب مفاعلہ) دُگنا کرنا۔
(اُعِدَّتْ) اَعَدَّ، یُعِدُّ، اِعْدَادٌ (باب افعال) تیار کرنا۔
(سَرَّآءِ) سَرَّ، یَسُرُّ، سُرُوْرٌ، مَسَرَّةٌ (ن) خوش کرنا (سَرَّآء = مسرت، خوشحالی)
(ضَرَّآءِ) ضَرَّ، یَضُرُّ، ضَرٌّ (ن) نقصان پہنچانا (ضَرَّآء = سَرَّآء کی ضد، نقصان، تنگ حالی)۔
(کٰظِمِیْنَ) کَظَمَ، یَکْظِمُ، کَظْمٌ (ض) غصہ روکنا، بند کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً) اے ایمان والو، سود کو کئی گنا کر کے نہ کھاؤ یعنی سود در سود نہ کھاؤ۔ سود کی حرمت کے سلسلہ میں یہ پہلی آیت ہے۔ پہلے سود مرکب کو حرام کیا گیا پھر سود مفرد کو حرام کیا گیا۔ سود مفرد یعنی سادہ سود کی حرمت کی آیت سورۂ بقرہ میں ہے وہ اگرچہ کتابی ترتیب کے لحاظ سے پہلے ہے لیکن ترتیب نزول کے لحاظ سے بعد کی معلوم ہوتی ہے سود مفرد کی حرمت کے سلسلہ میں جو آیت بعد میں نازل ہوئی وہ درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۷۸ و ۲۷۹)

اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اگر تم مؤمن ہو تو سود میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو اور اگر تم (سود لینے سے) توبہ کر لو تو پھر تم اپنا راس المال یعنی زرِ اصل لے سکتے ہو (زرِ اصل سے زیادہ کچھ نہیں لے سکتے اس طرح) نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم ہوگا (دونوں میں سے کسی کا نقصان نہیں ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ (یعنی تم صرف اپنا زرِ اصل لے سکتے ہو) اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ زرِ اصل کے علاوہ جو کچھ بھی لیا جائے بالکل حرام ہے۔ بہرحال دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ سود مرکب جائز ہے اور نہ سود مفرد، دونوں حرام ہیں۔ دونوں احکام کا یکے بعد دیگرے بتدریج نازل ہونا فطری اور نفسیاتی تقاضے کو پورا کرتا ہے۔ کسی خاص مسئلہ میں احکام کا تدریجاً نازل ہونا اس مسئلہ کے آخری حکم کی تعمیل کو آسان کر دیتا ہے۔ وہ حکم طبیعت پر بار نہیں گذرتا اور نفس اس کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے۔

(نوٹ:۔ سود کی برائی کی تفصیل سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۸ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔ اجناس کے باہمی تبادلہ کی صورت میں سود کی مزید قسموں کی تفصیل ہم انشاء اللہ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۲۹ کی تفسیر میں بیان کریں گے)

آگے فرمایا (وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) اللہ تعالےٰ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ یعنی اللہ تعالےٰ سے ڈر کر سود لینا چھوڑ دو، اسی میں تمہاری فلاح و بہبود ہے۔

(وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ) اور اس دوزخ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ یعنی سود کو چھوڑ دو تو تم اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب سے بچا سکتے ہو۔ یہ دوزخ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے لیکن ایمان والوں کو بھی اپنے گناہوں کی سزا میں دوزخ میں جانا پڑیگا سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالےٰ کسی کے گناہ کو معاف کر دے اور اس کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ کافروں کے لئے وہ دائمی ٹھکانہ ہے اور ایمان والوں کے لئے جو گناہ کے مرتکب ہو جائیں عارضی ٹھکانہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرَجُوْنَ (صحیح بخاری کتاب الرقاق

جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا: جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اسے (دوزخ سے) نکال لو، الغرض وہ (دوزخ سے) نکل آئیں گے۔

باب صفة الجنة والنار جز ۸ ص ۱۴۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَہُمْ وَلَا لِیَہْدِیَہُمْ طَرِیْقًا ○ اِلَّا طَرِیْقَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا اَبَدًا وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا ○

(النساء ۔ ۱۶۸ ۔ ۱۶۹)

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم (و زیادتی) کرتے رہے، اللہ نہ تو ان کو بخشے گا اور نہ انہیں کوئی راستہ بتائے گا سوائے دوزخ کے راستہ کے جس (دوزخ) میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ کام اللہ کے لئے (کچھ مشکل نہیں) بالکل آسان ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْکُفَّارَ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ہِیَ حَسْبُہُمْ وَلَعَنَہُمُ اللّٰہُ وَلَہُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ○

(التوبۃ ۔ ۶۸)

اللہ نے منافق مردوں، منافق عورتوں اور (ان کے علاوہ تمام) کفار کو آتش جہنم کی وعید سنا دی ہے، جہنم میں وہ ہمیشہ رہیں گے، (اور) وہی ان کے لئے کافی ہے، اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

آگے فرمایا (وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ) اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم رحمت کے مستحق ہو جاؤ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر جنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے جنت سے فرمایا تھا:۔

اَنْتَ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب النار یدخلہا الجبارون ۲/۵۳۶)

تو میری رحمت ہے۔ میں جس کو چاہوں گا تیرے ذریعہ (اپنی) رحمت سے نوازوں گا۔

آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور رحمت کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت شرط ہے لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریگا وہ جنت میں جائیگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریگا وہ دوزخ میں جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا وَذٰلِکَ الْفَوْزُ

جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اُسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے

الْعَظِيمُ ○ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

(النسآء - ۱۳و۱۴)

نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی حدود سے آگے بڑھ جائیگا تو اللہ اُسے دوزخ میں داخل کریگا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور (وہاں) اس کو ذلت آمیز عذاب ہوگا۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا: (وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ) اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کے حصول کے لئے جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جلدی کرو۔

اس آیت میں جنت کے وسیع ہونے کا بیان ہے۔ اس کی وسعت کا صحیح اندازہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کون کرسکتا ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْيَا (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار جزء ۸ ص۱۲۶ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب آخر اهل النار خروجا ۹۶/۱)

اللہ (جنت میں سب کے آخر میں داخل ہونے والے سے) فرمائیگا جا اور جنت میں داخل ہوجا، تیرے لئے دنیا کے مثل اور اس کی دس گنی جگہ ہے یا (یہ فرمایا) تیرے لئے دنیا کی دس گنی جگہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ فِى الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِىْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة جزء ۴ ص۱۲۲ وصحیح مسلم کتاب الجنة باب ان فی الجنة شجرة جزء ۲ ص۵۳۰)

جنت میں ایک درخت ہے، اس کے سایہ میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا لیکن اسے قطع نہیں کرسکے گا۔

یہ احادیث جنت کے وسیع وعریض ہونے کی تفسیر کرتی ہیں۔

آگے فرمایا (اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ) جنت متقین کے لئے تیار کی گئی ہے لہٰذا اے ایمان والو، تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ اختیار کروگے تو جنت ملے گی۔ آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ دوزخ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور جنت متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے گویا کافروں کا اصلی اور دائمی ٹھکانا دوزخ ہے اور متقیوں کا اصلی اور دائمی ٹھکانہ جنت ہے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے متقیوں کی کچھ صفات بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ) متقیوں کی صفت یہ ہے کہ خوشحالی میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگ حالی میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف فارغ البالی کی حالت میں خرچ کرنا ہی ضروری نہیں بلکہ تنگ دستی کے زمانہ میں بھی خرچ کرنا ضروری ہے۔ جو شخص صرف فارغ البالی کی حالت میں خرچ کرتا ہے اور تنگ دستی کی حالت میں خرچ نہیں کرتا وہ تقویٰ کو یا تقوی کے کمال کو نہیں پہنچتا۔

(نوٹ:۔ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کے سلسلہ میں مزید بیان سورۂ بقرہ کی آیت ۳ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں)۔

متقیوں کی دوسری صفت یہ بتائی کہ (وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ) وہ غصہ کو پی جایا کرتے ہیں (وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ) اور لوگوں کو معاف کر دیا کرتے ہیں۔ ان کی ضرر رسانی اور ان کی نازیبا حرکات پر نہ اُن سے لڑتے ہیں، نہ جھگڑتے ہیں نہ انتقام لیتے ہیں بلکہ حلم و بردباری سے کام لیتے ہوئے عفو و درگذر سے کام لیتے ہیں۔ غصہ کو پی جانا اور معاف کر دینا آسان کام نہیں ہے یہ اولوالعزم جوانمرد اور باہمت لوگوں کا کام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○
(الشوریٰ ۔ ۴۳)

اور جو صبر کرے اور (بدلہ نہ لے بلکہ) معاف کر دے تو یہ ہمت کے کاموں میں سے (بڑی ہمت کا کام) ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ○
(الشوریٰ ۔ ۳۶ و ۳۷)

(اور اے لوگو) جو (مال و متاع) تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا چند روزہ ساز و سامان ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ (بہت) بہتر اور باقی رہنے والا ہے (مگر) ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں، اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو (لوگوں کو) معاف کر دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب جزء ۸ صـ۳۲ وصحیح مسلم کتاب البر باب فضل من یملك نفسه عند الغضب جزء ۲ صـ۳۲۹)

جوانمرد وہ نہیں جو پچھاڑ دے بلکہ جوانمرد وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ قَالَ لَاتَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَاتَغْضَبْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب جزء ۸ ص ۳۵)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو، اس نے بار بار وصیت کے لئے کہا، آپ نے (ہر بار) یہی فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔

عفو و درگذر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ۔

(النور - ۲۲)

(اگر لوگوں سے کوئی قصور بھی ہو گیا ہو تو صاحب فضل لوگوں کو) چاہئے کہ معاف کر دیں، درگذر کریں، (اے ایمان والو) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کر دے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ ○

(الاعراف - ۱۹۹)

(اور اے رسول) عفو و درگذر (کا شیوہ) اختیار کیجئے، نیک کام کا حکم دیتے رہیئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے متقین کی تیسری صفت کا ذکر کیا اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ) متقی وہ لوگ ہیں کہ جب وہ بے حیائی کا کوئی کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں یعنی کوئی اور گناہ کر بیٹھتے ہیں تو گناہ کرتے ہی فوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، (وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ) اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ گناہوں کو معاف کرنے والا کون ہے (وہی معاف کر سکتا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ عَبْدًا اَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ اَصَبْتُ فَاغْفِرْلِیْ فَقَالَ رَبُّہٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ: یریدون ان یبدلوا کلام اللہ جزء ۹ ص ۱۷۸ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب قبول التوبۃ من الذنوب ۲/۳۹۵)

ایک بندے سے گناہ ہو گیا، اس نے کہا: اے میرے رب مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے مجھے بخش دے۔ اس کے رب نے فرمایا: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف کرتا ہے اور اس پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَا عِبَادِيْ إِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ أَغْفِرْ لَكُمْ (صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم جزء ۲ صـ ۳۲۹)

اے میرے بندو، تم رات اور دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرتا ہوں (لہذا) تم مجھ سے معافی مانگو، میں تمہیں معاف کردونگا۔

آگے فرمایا (وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ) پھر گناہوں کی معافی مانگنے کے بعد وہ جان بوجھ کر اس گناہ کو جس کو وہ کر بیٹھے تھے بار بار نہیں کرتے ۔ توبہ کرنے سے پہلے خواہ دن و رات گناہ کئے ہوں توبہ سے معاف ہوجائیں گے لیکن توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ نہیں ہونا چاہئے۔ توبہ کے بعد گناہ کرنا یہ دراصل توبہ ہی نہیں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهٗ يَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○
(الفرقان ۔ ۷۱)

اور جو شخص توبہ کرے اور (پھر) نیک عمل کرتا رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنوں میں) اللہ سے توبہ کرتا ہے۔

یعنی توبہ کرنے کے بعد پھر اس گناہ کو نہ کرے یہ تقویٰ کی سچی علامت ہے ۔

(نوٹ :۔ توبہ کی تفصیل انشاء اللہ ہم سورۂ تحریم کی آیت ۸ کی تفسیر میں بیان کریں گے)

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ) ایسے ہی لوگ جن میں مندرجہ بالا صفات پائی جائیں مغفرت اور جنت کے مستحق ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہوگی اور وہ ایسے باغات میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور عمل کرنے والوں کا بدلہ تو اچھا ہی ہوتا ہے۔ بغیر نیک عمل کے کچھ نہیں ملتا۔ جزائے خیر کے لئے عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى ○
(النجم ۔ ۳۹)

اور یہ کہ انسان کو اتنا ہی ملتا ہے جتنا وہ کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○
(الٓمٓ تنزیل ۔ ۱۷)

تو ایسے لوگوں کے لئے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی جو (نعمتیں) ہم نے چھپا رکھی ہیں انہیں کوئی شخص نہیں جانتا، یہ ان کے (ان) اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی نُزُلًا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝
(الٓمٓ تنزیل ۔ ۱۹)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کا ٹھکانہ باغات ہوں گے۔ یہ ان کی مہمانی ہوگی ان اعمال کے بدلے میں جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

عمل

اے ایمان والو، مغفرت اور جنت کی طرف تیزی سے بڑھیئے۔ اپنے اندر وہ صفات پیدا کیجئے جو متقی بننے کے لئے ضروری ہیں۔ فارغ البالی میں بھی اللہ تعالےٰ کے راستے میں خرچ کیجئے اور تنگ دستی میں بھی۔ غصہ نہ کیا کیجئے، غصہ دلانے والے کو معاف کر دیا کیجئے۔ بے حیائی اور گناہ کی باتوں سے دور رہا کیجئے۔ اگر کبھی اتفاق سے گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ تعالےٰ سے معافی مانگ لیا کیجئے اور پھر اس گناہ کو کبھی نہ کیجئے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا
فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ
لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۱۳۸﴾

ترجمہ (اے کافرو) تم سے پہلے بھی (بہت سی قوموں کے) واقعات گذر چکے ہیں، ذرا زمین کی سیر کر کے دیکھو کہ (رسولوں کی) تکذیب کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا ﴿۱۳۷﴾ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے (گذشتہ قوموں کے حالات کو واضح طور پر) بیان (کرتا) ہے اور یہ (قرآن) متقیوں کے لئے ہدایت و نصیحت (کا سرچشمہ) ہے ﴿۱۳۸﴾

معانی و مصادر (خَلَتْ) خَلَا، يَخْلُو، خُلُوٌّ وخَلَاءٌ (ن) گذرنا، خالی کرنا، تنہا ہونا۔
(سُنَنٌ) سَنَّ، يَسُنُّ، سَنٌّ (ن) کھول دینا، بہا دینا، تیز کر دینا، جاری کرنا، راستہ چلنا (سُنَنٌ = سُنَّةٌ کی جمع، طریقے، قصّے)۔
(سِيرُوا) سَارَ، يَسِيرُ، سَيْرٌ ومَسِيرٌ، مَسِيرَةٌ وسَيْرُورَةٌ (ض) زمین پر چلنا۔
(عَاقِبَةَ) عَقَبَ، يَعْقُبُ، عَقْبٌ وعُقُوبٌ وعَاقِبَةٌ (ن ض) کسی کے بعد آنا (عَاقِبَةٌ = انجام، آخر، جزا، سزا)
(بَيَانٌ) بَانَ، يَبِينُ، بَيَانٌ و تِبْيَانٌ (ض) واضح کرنا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب بلکہ تمام کفار کو خطاب کر کے فرمایا کہ اگر تم ایمان نہیں لائے اور ہمارے رسول کی تکذیب کرتے رہے تو تمہیں اپنا انجام سوچ لینا چاہیئے (قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ) تم سے پہلے (لاتعداد امتوں کے) واقعات گذر چکے ہیں، انہوں نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا (فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ) تو پھر دیکھ لو کہ ان کا انجام کیا ہوا (انکی بستیوں

کے کھنڈرات ان کی تباہی کا زندہ ثبوت ہیں) تم زمین میں سیر و سیاحت کرو اور اپنی آنکھوں سے (ان کی تباہی و بربادی کا منظر) دیکھو (تاکہ تمہیں عبرت ہو) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ○ (صٓ ۔ ۱۴)

ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرا عذاب (ان پر) ثابت ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ (الزخرف ۔ ۲۵)

پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا تو (اے رسول) آپ دیکھ لیجئے کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ (العنکبوت ۔ ۴۰)

ہم نے ان سب کو ان کے گناہ کے سبب (اپنی) گرفت میں لے لیا۔ ان میں سے بعض تو وہ تھے جن پر ہم نے پتھر برسائے، بعض وہ تھے جن کو ایک زبردست آواز نے پکڑ لیا، بعض وہ تھے جن کو ہم نے زمین میں دھسا دیا اور بعض وہ تھے جن کو ہم نے غرق کر دیا، اور اللہ تو ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرتا مگر ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ○ (محمد ۔ ۱۰)

(اے رسول) کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ یہ (اپنی آنکھوں سے) ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے (گذر چکے) ہیں، اللہ نے انہیں نیست و نابود کر دیا (تو کیا) ان کافروں کو نیست و نابود نہیں کر سکتا، ضرور کر سکتا ہے اور اگر یہ کفر سے باز نہ آئے تو ان کا بھی ان ہی جیسا حال ہوگا۔

آگے فرمایا (هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ) یہ قرآن تمام لوگوں کے لئے ایک واضح بیان ہے۔ نہ اس میں کوئی پیچیدگی ہے اور نہ کوئی الجھن۔ یہ تمام لوگوں کو ایک واضح راستہ بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هُدًى لِّلنَّاسِ (البقرۃ ۔ ۱۸۵) (قرآن) تمام لوگوں کو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ (اور اے لوگو) ہم نے واضح آیتیں نازل کر دی

مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○
(النور - ۴۶)

ہیں (تو اب تمہیں چاہئے کہ ان پر ایمان لاؤ) اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○
(الحدید - ۹)

وہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ تم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور بے شک اللہ تم پر بہت شفقت کرنے والا اور بہت رحم کرنیوالا ہے۔

آگے فرمایا (وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ) یہ (قرآن) متقیوں کے لئے ہدایت بھی ہے اور نصیحت بھی۔ راستہ تو یہ سب کو بتاتا ہے لیکن اس سے ہدایت اور نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، ہدایت پر چل کر منزل مقصود پر وہی پہنچتے ہیں جن کے دل اللہ تعالےٰ کے خوف سے معمور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○
(النور - ۵۲)

اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کی نافرمانی سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

ہدایت کے دو معنی ہیں :۔

۱۔ راستہ بتانا

۲۔ راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچانا۔

پہلے معنوں کے لحاظ سے قرآن مجید تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ دوسرے معنوں کے لحاظ سے قرآن مجید صرف متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ تفصیل کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۶ اور سورۂ بقرہ کی آیت ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے لوگو، تکذیب رُسل کے انجام کو معلوم کرنے کے لئے گذشتہ قوموں کے کھنڈرات کو دیکھئے، ان سے عبرت حاصل کیجئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تبارک وتعالےٰ کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تکذیب کی سزا میں آپ کو بھی انہی کی طرح تباہ و برباد کر دیا جائے۔ دنیا بھی برباد ہو اور

آخرت بھی برباد۔

اے لوگو، اللہ کے رسول پر ایمان لائیے۔ جو کتاب ان کے اوپر نازل ہوئی ہے اس کتاب کو تسلیم کیجئے۔ یہ کتاب ہر ایک کو واضح راستہ کی دعوت دیتی ہے۔

اے لوگو، اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کیجئے، اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں کو یہ کتاب ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دے گی۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ
قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ
وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ
وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ
مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾
وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) کافروں سے مقابلہ کرتے وقت) کمزوری نہ دکھانا اور نہ غمگین ہونا اگر تم مؤمن ہو تو تم ہی غالب رہو گے ﴿۱۳۹﴾ اگر تم کو زخم لگے ہیں تو (پہلے) اسی کے مثل ان کو بھی زخم لگ چکے ہیں۔ لوگوں کے درمیان یہ دن تو ہم اسی طرح بدلتے رہتے ہیں (کہ کبھی کسی کا نقصان اور

کبھی کسی کا نقصان، اے ایمان والو، اس لڑائی کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ (تمہارے عمل سے) ممیّز کر دے کہ کون (صحیح معنوں میں) ایمان لایا ہے (اور کون نہیں لایا) اور (یہ بھی مقصد تھا کہ) تم میں سے بعض کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کرے (تمہیں نقصان پہنچانے کا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ اللہ ان ظالموں کو پسند کرتا ہے، نہیں) اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا (۱۴۰) اور (اس لڑائی کا یہ بھی مقصد تھا) کہ اللہ ایمان والوں کو خالص (مؤمن) بنا دے اور کافروں کا استیصال کر دے (۱۴۱)

معانی ومصادر

(لَا تَهِنُوْا) وَهَنَ، يَهِنُ، وَهْنٌ (ض) کمزور ہونا، کمزور کرنا۔
(اَعْلَوْنَ) عَلَا، يَعْلُوْ، عُلُوٌّ (ن) عَلِيَ، يَعْلٰى، عَلَاءٌ (س) بلند ہونا۔
(اَعْلَوْنَ = اَعْلٰى کی جمع)
(قَرْحٌ) قَرَحَ، يَقْرَحُ، قَرْحٌ (ف) زخمی کرنا (قَرْحٌ = زخم)۔
(نُدَاوِلُ) دَاوَلَ، يُدَاوِلُ، مُدَاوَلَةٌ (باب مفاعلہ) پھیرنا۔
(يُمَحِّصُ) مَحَّصَ، يُمَحِّصُ، تَمْحِيْصٌ (باب تفعیل) آزمانا، کم کرنا اور پاک کرنا۔
(يَمْحَقَ) مَحَقَ، يَمْحَقُ، مَحْقٌ (ف) مٹانا۔

تفسیر

ان آیات سے اللہ تعالیٰ نے پھر جنگ احد کا ذکر شروع فرمایا۔ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمین کو اس جنگ میں کافی زخم آئے تھے اور انہیں کافی نقصان پہنچا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی تسلی کے لئے یہ آیات نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا) اے ایمان والو کمزوری کا مظاہرہ نہ کرو، پست ہمت نہ ہو جاؤ اور (اس جنگ میں جو تمہیں نقصان پہنچا ہے اس سے) رنجیدہ نہ ہو (وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) اگر تم مؤمن رہے تو غالب تم ہی رہو گے (لڑائی کا انجام تمہارے حق میں ہوگا۔ تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں، کافر تم پر کبھی غلبہ حاصل نہیں کر سکتے) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ (النسآء - ۱۴۱)

اور اللہ (دنیا میں بھی) کافروں کو مؤمنین پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔

تسلی دیتے ہوئے آگے فرمایا (اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ) اگر تمہیں زخم پہنچے ہیں تو کیا ہوا، کافروں کو بھی تمہارے مثل زخم پہنچ چکے ہیں (اگر تمہیں بھی نقصان پہنچا ہے تو کافروں کو بھی تو تمہارے مثل نقصان پہنچ چکا ہے، اگر تمہارے آدمی قتل ہوئے ہیں تو ان کے بھی تو اتنے ہی آدمی قتل ہو چکے ہیں) اور یہ دن تو ہم لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں (کبھی کسی کا نقصان اور کبھی کسی کا نقصان، ہاں نقصان اور فائدے کے اسباب بھی ہوا کرتے ہیں اور مقاصد بھی۔ اس جنگ میں جو نقصان تمہیں پہنچا ہے اس کا سبب تمہاری نافرمانی ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ۔ (اٰل عمران - ۱۵۲)

خاطر خواہ فتح حاصل ہو جانے کے بعد تم نافرمانی کر بیٹھے (نتیجہ یہ ہوا کہ تمہیں نقصان سے دوچار ہونا پڑا)۔

تمہاری نافرمانی تمہارے نقصان کا سبب بنی اور تمہارا نقصان تمہاری آزمائش کا سبب بنا اور اللہ تعالےٰ کو تو بہرحال تمہاری آزمائش مقصود تھی (وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) اس نقصان سے اللہ تعالیٰ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ حقیقی مؤمن کون ہیں (اور اوپری دل سے ایمان کا دعوٰی کرنے والے کون ہیں، کون ہیں جو باوجود نقصان کے ایمان پر قائم رہتے ہیں اور کون ہیں جو نقصان پہنچتے ہی ایمان سے دستبردار ہو جاتے ہیں اور کفر کی طرف واپس لوٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو تو آزمائش سے پہلے بھی معلوم تھا کہ کون مؤمن صادق ہیں اور کون برائے نام ایمان کا دعوٰی کرنے والے ہیں۔ اس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ وہ دلوں کے حال سے خوب واقف ہے۔ آزمائش کا مقصد یہ تھا کہ عملاً بھی معلوم ہو جائے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ تھا کہ دنیا والے بھی دیکھ لیں کہ مؤمن کون ہیں اور منافق کون ہیں اور کیونکہ دنیا والے بغیر عمل کے مؤمن اور منافق میں خط امتیاز نہیں کھینچ سکتے لہذا مؤمنین اور منافقین کی عملی میدان میں آزمائش کی گئی۔ عمل نے بتا دیا کہ مؤمن کون ہے اور منافق کون ہے)۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو، اس مقصد کے علاوہ مؤمنین کے قتل کرانے سے اللہ تعالیٰ کا ایک اور مقصد بھی تھا اور وہ یہ کہ (وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ) تم میں سے بعض کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کرے (اور انہیں آخرت میں درجات عطا فرمائے)۔

مؤمنین کو عارضی طور پر کچھ نقصان پہنچا، اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالےٰ کافروں سے خوش ہے نہیں، یہ بات نہیں (وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ) اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا کافر درحقیقت ظالم ہیں لہذا اللہ تعالےٰ کیسے ان سے خوش ہو سکتا ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (البقرۃ۔۲۵۴) اور کافر ہی تو ظالم ہیں۔

مؤمنین کے عارضی نقصان سے یہ بھی مقصود تھا کہ (وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) اللہ تعالیٰ مؤمنین کی آزمائش کرے، انہیں مصیبت میں مبتلا کر کے ان کے ایمان کو خالص کر دے (جس طرح سونا بھٹی سے تپانے سے خالص ہو جاتا ہے اس طرح ایمان بھی مصائب کی بھٹی میں تپانے سے خالص ہو جاتا ہے، اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ اس آزمائشی دور سے گذار کر مؤمنین کو کامل الایمان بنا دے، ان کے ضعف ایمانی کو دور کر دے اور جب وہ حقیقی معنوں میں خالص مؤمن بن جائیں اور منافقین سے ممتاز ہو جائیں تو ان خالص مؤمنین کے ذریعہ (يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ) کافروں کو نیست و نابود کر دے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کو آزمائش میں مبتلا کرنے کا اصل سبب یہ تھا کہ ان کے ایمان کو خالص کیا جائے اور پھر ان خالص ایمان والوں کے ذریعہ کافروں کو نیست و نابود کر دیا جائے ان کی قوت کو پامال کر دیا جائے۔ ان کے حوصلہ کو پست کر دیا جائے اور ہوا بھی یہی۔ باوجود عارضی برتری حاصل کرنے کے کافر مؤمنین کا کچھ نہ بگاڑ سکے، ان کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ میدان چھوڑ کر چلے گئے، مؤمنین نے ان کا تعاقب کیا اور فضل و نعمت کی دولت سے مالا مال ہو کر لوٹے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ (حکم کی تعمیل میں مسلمین نے کفار پر حملہ کیا) پھر وہ اللہ

سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ○

(آل عمران - ۱۷۴)

کی نعمت اور فضل سے مالا مال ہو کر واپس لوٹے، انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا، وہ اللہ کی رضاء کی پیروی کرتے رہے (لہذا ان پر اللہ کا بڑا فضل ہوا) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

کفار مکہ کا زور ٹوٹ گیا اور پھر وہ اکیلے مؤمنین کے مقابلہ کے لئے کبھی میدان جنگ میں نہیں کودے۔

عمل

اے ایمان والو، مصائب اور عارضی نقصانات سے نہ گھبرائیے، بزدلی نہ دکھلائیے، مصائب اور عارضی نقصانات تو دراصل آزمائش کیلئے ہوتے ہیں یہ آپ کے ایمان کو خالص بناتے ہیں۔

اے ایمان والو، آپ ہمیشہ کافروں پر غالب رہیں گے مگر شرط یہی ہے کہ آپ اپنے ایمان کو خالص بنالیں اور ایمان کو خالص اسی صورت میں بنایا جا سکتا ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ کے امتحانات میں استقامت کے ساتھ کامیابی حاصل کریں، ثابت قدمی کے ساتھ تمام مصائب کو برداشت کریں، عارضی نقصان کی پرواہ کئے بغیر منزل مقصود کی طرف مسلسل بڑھتے رہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اللہ تعالےٰ آپ کے دشمنوں کو آپ کے ذریعہ ہلاک و برباد کر دے گا اور آپ کو سرخروئی عطا فرمائیگا۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا
يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ
يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ
تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ
فَقَدْ رَأَيْتُمُوْهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے یہ معلوم نہیں کیا کہ تم میں سے کون جہاد کرنے والے ہیں اور کون ثابت قدم رہنے والے ﴿۱۴۲﴾ (اے ایمان والو) موت کے آنے سے پہلے تم (شہادت کی) موت کی تمنا کیا کرتے تھے تو اب تم نے اسے دیکھ لیا اور (یہ سب کچھ) تمہاری نظروں کے سامنے ہوا ﴿۱۴۳﴾

معانی و مصادر (تَمَنَّوْنَ) تَمَنّٰی، یَتَمَنّٰی، تَمَنِّیٌ (باب تفعل) تمنا کرنا۔ ارادہ کرنا۔
(تَلْقَوْا) لَقِیَ، یَلْقٰی، لِقَاءٌ (س) ملاقات کرنا۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ مومنین کی آزمائش کی گئی، ان کو مصائب سے دوچار کیا گیا، ان کو امتحان کی بھٹی میں تپا کر ان کے ضعف ایمانی کو دور کیا گیا، ان کے ایمان کو کھرا اور شک و شبہ کے شائبہ سے پاک کیا گیا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ مصائب اور آزمائش کے فلسفہ کو واضح فرماتا ہے اور مؤمنین کی اس غلط فہمی کو کہ تکلیف اٹھائے اور قربانی دئے بغیر جنت مل جائے گی دور فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
(اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ)
اے ایمان والو، کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ (ابھی تو اللہ تعالیٰ نے

تمہاری آزمائش ہی نہیں کی) ابھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ معلوم ہی نہیں کیا کہ تم میں سے کون ہے جو (اللہ تعالےٰ کے راستہ میں) جہاد کرتا ہے اور کون ہے جو (ہر قسم کی تکلیف و آزمائش میں) صبر (و استقامت) کا دامن نہیں چھوڑتا (کون ہے جو مصائب و آلام میں ثابت قدم رہتا ہے اور کون ہے جو ڈگمگا جاتا ہے اور کفر کی طرف واپس لوٹ جاتا ہے)۔

جنگ احد میں جو تکلیف مؤمنین کو پہنچی اس کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کے عمل سے یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کون صابر و ثابت قدم رہتا ہے اور کون ڈگمگا جاتا ہے۔

آیت کا منشاء یہ ہے کہ جنت میں جانے کے لئے کچھ قربانیاں دینی پڑتی ہیں، امتحان و آزمائش سے گذرنا اور اس میں پورا اترنا پڑتا ہے۔ بغیر قربانی دئے جنت کا حصول خوش فہمی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○

(البقرۃ - ۲۱۴)

(اے ایمان والو) کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان پر پیش آنے والی مصیبتوں جیسی مصیبتیں تمہیں ابھی پیش نہیں آئیں، ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ خوب جھنجوڑے گئے یہاں تک کہ رسول اور ایمان والے جو ان کے ساتھ تھے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی، (اللہ تعالےٰ نے فرمایا) خبردار ہو جاؤ اللہ کی مدد عنقریب آنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ○

(محمد - ۳۱)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو (ان کے عمل سے) نہ جان لیں اور تمہارے حالات کی جانچ نہ کر لیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○

(العنکبوت - ۱و۲)

الٓمّٓ۔ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیا جائیگا کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ایمان اور آزمائش لازم و ملزوم ہیں، جو ایمان لائے گا اس کی آزمائش بھی ہو گی اور اسے قربانی بھی دینی پڑے گی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور کسی قدر خوف اور بھوک سے اور کسی قدر مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے اور (اے رسول) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں یعنی ان لوگوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر انکے رب کی طرف سے فضل و رحمت (کی بارش ہوتی) ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

(آل عمران ۔ ۱۸۶)

(اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں (کے نقصان) سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقوٰے اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا لم یقاتل اول النہار اخر القتال جزء ۴ ص ۶۲)

خبردار ہو جاؤ، بے شک جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب حجبت النار بالشہوات جزء ۸ ص ۱۲۷ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب اول جزء ۲ ص ۵۲۹)

دوزخ شہوات سے ڈھانک دی گئی ہے اور جنت ناگوار باتوں سے ڈھانک دی گئی ہے۔

ان آیات و احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت کو حاصل کرنے کے لئے آزمائش، قربانی اور ناگوار باتوں

سے گذرنا پڑیگا اوران سب کو صبر واستقامت اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنا پڑیگا۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ) تم خود بھی تو میدان جنگ میں مرنے کی خواہش کرتے تھے، تمہاری بھی تو جنگ سے پہلے یہ تمنا تھی کہ شہادت کی موت مرو، تو اب اس نقصانِ جان پر رنج وافسوس کس لئے ہے، جو تمہاری تمنا تھی وہ بر آئی۔ تم میں سے بعض لوگ مرتبہ شہادت کو پہنچے اور تمہاری آنکھوں کے سامنے انہوں نے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جان قربان کردی (تمہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے)۔

عمل

اے لوگو، ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کسی وقت بھی ہوسکتی ہے۔ اگر آپ آزمائش میں مبتلا ہوجائیں تو اسے صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کیجئے اور اس میں کامیابی کے لئے اللہ تعالےٰ سے توفیق طلب کیجئے۔ جنت کے حصول کے لئے جدوجہد کیجئے اور ہر قسم کے مصائب وآلام میں صابر وثابت قدم رہیئے۔

اے لوگو، صحابۂ کرام شہادت کی تمنا کرتے تھے، آپ بھی شہادت کی تمنا کیجئے، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جان دینے کو اپنی خوش قسمتی سمجھیئے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ
اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ
يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ
شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

ترجمہ اور محمد تو بس (اللہ کے) رسول ہیں (الٰہ نہیں ہیں کہ ہمیشہ زندہ رہیں) ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں (بتاؤ کیا اب وہ سب موجود ہیں، یقیناً سب جا چکے ہیں) تو اگر ان کو بھی موت آجائے یا یہ قتل کر دئے جائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹ جاؤ گے اور جو شخص اُلٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹ جائے تو وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اللہ شکر گذار (بندوں) کو عنقریب اچھا بدلہ دیگا ﴿۱۴۴﴾

معانی ومصادر (یَجْزِی) جَزٰی، یَجْزِیْ، جَزَاءٌ (ض) بدلہ دینا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا۔ قرآن مجید میں چار مقامات پر محمد نام آیا ہے ان میں سے ایک مقام یہی ہے۔ باقی تین مقامات درج ذیل ہیں :۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمًا ○
(الاحزاب ۔ ۴۰)

(اے ایمان والو) محمد تم مردوں میں سے کسی (مرد) کے باپ نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے اور اللہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ○

(محمد - ۲)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اس (کتاب) پر ایمان لائے جو محمد پر نازل ہوئی ہے اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے (اللہ) ان کے گناہوں کو دور کر دے گا اور ان کی حالت کی اصلاح فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔

(الفتح - ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں (انہی کے ذریعہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنا ہمارے مدنظر ہے) اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اسْمِيْ مُحَمَّدٌ اَلَّذِيْ سَمَّانِيْ بِهٖ اَهْلِيْ۔

(صحیح مسلم کتاب الحیض باب بیان صفۃ منی الرجل جزء اول ص ۱۴۲)

میرا نام محمد ہے جو میرے گھر والوں نے رکھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يَمْحُوا اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ (صحیح بخاری بدء الخلق باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۴ ص ۲۲۵ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص ۲۳۶)

میرے پانچ نام ہیں : میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، اللہ میرے ذریعہ کفر کو مٹا دے گا، میں حاشر ہوں، لوگ میرے قدم پر (یعنی میرے پیچھے) جمع کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں (یعنی سب نبیوں کے بعد آنے والا)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ) محمد بس رسول ہی تو ہیں (رسول ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان میں الوہیت کے صفات پیدا ہو جائیں، وہ لافانی ہو جائیں، انہیں موت نہ آئے) (قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ) ان سے پہلے بھی رسول (آچکے ہیں وہ سب انسان تھے اور وہ سب (دنیا سے) رخصت ہو چکے ہیں (اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ) اگر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو جائیں یعنی اپنی طبعی موت سے) وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا (اے ایمان

والو، تم ایمان سے پھر جاؤ گے، کیا) تم الٹے پیر پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے (ایمان کا دارومدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نہیں ہے کہ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تم ایمان دار رہو اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو جائے تو تم پھر کافر ہو جاؤ، کسی کی موت و زیست سے ایمان اور عمل بالاسلام پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ دین اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ تعالیٰ حیّ و قیّوم ہے، لہٰذا دین اسلام پر ہمیشہ کاربند رہو۔ ایمان اور توحید پر مضبوطی سے قائم رہو) (وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا) اور جو شخص الٹے پیر کفر کی طرف لوٹ جائے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے ہی اسلام کو چھوڑ بیٹھے) تو وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا (اسلام کو چھوڑ دینے سے اس کا اپنا نقصان ہوگا، وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے گا۔ اور جو شخص اسلام پر قائم رہے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریگا) (وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ) تو اللہ تعالیٰ ایسے شکر گذار بندوں کو ضرور اچھا بدلہ دیگا۔

جنگ اُحد میں متعدد ایمان والے قتل ہو گئے۔ اس جانی نقصان سے بعض ایمان والوں میں ایک قسم کی آزردگی پیدا ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے ان کی آزردگی دور کرنے کے لئے متعدد آیات نازل فرمائیں اور ان کو تسلی و تشفی دے کر ان کی ہمت افزائی فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایمان والوں کے لئے سب سے بڑی مصیبت اور ایک بہت بڑی آزمائش ہو سکتی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو جائے جو تمہارے نزدیک سب سے بڑی مصیبت ہے تو تمہیں اس صورت میں بھی ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ تم میں کسی قسم کی مایوسی، آزردگی اور پست ہمتی نہیں پیدا ہونی چاہئے بلکہ تمہیں بدستور اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے مجاہدانہ سرگرمیاں جاری رکھنی چاہئیں۔ جب اتنی بڑی مصیبت اور آزمائش کے وقت بھی مایوسی اور کم ہمتی کا مظاہرہ کرنا تمہارے شایانِ شان نہیں تو پھر دوسری کم درجہ کی مصیبتوں پر آزردہ ہو کر کم ہمتی کا مظاہرہ کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ اے ایمان والو، مصائب کی پرواہ کئے بغیر اپنی جدوجہد جاری رکھو اور مایوس ہو کر نہ بیٹھ جاؤ۔

عمل

اے لوگو، مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیجئے، مایوسی کو پاس نہ آنے دیجئے، ہر آزمائش میں پورا اترنے کی کوشش کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرتے رہیئے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ
اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ
الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ
الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

ترجمہ کسی شخص کو اختیار نہیں کہ وہ (جب چاہے) بغیر اللہ کے حکم کے مر جائے، موت کا مقررہ وقت تو (اللہ کے ہاں) لکھا ہوا ہے (اسی وقت موت آئے گی) تو جو شخص دنیا میں (اپنے اعمال کا) بدلہ چاہے تو ہم اس کو (دنیا میں) بدلہ دے دیں گے اور جو شخص آخرت میں (اپنے اعمال کا) بدلہ چاہے تو ہم اس کو (آخرت میں) بدلہ دیں گے اور ہم شکر گذار بندوں کو عنقریب (اچھا) بدلہ دیں گے ﴿۱۴۵﴾

معانی و مصادر (مُؤَجَّلًا) اَجَّلَ، يُؤَجِّلُ، تَاْجِيْلٌ (باب تفعیل) وقت مقرر کرنا، مؤخر کرنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمین کی ہمت افزائی کرتے ہوئے فرمایا (وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا) کسی شخص کے اختیار میں نہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مر جائے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے، موت اسی وقت آئے گی، نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا
وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○
(المنٰفقون - ۱۱)

جب کسی شخص کی موت (کا وقت) آجاتا ہے تو پھر اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور (اے لوگو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ○
(الحجر - ۵) (المؤمنون - ۴۳)

کوئی قوم نہ اپنے وقت مقررہ سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○
(النحل - ۶۱)

جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو وہ (اس وقت سے) نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

الغرض اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جنگ وجہاد سے پہلوتہی کرنا بے سود ہے۔ جو لوگ میدان جنگ میں جاکر شہید ہو گئے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ مقررہ وقت سے پہلے اپنی موت کے باعث ہوئے نہیں، بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے وقت مقررہ ہی پر موت آئی ہے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا) جو شخص دنیا (کی زندگی) میں اپنی جدوجہد کا بدلہ چاہے تو ہم اس کو دنیا (کی زندگی) میں بدلہ دے دیں گے (وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا) اور جو شخص آخرت (کی زندگی) میں بدلہ چاہے ہم اس کو آخرت (کی زندگی) میں بدلہ دے دیں گے (اجر وثواب کا انحصار انسان کی نیت پر ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى (صحیح بخاری کتاب الوحی باب کیف کان بدء الوحی جزء اول ص۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیۃ جزء ۲ ص۱۵۸)

(تمام) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کو وہی چیز ملے گی جس کی اُس نے نیت کی (ہوگی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○
(ھود - ۱۵و۱۶)

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب وزینت کے طالب ہوتے ہیں تو ہم ان کو ان کے اعمال کا صلہ دنیا ہی میں پورا پورا دے دیتے ہیں، ان کے صلہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی (لیکن) ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں، جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے تھے سب رائیگاں گئے اور جو کچھ وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے سب باطل (وبے سود) تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ○

(الشوریٰ - ۲۰)

جو شخص آخرت کی کھیتی کا طلبگار ہو تو ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا طلبگار ہو تو ہم اس میں سے اسے (کچھ) دے دینگے لیکن آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ○

(بنیٓ اِسرآئیل - ۱۸ و ۱۹)

جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جس کو چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں اس دنیا میں دے دیتے ہیں پھر (آخرت میں تو) ہم نے اس کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے، جس میں وہ مذموم اور راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص آخرت کا طلبگار ہو اور اس کے لئے ایسی کوشش کرے جیسی کوشش کہ اس کے (حصول کے) لئے ضروری ہے اور مؤمن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی قدردانی کی جائے گی۔

موت تو اپنے وقت پر آئے گی پھر بھی جو شخص اللہ تعالےٰ کے راستہ میں لڑنے سے گریز کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ ابھی زندہ رہوں اور دنیا کے مال و متاع سے متمتع ہوں تو اگر اس کی موت نہیں آئی ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو اس کی نیت کے مطابق دنیا کے مال و متاع میں سے کچھ دے دیگا اور جو شخص اللہ تعالےٰ کے راستہ میں لڑنے کے لئے میدان جنگ میں کود جائے تو اس کے لئے آخرت کا ثواب ہے۔ اگر اس کی نیت یہ تھی کہ وہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں مارا جائے لیکن موت کا وقت نہ آنے کی وجہ سے وہ زندہ بچ گیا تو بھی اس کو اس کی نیت کے باعث شہادت کا اجر ملے گا بلکہ اگر جنگ کا موقع نہ آیا لیکن دل میں شہادت کی خواہش تھی تو اللہ تعالےٰ اس کو شہیدوں کے مرتبہ پر فائز کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ جز۲ ص۱۵۸)

جو شخص صدق (دل) سے اللہ سے شہادت طلب کرے تو اللہ اس کو شہداء کے مرتبہ پر پہنچا دے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی کیوں نہ مرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا اُعْطِيَهَا وَلَوْلَمْ تُصِبْهُ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ جزء۲ ص۱۵۸)

جو شخص صدق (دل) سے شہادت طلب کرے تو وہ اُسے مل جائے گی اگرچہ (حقیقتاً) وہ شہید نہ ہوا ہو۔

آگے فرمایا (وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ) اور ہم عنقریب شکر کرنے والوں کو ان کا اجر عطاء کریں گے۔ (جو شخص صدق دل سے جہاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے جہاد کی توفیق عطاء فرمائی اور اپنے دین کی خدمت کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو اجر عطاء فرمائے گا)۔

عمل

اے ایمان والو، موت سے نہ ڈریئے۔ موت تو اپنے وقت پر آئے گی، موت سے ڈرنا بزدلی ہے، موت سے نہ ڈرنا بہادری ہے لہٰذا موت سے نڈر ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، جہاد سے اس لئے گریز نہ کیجئے کہ کچھ دن اور زندہ رہ کر دنیوی مال و متاع سے فائدہ اٹھاؤ۔ موت و زیست آپ کے اختیار میں نہیں۔ دنیا کا فائدہ موہوم ہے، اگر مل بھی گیا تو چند روزہ، اس کے بعد آخرت میں کچھ نہیں ملے گا لہٰذا آخرت خراب نہ کیجئے۔ اگر اللہ تعالےٰ آپ سے اپنے دین کی خدمت لیتا ہے تو آپ کی خوش قسمتی اور اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اس کی کرم نوازی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ
كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا
كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا
اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا
وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ

الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾

ترجمہ اور بہت سے نبی ایسے گذرے ہیں جن کی معیّت میں بہت سے اللہ والے (اللہ کے راستہ میں، اللہ کے دشمنوں سے) لڑتے رہے، تو جب اللہ کے راستہ میں انہیں کوئی مصیبت پہنچی تو نہ انہوں نے ہمّت ہاری، نہ کمزوری کا مظاہرہ کیا اور نہ (کافروں کے سامنے) عاجزی کا اظہار کیا (بلکہ ثابت قدم رہے) اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں سے محبت کرتا ہے ﴿۱۴۶﴾ (دورانِ جنگ) ان کا قول سوائے اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ "اے ہمارے ربّ ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کام میں ہماری زیادتیوں کو معاف فرمادے، ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما" ﴿۱۴۷﴾ تو اللہ نے ان کو دنیا میں (بھی اچھا) بدلہ دیا اور آخرت میں (بھی) اچھا بدلہ دیگا۔ (انہوں نے نیکیاں کیں) اور اللہ نیکیاں کرنے والوں سے ہی محبّت کرتا ہے ﴿۱۴۸﴾

معانی ومصادر

(رِبِّيُّوْنَ) رِبِّيُّوْنَ = رِبِّيٌّ کی جمع۔ اللہ والے (رِبِّيٌّ = رَبَّانِيٌّ)

(وَهَنُوْا) وَهَنَ، يَهِنُ، وَهْنٌ (ض) کمزور ہونا۔ کمزور کرنا۔

(ضَعُفُوْا) ضَعُفَ، يَضْعُفُ، ضَعَافَةٌ وضَعَافِيَةٌ (ك) کمزور ہونا۔

(اِسْتَكَانُوْا) اِسْتَكَانَ، يَسْتَكِيْنُ، اِسْتِكَانَةٌ (باب استفعال) ذلیل ہونا، عاجزی کرنا، جھک جانا۔

تفسیر

مؤمنین کی مزید ہمت افزائی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جنگ و جدال کرنا صرف تمہارے لئے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ تم سے پہلے (وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ) کتنے ہی نبی گذر چکے ہیں جن کی معیّت میں بہت سے اللہ والے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) لڑتے رہے (فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا) پھر جو مصائب ان کو اللہ کے راستے میں پہنچے ان کی وجہ سے وہ پست ہمّت نہیں ہوئے، نہ انہوں نے (کسی قسم کی) کمزوری کا مظاہرہ کیا اور نہ کافروں کے سامنے جھکے (بلکہ ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے) (وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ) اور اللہ تعالےٰ ثابت قدم رہنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے (میدان جنگ میں ان سے بے صبری کا کوئی کلمہ صادر نہیں ہوا بلکہ) (وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ) وہ اس طرح دعا کرتے رہے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو معاف کردے، جو زیادتیاں ہم سے ہمارے کام میں ہوگئی ہیں انہیں درگذر فرما، ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما (فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ

ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ) اللہ تعالےٰ نے انہیں دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں (تو اور) بھی اچھا بدلہ دے گا (یہ ان کی نیکیوں کا صلہ تھا جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا) (وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ) اور اللہ تعالےٰ تو نیکی کرنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے (پھر کیوں نہ انہیں اچھا بدلہ دیتا)۔

ان آیات سے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ جس طرح گذشتہ امتوں کے نیک لوگ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جنگ کرتے رہے اس امت کے لوگوں کو بھی اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جنگ کرتے رہنا چاہئے جس طرح وہ انتہائی نازک موقعوں پر ہمت نہیں ہارے اور کافروں کے سامنے نہیں جھکے اس امت کے لوگوں کو بھی ان ہی کی طرح ہمت نہیں ہارنی چاہئے اور نہ کافروں کے سامنے جھکنا چاہئے اور جس طرح وہ ثابت قدم رہے اور ثابت قدمی اور گناہوں کی مغفرت کی دعاء کرتے رہے اس امت کے لوگوں کو بھی ثابت قدم رہنا چاہیئے اور ثابت قدمی اور گناہوں کی مغفرت کی دعاء کرتے رہنا چاہیئے۔ حضرت طالوت اور ان کے ساتھیوں نے کافر بادشاہ جالوت کے مقابلہ میں اسی قسم کی دعاء کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ - ۲۵۰)

پھر جب ان لوگوں کا جالوت اور اس کے لشکروں سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے اس طرح دعاء کی "اے ہمارے رب ہمیں استقامت عطاء فرما، ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کی افواج کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا لم یقاتل اول النہار اخّر القتال حتی تزول الشمس جزء ۴ ص ۶۲ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراھۃ تمنی لقاء العدو جزء ۲ ص ۷۲)

اے لوگو، دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی تمنّا نہ کیا کرو، اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کیا کرو اور جب مڈبھیڑ ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہا کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایوں کے نیچے ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اہل اللہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے راستے میں لڑتے رہے آپ بھی اللہ تعالیٰ کے راستے

میں لڑتے رہیئے۔

اے ایمان والو، جس طرح گذشتہ امتوں کے اہل اللہ نے ہمت نہیں ہاری آپ بھی ہمت نہ ہاریئے۔ جس طرح وہ ثابت قدم رہے آپ بھی ثابت قدم رہیئے۔ جس طرح وہ کافروں کے سامنے نہیں جھکے آپ بھی نہ جھکیئے اور جس طرح وہ ثابت قدمی اور گناہوں کی مغفرت کی دعاء کرتے رہے اسی طرح میدان جنگ میں آپ بھی دعاء کرتے رہیئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى
اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾
بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾
سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا
الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ
يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَمَاْوٰىهُمُ
النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اگر تم نے کافروں کی اطاعت کی تو یہ تم کو الٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹا دینگے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے ﴿۱۴۹﴾ (یہ تمہارے مددگار نہیں ہیں، یہ تمہیں دھوکا دیتے ہیں) تمہارا مددگار تو اللہ ہے اور وہی سب سے اچھا مددگار ہے ﴿۱۵۰﴾ (اے ایمان والو) ہم ان کافروں

کے دلوں میں (تمہارا) رعب ڈال دینگے اس وجہ سے کہ یہ اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں جس کی اللہ تعالے نے کوئی دلیل نازل نہیں کی، ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا ٹھکانہ (یقیناً) بُرا (ٹھکانہ) ہے (۱۵۱)

معانی ومصادر (رُعْبًا) رَعَبَ، یَرْعَبُ، رُعْبٌ (ف) ڈرنا، ڈرانا۔
(سُلْطَانًا) سَلِطَ، یَسْلَطُ، سَلَاطَةٌ وسُلُوْطَةٌ (س) سخت ہونا۔
(سُلْطَانٌ = دلیل، غلبہ، قدرت، بادشاہ)
(مَاْوٰی) اَوٰی، یَاْوِیْ، اُوِیٌّ (ض) پناہ لینا (مَاْوٰی = جائے پناہ)
(مَثْوٰی) ثَوٰی، یَثْوِیْ، ثَوَاءٌ وثُوِیٌّ (ض) ٹھہرنا، رہنا، (مَثْوٰی = منزل، ٹھکانہ، ج مَثَاوٍ)۔

تفسیر اللہ تعالے نے فرمایا (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِكُمْ) اے ایمان والو، (کافروں کا کہنا ہرگز نہ ماننا) اگر تم نے کافروں کا کہنا مان لیا تو یہ تم کو پھر الٹے پاؤں کفر کی طرف لوٹا دیں گے (فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ) پھر تم (بڑے) نقصان میں پڑ جاؤ گے (ایمان لانے کے بعد کفر کرنے سے اور کونسا نقصان بڑا ہو سکتا ہے، لہٰذا کفر سے بچو، اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑے رہو) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ ○ وَكَیْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَفِیْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○

(آل عمران ۔ ۱۰۰ و ۱۰۱)

اے ایمان والو، اگر تم اہل کتاب کی کسی (ایسی) جماعت کا کہنا مان لو (جس جماعت کے لوگ اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں) تو یہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں گے اور (اے ایمان والو،) تم کیسے کفر کر سکتے ہو جب کہ اللہ کی آیات تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جا رہی ہیں اور تم میں اللہ کا رسول موجود ہے (تمہیں چاہیئے کہ اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو) اس لئے کہ جس شخص نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے سیدھے راستے کی طرف ہدایت پائی۔

کفر اختیار کرنے کے بعد جو نقصان ہوگا اس کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۲۱۷)

اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے منحرف ہو جائے، پھر وہ کفر کی حالت میں مر جائے تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں جگہ ضائع کر دئے جائیں گے (وہ ان اعمال سے کہیں بھی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے) یہ لوگ دوزخی ہیں (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

(النحل - ۱۰۶)

جو شخص (کفر کرنے پر) مجبور کیا جائے لیکن دل اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن ہو (تو وہ قابل معافی ہے) لیکن جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ تعالےٰ کے ساتھ کفر کرے اور شرح صدر کے ساتھ کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا اور انکو بڑا (زبردست) عذاب ہوگا۔

آگے فرمایا (بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ) اے ایمان والو، (کافروں کے دھوکے میں نہ آنا، یہ تمہارے مددگار نہیں ہیں) تمہارا مددگار تو اللہ تعالیٰ ہے (وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ) اور وہ بہترین مددگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ○

(النسآء - ۴۵)

(اے ایمان والو) اللہ تمہارے دشمنوں سے خوب واقف ہے (وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) تمہارے لئے کارساز ہونے کے لئے اللہ کافی ہے اور مددگار ہونے کے لئے بھی اللہ ہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

(اٰل عمران - ۱۶۰)

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر اللہ تمہیں چھوڑ دے، (تمہاری مدد و نصرت نہ کرے) تو پھر اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے۔ (اللہ کی مدد نہ ہو تو پھر تمام مادّی سازو سامان بیکار ہیں لہذا) مؤمنین کو تو بس اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

پھر مؤمنین کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا) میں کافروں کے دلوں میں (تمہارا) رعب ڈال دونگا محض اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری (یہ لوگ دنیا میں مرعوب ہو کر شکست کھائیں گے اور ذلیل و خوار ہوں گے) (وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ) اور آخرت میں (تو) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا ٹھکانہ برا (ٹھکانہ) ہے۔

شرک بہت بڑا ظلم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○

(لقمٰن - ۱۳)

بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر میں مشرکوں کے لئے ظالمین کا لفظ استعمال فرمایا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ایک وعدہ ہے کہ وہ مشرکین کو ہمیشہ مؤمنین سے خائف رکھے گا لیکن جب مؤمن بھی برائے نام مؤمن رہ جائیں گے، توحید کا دامن چھوڑ دیں گے تو پھر یہ وعدہ باقی نہیں رہے گا۔ یہ وعدہ توحید کے ساتھ وابستہ ہے، جب توحید گئی تو وعدہ بھی گیا، دونوں طرف شرک ہوگا لہٰذا اللہ تعالیٰ کی معیت کسی کو حاصل نہیں ہوگی۔

عمل

اے ایمان والو، توحید پر مضبوطی سے قائم رہیئے تاکہ مشرکین پر آپ کا رعب باقی رہے۔ کافروں کا کہنا نہ مانیئے وہ آپ کے مددگار نہیں ہو سکتے، آپ کا مددگار تو اللہ تعالیٰ ہے، اسی سے مدد طلب کیجئے، اسی پر بھروسہ رکھیئے، وہ آپ کے لئے کافی ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ
تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ
وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ
مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ
مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ
عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ
وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

ترجمہ اللہ تعالےٰ نے تو اپنا (فتح و نصرت کا) وعدہ پورا کر دیا جبکہ (اے ایمان والو) تم اللہ کے حکم سے کافروں کو دھڑا دھڑ قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ خاطر خواہ فتح حاصل ہو جانے کے بعد تم نے ہمت ہار دی، حکم (رسول) میں اختلاف کیا اور اس کی نافرمانی کر بیٹھے (نتیجہ یہ ہوا کہ تمہیں

نقصان سے دوچار ہونا پڑا) تم میں سے بعض دنیا کے طلبگار ہیں اور بعض آخرت کے طلبگار ہیں (جب تم دنیا طلبی میں مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے) تو اللہ نے (کافروں سے) تمہارا رُخ پھیر دیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے (کہ تم میں سے کون مصیبت میں ثابت قدم رہتا ہے اور کون پھسل جاتا ہے) بہرحال (اے مؤمنین) اللہ نے تمہارے اس قصور کو معاف کر دیا کیونکہ اللہ مؤمنین پر بڑا فضل کرنے والا ہے (۱۵۲)

معانی ومصادر

(تَحُسُّوْنَهُمْ) حَسَّ، یَحُسُّ، حَسٌّ (ن) جلانا، قتل کرنا اور استیصال کرنا۔
(فَشِلْتُمْ) فَشِلَ، یَفْشَلُ، فَشَلٌ (س) بزدلی دکھانا۔
(فَضْل) فَضُلَ، یَفْضُلُ، فَضْلٌ (ك) بافضیلت ہونا۔

تفسیر

جنگ شروع ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی امداد کا وعدہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ○ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ○

(اٰل عمران ۔ ۱۲۴ و ۱۲۵)

(اے رسول، وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب آپ (جنگ سے پہلے) مؤمنین سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے نازل کر کے تمہاری مدد فرمائے یہی نہیں بلکہ اگر تم نے استقامت دکھائی اور (اللہ سے) ڈرتے رہے اور کافروں نے جوش و نرد ش کے ساتھ تم پر حملہ کیا تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان لگے ہوئے فرشتوں کو بھیج کر تمہاری مدد کریگا۔

مؤمنین کو اس جنگ میں کافی نقصان پہنچا لہذا ان میں سے کمزور ایمان والوں کو غلط فہمی ہو سکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ) اللہ تعالیٰ نے تو جو وعدہ تم سے کیا تھا اُسے پورا کر دیا (اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ) جبکہ تم کافروں کی گردنیں اڑا رہے تھے (تو یہ کس کے حکم سے ہو رہا تھا، سنو یہ سب کچھ) اللہ (تعالیٰ) کے حکم سے (ہو رہا تھا، یہ اللہ تعالیٰ کی امداد نہیں تھی تو اور کیا تھا، اسی نے تم کو کافروں پر غلبہ دیا تھا کہ تم دھڑا دھڑ ان کو قتل کر رہے تھے) (حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ) یہاں تک کہ جب تم ہی نے کمزوری کا مظاہرہ کیا، حکم رسول کی تعمیل میں اختلاف کیا اور خاطر خواہ فتح و کامرانی دیکھ لینے کے بعد تم نے امر رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے پانسہ پلٹ دیا۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں:۔

اَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا مِّنَ الرُّمَّاةِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ لَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ) اُحد کے دن تیر اندازوں کا ایک دستہ ایک جگہ متعین فرمایا۔

تَبْرَحُوْا ، اِنْ رَأَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوْا وَاِنْ رَأَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُعِيْنُوْنَا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲ منہ) وفی روایۃ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ اُحُدٍ وَكَانُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ اِنْ رَأَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ وَاِنْ رَأَيْتُمُوْنَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَاَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوْا حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع جزء ۴ ص۷۹)

یہ دستہ پچاس آدمیوں پر مشتمل تھا۔ آپ نے اس دستہ پر عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کیا۔ پھر آپ نے ان لوگوں سے فرمایا: "جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں تم یہاں سے نہ ہٹنا اگرچہ تم یہ دیکھو کہ ہم ان پر غالب آ گئے ہیں اور ہم نے ان کو پامال کر دیا ہے اور اگر تم یہ دیکھو کہ وہ ہم پر غالب آ گئے ہیں اور پرندے ہمارے جسموں کو نوچ نوچ کر لے جا رہے ہیں پھر بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا اور ہماری مدد کے لئے نہ آنا جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صاف اور صریح حکم کے باوجود اس پیدل دستہ کے بعض لوگوں سے اس حکم کی خلاف ورزی ہو گئی۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

فَهَزَمُوْهُمْ قَالَ فَاَنَا وَاللّٰهِ رَاَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَاَسْوَاقُهُنَّ رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ فَقَالَ اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيْمَةَ اَيْ قَوْمِ الْغَنِيْمَةَ ظَهَرَ اَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْظُرُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جُبَيْرٍ اَنَسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَاللّٰهِ لَنَاْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيْبَنَّ مِنَ الْغَنِيْمَةِ، (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مایکرہ من التنازع جزء ۴ ص۷۸ وفی روایۃ فَلَمَّا لَقِيْنَاهُمْ هَزَمْنَاهُمْ حَتّٰى رَاَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُوْقِهِنَّ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ فَاَخَذُوْا يَقُوْلُوْنَ : اَلْغَنِيْمَةَ اَلْغَنِيْمَةَ فَقَالَ عَهِدَ اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَبْرَحُوْا فَاَبَوْا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۱)

کفار شکست کھا کر بھاگے، میں نے دیکھا کہ ان کی عورتیں پنڈلیوں پر سے دامن اٹھائے ہوئے تیزی سے پہاڑ کی طرف بھاگ رہی تھیں اور پنڈلیاں کھل جانے کی وجہ سے ان کی پازیبیں نظر آ رہی تھیں۔ عبداللہ بن جبیر کے دستہ کے لوگوں نے (جب یہ حالت دیکھی تو) کہنا شروع کیا: "مال غنیمت"، ہمارے اصحاب جیت گئے، اب تمہیں کس بات کا انتظار ہے (یہ کہہ کر وہ مال غنیمت لوٹنے کے لئے جانے لگے) عبداللہ بن جبیرؓ نے انہیں بہت سمجھایا (کہ ایسا نہ کرو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ یہاں سے نہ ہلنا، کیا تم بھول گئے کہ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا تھا۔ انہوں نے کہا ہم تو ضرور مال غنیمت لوٹیں گے۔ غرض یہ کہ انہوں نے عبداللہ بن جبیر کا کہنا نہ مانا (اور مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان تیراندازوں نے مورچہ چھوڑ دیا اور مال غنیمت کا رُخ کیا، انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا) اے ایمان والو، تم میں سے بعض دنیا کے طالب ہیں، انہوں نے دنیا کی طلب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی۔ ان کے برخلاف عبداللہ بن جبیر اور دوسرے مجاہدین نے مال غنیمت کا رخ نہیں کیا بلکہ وہ بدستور میدانِ جنگ میں ثابت قدمی کے ساتھ لڑتے رہے، انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ (وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ) اور اے ایمان والو، تم میں سے بعض آخرت کے طلبگار ہیں۔

آیت زیرِ تفسیر کے ابتدائی حصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدۂ نصرت کو پورا کر دیا تھا، ایمان والے فتحیاب ہو گئے تھے لیکن جب طالبان دنیا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی، بعض لوگوں کی اس بدنظمی سے تمام مجاہدین آزمائش میں مبتلا ہو گئے، ایمان والوں کا رُخ کافروں کی طرف سے پھر گیا، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ) پھر اللہ نے تمہارے منہ کو کافروں کی طرف سے پھیر دیا تاکہ تمہیں مصیبت میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کرے کہ کون تم میں سے مصیبت میں ثابت قدم رہتا ہے اور کون ڈگمگا جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَرَخَ اِبْلِيْسُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ اُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَاُخْرَاهُمْ فَبَصُرَ حُذَيْفَةُ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اَبِيْ اَبِيْ قَالَ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۵)

جب اُحد کا دن ہوا، مشرکین (شکست کھا کر) بھاگ گئے۔ ابلیس چلایا: اے اللہ کے بندو، پیچھے کی خبر لو، (اسے ایمان والے یہ سمجھے کہ کافروں نے پیچھے سے حملہ کر دیا لہٰذا) آگے والے پیچھے کی طرف مڑے اور اپنے ہی آدمیوں سے لڑنے لگے (آپس میں ایسے گتھم گتھا ہوئے کہ ایک دوسرے کو شناخت کرنا مشکل ہو گیا۔ اسی عالم میں انہوں نے یمان پر حملہ کر دیا) حذیفہ نے دیکھا کہ مؤمنین ان کے باپ یمان پر حملہ کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے بندو، میرے باپ، میرے باپ، لیکن کسی نے کچھ نہ سُنا اور یمان کو قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تمہیں معاف کرے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا انْصَرَفَ وُجُوْهُهُمْ فَاُصِيْبَ سَبْعُوْنَ قَتِيْلًا (صحیح بخاری کتاب المغازی

جب ان تیراندازوں نے (عبداللہ بن جبیر کا) کہنا نہ مانا تو ایمان والوں کے منہ کو (کافروں کی

طرف سے) پھیر دیا گیا (اور وہ آپس میں ہی الجھ پڑے، اس افراتفری میں) ستر ایمان والے قتل ہو گئے۔

غرض یہ کہ بعض لوگوں کی نافرمانی اور بدنظمی کا وبال سب پر پڑا، سب ہی مصیبت میں مبتلا ہو گئے اس آزمائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے قصور کو معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ) اللہ نے تمہارا قصور معاف کر دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک فضل تھا جو اس نے مؤمنین پر کیا (وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ) اور اللہ تعالیٰ مؤمنین پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، دنیا کی لالچ نہ کیجئے، آخرت کی طلب میں لگے رہیئے۔ سپہ سالار کے حکم کے مطابق اپنے اپنے مورچوں پر ڈٹے رہیئے، اپنی مرضی سے مورچوں کو نہ چھوڑیئے، سپہ سالار کے حکم کی نافرمانی کر کے اسلامی فوج میں بدنظمی نہ پھیلائیے۔ بدنظمی سے مصائب ٹوٹ پڑتے ہیں اور اچھے اور بُرے سب اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُۥنَ عَلَىٰٓ أَحَدٍ
وَٱلرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِىٓ أُخْرَىٰكُمْ
فَأَثَٰبَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا۟ عَلَىٰ
مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ أَصَٰبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ خَبِيرٌۢ
بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم
مِّنۢ بَعْدِ ٱلْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا
يَغْشَىٰ طَآئِفَةً مِّنكُمْ ۖ وَطَآئِفَةٌ
قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ
بِٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ ظَنَّ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ

يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن
شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ
يُخْفُونَ فِي أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ
لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ
شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا قُل لَّوْ كُنتُمْ
فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ
عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ وَ
وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَ
لِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ
اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ
مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾

ترجمہ (اے ایمان والو وہ وقت یاد کرو) جب تم (پہاڑی پر) چڑھ رہے تھے اور (اتنے سراسیمہ تھے کہ) پیچھے مڑکر بھی نہیں دیکھتے تھے حالانکہ (اللہ کے) رسول تمہارے پیچھے کھڑے تمہیں آواز دے رہے تھے پھر اللہ نے تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ (غم سہنے کی تمہیں عادت ہوجائے پھر آئندہ) تم اپنے کسی نقصان پر نہ غم کرو اور نہ کسی مصیبت پر جو تمہیں پہنچے رنج کرو۔ (اور اچھی طرح سمجھ لو کہ) اللہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے ﴿۱۵۳﴾ پھر اللہ نے غم کے بعد اونگھ کی صورت میں تم پر تسکین نازل فرمائی، وہ اونگھ تم میں سے ایک جماعت پر چھاگئی اور ایک جماعت (اس حالت میں بھی ایسی رہی کہ اس) کو اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی، وہ اللہ کے متعلق ایام جاہلیت کے سے باطل گمان کررہے تھے۔ وہ اس طرح کہہ رہے تھے کیا اس معاملہ میں ہمیں بھی کچھ اختیار ہے؟ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے تمام معاملات اللہ ہی کے اختیار میں ہیں، (اور اے رسول) وہ اپنے دلوں میں بہت سی باتیں مخفی رکھتے تھے، آپ پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ وہ اس طرح بھی کہہ رہے تھے! کاش اس معاملہ میں ہمیں ذرا سا بھی اختیار ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا ہوتا وہ (کسی نہ کسی بہانے سے) اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل ہی آتے، (اور اے ایمان والو، ان مصائب کی غرض یہ تھی کہ اللہ تمہارے دلوں میں جو کچھ تھا اس کی آزمائش کرے اور پھر دلوں میں جو (ایمان اور خیالات) ہیں ان کی

تخلیص کرے، اللہ (کو تو تمہارے دلوں کا حال معلوم تھا کیونکہ وہ) دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے (۱۵۴) (اے ایمان والو) جس دن (تمہاری اور کافروں کی) جماعتوں کا مقابلہ ہوا، اس دن تم میں سے جن لوگوں نے پیٹھ پھیری تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے بعض اعمال کے سبب سے شیطان نے انہیں پھسلا دیا، بہرحال اللہ نے ان کے قصور کو معاف کر دیا بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا (اور) بردبار ہے (۱۵۵)

معانی ومصادر

(غَمٌّ) غَمَّ، یَغُمُّ، غَمٌّ (ن) غمگین کرنا، ڈھانکنا۔
(تَلْوُوْنَ) لَوٰی، یَلْوِیْ، لَیٌّ وَلَوًی ولُوِیٌّ (ض) منہ موڑنا، حق کا انکار کرنا، پیچیدہ کرنا۔
(اَمَنَةً) اَمِنَ، یَاْمَنُ، اَمْنٌ واَمَنٌ واَمَنَةٌ واَمَانٌ (س) مطمئن ہونا۔
(نُعَاسًا) نَعَسَ، یَنْعُسُ، نَعْسٌ (ف.ن) اونگھنا، غفلت طاری ہونا (نُعَاس = اونگھ)
(یَغْشٰی) غَشِیَ، یَغْشٰی، غَشْیٌ وغَشَاوَةٌ (س) ڈھانکنا۔
(اَهَمَّتْ) اَهَمَّ، یُهِمُّ، اِهْمَامٌ (باب افعال) قلق پہنچانا، فکر میں ڈالنا۔
(مَضَاجِع) ضَجَعَ، یَضْجَعُ، ضَجْعٌ وضُجُوْعٌ (ف) لیٹنا۔ (مَضْجَعٌ = لیٹنے کی جگہ)
(اَلْتَقٰی) اِلْتَقٰی، یَلْتَقِیْ، اِلْتِقَاءٌ (باب افتعال) ملاقات کرنا۔
(اِسْتَزَلَّ) اِسْتَزَلَّ، یَسْتَزِلُّ، اِسْتِزْلَالٌ (باب استفعال) پھسلانا۔
اَثَابَ، یُثِیْبُ، اِثَابَةٌ (باب افعال) جزا دینا۔

تفسیر

اوپر کی آیت میں جس افراتفری کی طرف اشارہ تھا اس آیت میں اس کی کچھ تفصیل ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وہ وقت یاد کرو (اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوُوْنَ عَلٰٓی اَحَدٍ) جب تم (پہاڑی پر) چڑھ رہے تھے اور (اتنے سراسیمہ تھے کہ) کسی کو پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے (وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ فِیْٓ اُخْرٰىكُمْ) حالانکہ رسول تمہارے پیچھے کھڑے تمہیں آواز دے رہے تھے (لیکن تم نے ان کی آواز کی طرف بھی دھیان نہیں دیا اور بھاگتے رہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا۔

(اٰل عمران ۔ ۱۵۵)

(اے ایمان والو) جس دن (تمہاری اور کافروں کی) جماعتوں کا مقابلہ ہوا، اس دن تم میں جن لوگوں نے پیٹھ پھیری تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے بعض اعمال کے سبب شیطان نے انہیں پھسلا دیا۔

حضرت براء فرماتے ہیں:۔

جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرُّمَاةَ یَوْمَ اُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ جُبَیْرٍ وَاَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِیْنَ فَذَاكَ اِذْ یَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِیْ اُخْرٰىهُمْ (صحیح بخاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیدل دستہ پر عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کیا، یہ لوگ (میدان چھوڑ کر) بھاگے، یہی وہ وقت تھا جب رسول

کتاب المغازی باب اذ تصعدون ولا تلوٗن علی احد جزء ۵ صـ۱۲۶)

(صلی اللہ علیہ وسلم) پیچھے کھڑے ان کو آواز دے رہے تھے۔

آگے فرمایا (فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ) پھر اللہ تعالےٰ نے تم کو غم پر غم پہنچایا: (تم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور تمہاری بہت سخت آزمائش کی گئی) (لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ) تاکہ (آئندہ) کیسا ہی نقصان کیوں نہ ہو اور کیسی ہی مصیبت کیوں نہ آئے تم غمگین نہ ہو، (مصیبت سننے کی عادت ہو جائے اور پھر کبھی تمہارے قدم نہ ڈگمگائیں) (وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) اور اللہ تعالےٰ جو کچھ تم کر رہے تھے اس سے پوری طرح باخبر تھا (تم میں سے بعض لوگوں کی نافرمانی، مورچہ کا چھوڑ دینا، مال غنیمت پر ٹوٹ پڑنا اور پھر بھاگ کھڑے ہونا یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے علم میں تھا، اللہ تعالیٰ کو یہ بھی علم تھا کہ تم کتنی بڑی مصیبت سے دوچار ہو، اسے تمہاری پریشانی کا بھی علم تھا) (ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً) پھر اللہ تعالےٰ نے اس غم واندوہ کے بعد تم پر امن نازل فرمایا (نُعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ) یعنی ایک اونگھ تم پر نازل کر دی جس نے تم میں سے ایک جماعت کو ڈھانک لیا (اس اونگھ میں تم اپنا درد و کرب، دہشت اور گھبراہٹ، رنج وغم اور نقصان بھول گئے اور اطمینان و استقامت ہمت و جرأت کی سی ایک کیفیت پیدا ہو گئی، اس کیفیت سے تم پھر تر و تازہ ہو گئے)۔

حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں:۔

غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِيْ مَصَافِّنَا يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ فَجَعَلَ سَيْفِيْ يَسْقُطُ مِنْ يَدِيْ وَاٰخُذُهٗ وَيَسْقُطُ وَاٰخُذُهٗ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ اٰل عمران باب امنۃ نعاسا جزء ۶ صـ۴۸)

ہمیں اونگھ نے ڈھانک لیا اور ہم (اس وقت) اُحد کے دن اپنی صف میں (کھڑے ہوئے) تھے، میری تلوار میرے ہاتھ سے گر جاتی تھی، میں اُسے اٹھا لیتا تھا، وہ (پھر) گر جاتی تھی، میں (پھر) اسے اٹھا لیتا تھا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

لَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ اَبِيْ طَلْحَةَ اِمَّا مَرَّتَيْنِ وَاِمَّا ثَلَاثًا مِنَ النُّعَاسِ۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال جزء ۲ صـ۱۱۶)

اونگھ کی وجہ سے ابو طلحہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گر پڑی۔

حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں:۔

رَفَعْتُ رَاْسِيْ يَوْمَ اُحُدٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ وَمَا مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا يَمِيْدُ تَحْتَ حَجَفَتِهٖ مِنَ النُّعَاسِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى

میں نے احد کے دن اپنا سر بلند کیا، میں لوگوں کو دیکھنے لگا (تو کیا دیکھتا ہوں کہ) ہر شخص اونگھ کی وجہ سے اپنے سر کو ڈھال کے نیچے جھکائے ہوئے

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُعَاسًا (رواہ الترمذی فی ابواب التفسیر من سورۃ آل عمران جلد ۲ ص۱۳۴ وصححہ)

ہے۔ اللہ تعالےٰ کے قول "ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُعَاسًا" میں اسی طرف اشارہ ہے۔

حضرت زبیرؓ سے بھی اسی مضمون کی روایت ہے۔ (رواہ الترمذی فی ابواب التفسیر من سورۃ آل عمران جلد ۲ ص۱۳۴ وصححہ)

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ) اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کو اپنی جان کی فکر پڑی ہوئی تھی، وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق غلط قسم کا جاہلیت (کے گمان) جیسا گمان کر رہے تھے۔ (یہ لوگ منافقین تھے) حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں:۔

وَالطَّآئِفَةُ الْاُخْرٰى الْمُنَافِقُوْنَ لَيْسَ لَهُمْ هَمٌّ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ اَجْبَنُ قَوْمٍ وَاَرْعَبُهُ وَاَخْذَلُهُ لِلْحَقِّ (رواہ الترمذی فی ابواب التفسیر من سورۃ آل عمران جلد ۲ ص۱۳۴ وصححہ)

اور دوسرا گروہ منافقین کا تھا انہیں اپنی جانوں کے علاوہ اور کوئی فکر نہیں تھا، وہ قوم میں سب سے زیادہ بزدل سب سے زیادہ مرعوب اور سب سے زیادہ حق کی حمایت سے گریز کرنیوالے تھے۔

(يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ) وہ (چپکے چپکے) کہہ رہے تھے کیا اس معاملہ میں ہمارا بھی کچھ اختیار ہے (قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے تمام باتوں کا اختیار صرف اللہ تعالےٰ کو ہے (يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ) اے رسول، ان کے دلوں میں ایسے ایسے خیالات آرہے تھے جن کو یہ آپ کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتے تھے (يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا) کہہ رہے تھے اگر ہمارے اختیار میں ہوتا تو ہم (یعنی ہمارے ساتھی) یہاں (اس طرح) قتل نہ ہوتے۔ (اگر ہمارے اختیار میں ہوتا تو ہم جنگ میں شریک ہی نہ ہوتے، گھر میں بیٹھے رہتے اور اپنی جانوں کو بچا لیتے) (قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم گھروں میں بھی ہوتے تب بھی جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا تھا وہ ضرور اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے (موت کہیں پیچھا نہیں چھوڑتی، وہ مقررہ جگہ اور مقررہ وقت پر آ کر رہتی ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(الجمعۃ - ۸)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ ضرور (ایک دن) تم سے ملاقات کرے گی، پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے وہ (سب)

تمہیں بتائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ۔

(النسآء - ۷۸)

(اے لوگو) تم کہیں بھی ہو موت تم کو آکر رہے گی خواہ تم (بڑے بڑے) اونچے برجوں ہی میں کیوں نہ (محفوظ) ہو۔

آگے فرمایا (وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰہُ مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ) اور (اے ایمان والو، احد کے میدان میں جو مصیبت تم پر آئی تو اس کی غرض وغایت) یہ (تھی) کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی باتوں کی آزمائش کرے (تمہارے ایمان کی جانچ کرے) اور تمہارے دلوں میں جو (ایمان کی کمزوری اور کھوٹ) ہے اسے (تمہارے دلوں سے نکال کر تمہارے ایمان کو) خالص کر دے، (اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کا حال خوب معلوم ہے) (وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ) کیونکہ اللہ تعالےٰ دلوں کی باتوں کا جاننے والا ہے۔

الغرض جنگ اُحد میں مؤمنین کو آزمائش میں مبتلا کیا گیا تو اس کے کئی مقاصد تھے مثلاً :۔

۱۔ مؤمنین اور منافقین میں امتیاز کرنا،

۲۔ کمزور ایمان والوں کے دلوں سے کھوٹ نکال کر ان کے ایمان کو خالص کرنا،

۳۔ یہ سبق دینا کہ سپہ سالار کی نافرمانی، بدنظمی اور دنیا طلبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت پورا نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت غیر مشروط نہیں ہے کہ ہر حال میں پورا ہو کر رہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدۂ نصرت کے پورا ہونے کے لئے مؤمنین کے کردار اور عمل کو بڑا دخل ہے۔ اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات میں بیان فرمایا ہے :۔

وَلَا تَہِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○

(اٰل عمرٰن - ۱۳۹)

اور (اے ایمان والو، کافروں سے مقابلہ کرتے وقت) کمزوری نہ دکھانا اور نہ غمگین ہونا، اگر تم مؤمنین ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ○

(البقرۃ - ۱۹۴)

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور (اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ اللہ متقیوں (یعنی ڈرنے والوں) کے ساتھ ہے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کے اس عمل کی نشاندہی فرمائی جس کی وجہ سے مصیبت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا) جس دن مؤمنین اور کافروں کی فوجوں کا مقابلہ ہوا تو اس دن جن لوگوں نے پیٹھ موڑی تو اس کا سبب ان کا اپنا عمل

تھا جس کی وجہ سے شیطان نے ان کو پھسلا دیا۔ (اگر وہ اللہ تعالٰے کے رسول کی نافرمانی نہ کرتے اور دنیا کی طرف راغب نہ ہوتے تو شیطان کبھی ان کو نہ پھسلا سکتا تھا) (وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ) بہرحال اللہ تعالیٰ نے (اس آزمائش کے بعد) ان کو معاف کر دیا (اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ) بے شک اللہ تعالٰے بہت معاف کرنے والا اور بڑا بردبار ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالٰے سے نیک گمان رکھیئے، اپنی تدابیر پر بھروسہ نہ کیجئے، تمام کاموں کا اختیار صرف اللہ تعالٰے کو ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اے ایمان والو، موت کے ڈر سے اللہ تعالٰے کے راستہ میں جنگ کرنے سے پہلوتہی نہ کیجئے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ اس وقت آکر رہے گی خواہ آپ اُس سے بچنے کی کتنی ہی کوشش کریں۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کیجئے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى
الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا
مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ
حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ
قُتِلْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ
مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾
وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

ترجمہ اے ایمان والو، تم ان لوگوں کی مثل نہ ہو جانا جنہوں نے کفر کیا اور جب ان کے (مسلم) بھائی (اللہ کے راستہ میں) زمین میں سفر کے لئے یا جنگ کے لئے نکلے تو ان کے متعلق کہنے لگے کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے، نہ مارے جاتے (اس موت اور قتل کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ ان کی تمنا کو ان کے دلوں میں باعث حسرت بنا دے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور اللہ ہی مارتا ہے اور (اے لوگو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اُسے دیکھ رہا ہے (وہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے) (۱۵۶) اور (اے ایمان والو) اگر تم اللہ کے راستہ میں قتل کر دئے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی مغفرت اور رحمت (جو تمہیں میسّر ہو گی) اس تمام مال و دولت سے بہتر ہے جو لوگ جمع کر رہے ہیں (۱۵۷) اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ بہر حال تم سب ضرور اللہ کے سامنے جمع کئے جاؤ گے (۱۵۸)

معانی و مصادر (غُزًّی) غَزَا، یَغْزُوْ، غَزْوٌ و غَزَاوَۃٌ (ن) لڑنا [غُزًّی = غُزَاۃٌ۔ غَازٍ کی جمع]

(حَسْرَۃٌ) حَسِرَ، یَحْسَرُ، حَسَرٌ و حَسْرَۃٌ (س) رنجیدہ ہونا، حسرت ہونا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ پھر مؤمنین کو اپنے راستہ میں سفر کرنے اور لڑنے کے لئے ابھارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِھِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ کَانُوْا غُزًّی لَّوْ کَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا) اے ایمان والو تم اُن کافروں کے مثل نہ ہو جانا جو اپنے ان (مسلم) بھائیوں کے متعلق جو اللہ کے راستے میں نکلے (اور مر گئے) یا جنہوں نے اللہ (تعالیٰ) کے راستے میں جنگ کی (اور شہید ہو گئے) کہا کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے، نہ قتل ہوتے (لِیَجْعَلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ حَسْرَۃً فِیْ قُلُوْبِھِمْ) (اس موت و شہادت سے اللہ تعالیٰ کی جہاں اور بھی مصلحتیں ہو سکتی ہیں ان میں ایک مصلحت یہ بھی تھی) کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کے دلوں میں ایک قسم کا رنج و افسوس پیدا کر دے، (انہیں حسرت ہو کہ ان کے بھائی کیوں نہ ان کے پاس رہے کہ زندہ سلامت رہتے اور بے وقت موت نہ آتی۔ اے ایمان والو، ان کا یہ فعل غلط ہے، موت و زیست کسی انسان کے اختیار میں نہیں)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا

(اٰل عمران ۔ ۱۴۵)

کسی شخص کے اختیار میں نہیں کہ وہ (جب چاہے) بغیر اللہ کے حکم کے مر جائے، موت کا مقررہ وقت تو (اللہ کے ہاں) لکھا ہوا ہے (اسی وقت موت آئے گی)۔

(وَاللّٰہُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ) اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی مارتا ہے۔ (اے ایمان والو، موت کے ڈر سے کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھنا جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہو) (وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ) اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو یا آئندہ کرو گے (وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ مُتُّمْ

لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ) (اے ایمان والو) اگر تم اللہ کے راستے میں قتل ہو جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ تعالےٰ کی مغفرت اور رحمت اس تمام مال و دولت سے بہتر ہے جو لوگ جمع کر رہے ہیں (لہٰذا مال و دولت کی پرواہ نہ کرو، دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مرجانے کو نعمت عظمیٰ سمجھو تاکہ اس کی بدولت تمہیں مغفرت بھی ملے اور رحمت بھی) (وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ) اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ تو (ہر حال میں) تم اللہ تعالیٰ کی طرف جمع کئے جاؤ گے، (وہاں تمہیں مغفرت و رحمت سے نوازا جائیگا اور تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا)۔

عمل

اے ایمان والو، اس طرح نہ کہا کیجئے کہ اگر ہم ایسا کرتے تو نقصان نہ اٹھاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِيْ كُلٍّ خَيْرٌ، اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزْ وَاِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّيْ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ (صحیح مسلم کتاب القدر باب فی الامر بالقوۃ جزء ۲ ص ۴۶۱)

قوی مؤمن اللہ کے نزدیک ضعیف مومن سے بہتر اور زیادہ محبوب ہے اور (ویسے) ہر ایک میں خیر ہے۔ جو چیز تمہیں نفع دے اس کی خواہش کرو اور اللہ سے مدد طلب کرو اور عاجز و درماندہ ہو کر نہ بیٹھ جاؤ اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہا کرو کہ اگر میں ایسا اور ایسا کرتا (تو یہ مصیبت مجھے نہ پہنچتی) بلکہ یہ کہا کرو (یہ سب کچھ) اللہ کی تقدیر سے تھا اور اس نے جو چاہا کیا اس لئے کہ "اگر" (کہنا) شیطانی عمل (کے لئے راستہ) کھول دیتا ہے۔

اے ایمان والو، موت کے ڈر سے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جنگ کرنے سے پہلوتہی نہ کیا کیجئے، موت اور زیست تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ موت کا جب وقت آجائیگا تو وہ ہر حالت میں آکر رہے گی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ○ (قٓ - ۱۹)

اور (اے انسان، عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ) موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ (تجھ پر) طاری ہو جائے گی (اس وقت تجھ سے کہا جائیگا یہی وہ (موت) ہے جس سے تو بھاگتا پھرتا تھا۔

اللہ تعالےٰ کے راستہ میں مرنے کو غنیمت سمجھئے اور اس کو اللہ تعالےٰ کی مغفرت اور رحمت کا سبب سمجھیے۔ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں مرنے کی تمنّا کیا کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِنْ نِّفَاقٍ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ذم من مات ولم یغز۔۔۔ جزء ۲ صـ۱۵۸)

جو شخص (اس حالت میں) مرجائے کہ اس نے نہ کبھی (اللہ تعالےٰ کے راستہ میں) جنگ کی ہو اور نہ جنگ کرنے کا خیال دل میں کبھی آیا ہو تو اس کی موت نفاق کی ایک شاخ پر ہوگی۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ
كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ
حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ
وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ (اور اے رسول) یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپ مؤمنین کے لئے بڑے نرم واقع ہوئے ہیں اور اگر آپ بد خلق سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے اِرد گرد سے بھاگ جاتے، لہٰذا (حسب عادت) آپ ان کو معاف کرتے رہیں، ان کے لئے (اللہ سے) مغفرت طلب کرتے رہیں اور (انتظامی) امور میں ان سے مشورہ لے لیا کریں، پھر جب آپ کسی کام کا عزم کرلیں تو اللہ پر بھروسہ رکھیں (اور اس کام کو کر گذریں) بے شک (اللہ پر) بھروسہ رکھنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے ﴿۱۵۹﴾

معانی ومصادر (فَبِمَا) فَبِمَا میں مَا زائدہ ہے۔
(لِنْتَ) لَانَ، يَلِيْنُ، لِيْنٌ ولَيَانٌ ولِيْنَةٌ (ض) نرم ہونا۔
(فَظًّا) فَظَّ، يَفَظُّ، فَظَظٌ و فَظَاظٌ و فَظَاظَةٌ۔ (ک) سخت اور بد خلق ہونا (فَظٌّ = بد خلق اور سخت مزاج)

(اِنْفَضُّوْا) اِنْفَضَّ، یَنْفَضُّ، اِنْفِضَاضٌ (باب انفعال) ٹوٹ جانا۔
(شَاوِرْ) شَاوَرَ، یُشَاوِرُ، مُشَاوَرَةٌ (باب مفاعلہ) باہم مشورہ کرنا۔
(عَزَمْتَ) عَزَمَ، یَعْزِمُ، عَزْمٌ و مَعْزِمٌ و عَزِیْمٌ و عَزِیْمَةٌ و عَزِیْمَةٌ و عَزَمَانٌ (ض) قصد کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ) مؤمنین پر اللہ تعالےٰ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے بڑے نرم واقع ہوئے ہیں (ان پر کسی قسم کی سختی نہیں کرتے، ان کے ساتھ تند خوئی سے پیش نہیں آتے)۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم - ۴)
(اے رسول) آپ تو یقیناً بڑے (اونچے) اخلاق پر (قائم) ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (توبۃ - ۱۲۸)
(اے لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آگئے ہیں (جن کی خیر خواہی اور شفقت کا حال یہ ہے کہ) تمہاری تکلیف ان پر (بڑی) گراں گذرتی ہے، وہ تمہاری فلاح و بہبود کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں اور مؤمنین پر تو وہ (خصوصیت کے ساتھ) بہت (ہی) مہربان اور بہت (ہی) رحم کرنے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرمی اور خوش خلقی کے احادیث میں بہت سے واقعات مروی ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاللّٰهِ مَا اَرَادَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا وَجْهَ اللّٰهِ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى لَقَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ (صحیح بخاری کتاب الادب من اخبر صاحبہ بما یقال فیہ جزء ۸ صـ۲۲)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم کیا۔ انصار میں سے ایک (منافق) شخص نے کہا: اللہ کی قسم محمد نے اس تقسیم میں اللہ کی رضا کو مدّ نظر نہیں رکھا۔ میں نے (یہ بات سنی اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو خبر دی۔ آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا: "اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے ان کو تو اس سے زیادہ تکلیف پہنچائی گئی پھر بھی انہوں نے صبر کیا"۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :۔

كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ (صحیح بخاری کتاب الادب باب التبسم والضحک جزء ۸ صـ۲۹ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء من سال بفحش وغلظۃ جزء اول صـ۳۲۱ وفی روایۃ حَتَّى انْشَقَّ الْبُرْدُ (صحیح مسلم)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ آپ ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کا حاشیہ بہت سخت تھا۔ (اثنائے راہ میں) آپ کو ایک دیہاتی ملا اس نے آپ کی چادر پکڑ کر بہت زور سے آپ کو کھینچا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر پھٹ گئی اور آپ کے کندھوں پر چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا۔ پھر اس نے کہا: اے محمد جو مال اللہ کا آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دینے کا حکم دیجئے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا، آپ مسکرائے اور اس کو کچھ مال دینے کا حکم صادر فرمایا۔

(نوٹ) خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں :۔

بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَهُ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطُونِي رِدَائِي لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَبَانًا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب والجبن جزء ۴ صـ۲۷)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین کے بعد واپس ہوئے تو اس حال میں کہ میں اور (میرے علاوہ اور بھی) بہت سے لوگ آپ کے ساتھ (چلے جا رہے) تھے کہ چند (دیہاتی) لوگوں نے آپ کو گھیر لیا یہاں تک کہ آپ کو ایک ببول کے درخت کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ اُس درخت میں آپ کی چادر الجھ گئی آپ ٹھہر گئے اور فرمایا: مجھے میری چادر دے دو، اگر میرے پاس اس جنگل کے درختوں کے برابر اونٹ ہوں تو میں وہ سب تم لوگوں میں تقسیم کر دونگا پھر تم مجھے نہ بخیل پاؤ گے، نہ جھوٹا، نہ بزدل۔

اللہ تعالےٰ نے آگے فرمایا (وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ) اے رسول، اگر آپ تند خو اور سخت مزاج ہوتے تو یہ سب آپ کے ارد گرد سے چھٹ جاتے (فَاعْفُ

عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ) لہٰذا آپ ان کو معاف کر دیجئے، ان کے لئے اللہ تعالےٰ سے معافی طلب کیجئے اور امور (سلطنت میں) ان سے مشورہ لے لیا کیجئے (فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ) اور جب آپ (کسی کام کو کرنے کا) پختہ ارادہ کرلیں تو (اُسے کر گذریئے اور) اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھیئے (اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ) بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو (اللہ تعالےٰ پر) بھروسہ رکھتے ہیں۔

معاف کر دینا ایک صفت محمودہ ہے، اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ معاف کرنے پر زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○

(الاعراف - ۱۹۹)

(اور اے رسول) عفو و درگذر (کا شیوہ) اختیار کیجئے، نیک کام کا حکم دیتے رہیئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ۔

(النور - ۲۲)

(اہل فضل کو) چاہئے کہ معاف کر دیا کریں، درگذر کیا کریں، (اے ایمان والو) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کر دے۔

متقیوں کے صفات محمودہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ

(اٰل عمران - ۱۳۴)

(متقی وہ لوگ ہیں جو) غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔

(الشوریٰ - ۴۰)

برائی کا بدلہ اُسی کے مثل برائی ہے مگر ہاں جو شخص (بدلہ نہ لے بلکہ) معاف کر دے اور (ویسے ہی باہمی تعلقات کی) اصلاح کرلے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (الشوریٰ - ۴۳)

اور جو صبر کرے اور (بدلہ نہ لے بلکہ) معاف کر دے تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ

(اور اے لوگو) جو (مال و متاع) تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا چند روزہ ساز و سامان ہے

اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ۔

(الشوریٰ - ۳۶ و ۳۷)

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (بہت) بہتر اور باقی رہنے والا ہے اور جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو (لوگوں کو) معاف کر دیتے ہیں (ان کے لئے بھی بہتر اور باقی رہنے والا اجر ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا (صحیح مسلم کتاب البر باب استحباب العفو جزء ۲ ص ۳۲۲)

معاف کرنے سے اللہ کسی بندے کے لئے کوئی چیز زیادہ نہیں کرتا مگر عزت (یعنی اللہ تعالےٰ معاف کرنے والے کی عزت بڑھا دیتا ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عفو و درگذر کی صفت بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا (صحیح بخاری کتاب الوکالۃ باب الوکالۃ فی قضاء الدیون جزء ۳ ص ۱۳)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے قرضہ کی ادائیگی کا تقاضا کیا اور (تقاضے میں) بہت سختی کی۔ صحابہ کرام نے اسے سرزنش کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے چھوڑ دو اس لئے کہ حق والے کو کہنے کا حق ہے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں:۔

خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق والسخاء جزء ۸ ص ۱۷ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس خلقا جزء ۲ ص ۳۲۲)

میں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، آپ نے کبھی مجھ سے اُف بھی نہیں کہا، نہ آپ نے کبھی یہ پوچھا: تم نے (یہ کام) کیوں کیا اور نہ یہ پوچھا: تم نے (یہ کام) کیوں نہیں کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتٰى اِلَيْهِ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب کم التعزیر والادب جزء ۸ ص ۲۱۶ وروی مسلم فی صحیحہ نحوہٗ فی کتاب الفضائل باب مباعدتہ صلے اللہ علیہ وسلم للاثام جزء ۲ ص ۲۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی بھی تکلیف پر جو آپ کو پہنچائی گئی بدلہ نہیں لیا۔

عمل

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی آپ پر فرض ہے لہذا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے اور لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیجئے، بدخلقی اور تندخوئی چھوڑ دیجئے، لوگوں کے قصور کو معاف کرتے رہئے، لوگوں سے مشورہ کرتے رہا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ۔ (الشوریٰ - ۳۸)

اور ان کا کام آپس کی صلاح و مشورہ سے ہوتا ہے۔

پختہ ارادہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر توکل کیجئے اور اس کام کو کر ڈالیے۔ توکل بڑی اچھی صفت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

(میری امت کے) لوگوں میں سے ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

پھر فرمایا:۔

هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (صحیح بخاری کتاب الطب باب من اکتوی جزء ۷ ص ۱۶۳ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ بغیر حساب جزء اول ص ۱۱۱)

یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر پڑھواتے ہیں، نہ بد شگونی لیتے ہیں، نہ داغ لگواتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (آل عمران - ۱۲۲) (ابراھیم - ۱۱)

مؤمنین کو اللہ پر توکل کرنا چاہیئے۔

(التوبة ۔ ۵۱) (المجادلة ۔ ۱۰)

(التغابن ۔ ۱۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

(الطلاق ۔ ۳)

جو اللہ پر بھروسہ رکھے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے۔

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ
يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ
مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

ترجمہ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر اللہ تمہیں چھوڑ دے (تمہاری مدد و نصرت نہ کرے) تو پھر اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے، (اللہ کی مدد نہ ہو تو پھر تمام مادّی ساز و سامان بیکار ہیں لہذا) مؤمنین کو تو بس اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے ﴿۱۶۰﴾

معانی و مصادر (یَخْذُلُ) خَذَلَ، یَخْذُلُ، خَذْلٌ وخِذْلَانٌ (ن) چھوڑنا، مدد کرنا چھوڑ دینا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے پھر مؤمنین کی ہمّت افزائی کرتے ہوئے فرمایا (اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ) اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا (اللہ تعالیٰ کی مدد کے لئے صحیح ایمان اور تقویٰ ہونا بڑا ضروری ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (آل عمران - ۱۳۹)

اگر تم مؤمن رہے تو تم ہی غالب رہو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (الروم - ۴۷)

اور مؤمنین کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (البقرۃ - ۱۹۴)

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس بات کو اچھی

طرح) جان لو کہ اللہ متقین (یعنی ڈرنے والوں) کے ساتھ ہے۔

ایمان اور تقوی کے ساتھ جدوجہد بھی ضروری ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ (محمد ۔ ۷)

اے ایمان والو، اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کریگا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ (الحج ۔ ۴۰)

اور جو شخص اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا بے شک اللہ قوت والا ہے اور (سب پر) غالب ہے۔

آگے فرمایا (وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ) اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرنا چھوڑ دے تو پھر اس کے بعد تمہاری مدد کون کر سکتا ہے (مدد تو در حقیقت اللہ تعالیٰ کی مدد ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ (آل عمران ۔ ۱۲۶)

مدد تو (حقیقت میں) اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے جو غالب اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (التوبۃ ۔ ۱۱۶)

اللہ کے علاوہ تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار۔

الغرض مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے، وہ اگر مدد نہ کرے تو پھر کسی کی مدد کارآمد نہیں ہوتی اور نہ کوئی مدد کر سکتا ہے لہذا مومنین کو صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آگے فرمایا (وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ) مومنین کو تو بس اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے نہ کہ مادی ساز و سامان پر۔

عمل

اے ایمان والو، مدد اللہ تعالیٰ سے طلب کیجئے، اسی پر بھروسہ رکھیئے۔ اس کی مدد حاصل کرنے کے لئے وہ شرائط پورے کیجئے جو اس سلسلہ میں ضروری ہیں یعنی صحیح ایمان، تقوٰی اور جہاد۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ
يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى
كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾
اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ
بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ
اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

ترجمہ (نبی خیانت نہیں کرتا) اور نہ نبی کے یہ شایان شان ہے کہ وہ خیانت کرے اور جو شخص بھی خیانت کریگا اُسے خیانت سے لی ہوئی چیز لے کر آنا ہوگا، پھر ہر شخص کو جو اس نے کیا ہوگا اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا، کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہوگی ﴿۱۶۱﴾ کیا وہ شخص جو اللہ کی رضاء کی پیروی کرے اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اللہ کو ناراض کر دے اور جس کا ٹھکانہ جہنم ہو اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے (یقیناً دونوں برابر نہیں ہو سکتے) ﴿۱۶۲﴾ اللہ کی رضاء کی پیروی کرنے والوں کے لئے اللہ کے ہاں (بلند) درجے ہیں (ان کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے) اللہ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے ﴿۱۶۳﴾

معانی و مصادر (یَغُلَّ) (یَغْلُلُ) (غَلَّ) غَلَّ، یَغُلُّ، غُلُوْلٌ (ن) خیانت کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ) نبی سے یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ خیانت کرے، (خیانت بداخلاقی اور بہت بری عادت ہے، نبی اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمانہ کا حامل ہوتا ہے)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (القلم - ۴)

اور (اے رسول) آپ تو یقیناً بڑے (اونچے) اخلاق پر (قائم) ہیں۔

نبی کے سلسلہ میں خیانت دو قسم کی ہوسکتی ہے:۔

۱۔ مال میں خیانت،

۲۔ وحی الٰہی میں خیانت۔

یہ آیت نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دونوں قسم کی خیانتوں سے مبرّا قرار دیا۔ نہ وہ بیت المال کی رقم میں خیانت کرتا ہے اور نہ مال غنیمت میں، وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو بھی نہیں چھپاتا بلکہ بے کم وکاست بیان کر دیتا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو حق رسالت ادا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ۔ (المآئدۃ - ۶۷)

اے رسول، جو (احکام) آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کئے گئے ہیں انہیں (بے کم وکاست لوگوں تک) پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اللہ کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ کی آیات کو چھپانے کی آخر نبی کو ضرورت ہی کیا ہے، وہ کسی سے ڈرتا نہیں کہ اس کے ڈر سے کسی آیت کو چھپالے۔ وہ بغیر کسی خوف کے حق کو بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ۔ (الاحزاب - ۳۹)

جو لوگ اللہ کے پیغامات کو (لوگوں تک) پہنچاتے ہیں وہ اللہ ہی سے ڈرتے ہیں، اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) اور جو شخص خیانت کرے تو قیامت کے دن وہ اس خیانت کی ہوئی چیز کو لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا (اور اس طرح وہ علی رؤس الخلائق رسوا ہوگا) (ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ) پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا، کسی پر ظلم وزیادتی نہیں ہوگی (اور نہ کسی کے ساتھ ناانصافی کی جائے گی)۔

جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق عمل کئے ہوں گے ان کو اچھا بدلہ دیا جائیگا اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کام کئے ہوں گے ان کو سزا ملے گی) (اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ) کیا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضاء کے مطابق کام کرے

(صلہ کے لحاظ سے) اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو غصہ دلانے والے کام کرے اور جس کا ٹھکانہ دوزخ ہو اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ (ہرگز نہیں، دونوں برابر نہیں ہو سکتے) (هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ) اللہ تعالیٰ کی رضاء کے مطابق کام کرنے والوں کے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں (بڑے) درجات ہیں، (اللہ تعالیٰ کسی کے اعمال سے غافل نہیں) (وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ) وہ دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں (لہٰذا وہ ان کے اعمال کے مطابق ہی سزا دیگا)۔

آیات زیر تفسیر میں خیانت کی برائی اور خیانت کرنے والے کے برے انجام کا ذکر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ اِيَّاكُمْ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انه لا یدخل الجنة الا المؤمنون جزء اول ص۸۳)

جب تم میں سے کوئی خیانت کرتا ہے تو وہ ایسی حالت میں خیانت نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو، لہٰذا بچو اس سے، بچو اس سے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالثِّيَابَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا اِلَى الْوَادِيْ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ لَّهٗ وَهَبَهٗ لَهٗ رَجُلٌ مِنْ جُذَامٍ يُدْعٰى رِفَاعَةَ بْنَ زَيْدٍ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِيَ قَامَ عَبْدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُلُّ رَحْلَهٗ فَرُمِيَ بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيْهِ حَتْفُهٗ فَقُلْنَا هَنِيْئًا لَّهُ الشَّهَادَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَيْهِ نَارًا اَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ قَالَ فَفَزِعَ النَّاسُ فَجَآءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ اللہ نے ہمیں فتح عطاء فرمائی۔ ہمیں مال غنیمت میں سونا اور چاندی نہیں ملا، مال غنیمت میں ہمیں کچھ سامان، کھانا اور کپڑے ملے، پھر ہم وادی کی طرف چلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا غلام بھی تھا جو آپ کو قبیلہ جذام کے بنو ضبیب خاندان کے ایک شخص نے دیا تھا اور جس کو رفاعہ بن زید کہا جاتا تھا۔ جب ہم وادی میں اترے تو وہ غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پالان کھولنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اسی اثناء میں اس کو ایک تیر لگا اور اسی سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول، اس کو شہادت مبارک ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہرگز نہیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے وہ چادر جو اس نے خیبر کے دن تقسیم سے پہلے مال غنیمت

هٰذَا يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ مِنْ نَّارٍ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الغلول جزء اول ص۱۰۱)

میں سے چرا لی تھی اس پر آگ بھڑک رہی ہے"۔ (یہ سن کر) لوگ بہت گھبرائے۔ ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول، یہ مجھے خیبر کے دن ملے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگ کا ایک تسمہ یا آگ کے دو تسمے (اگر یہ شخص جمع نہ کراتا تو یہ آگ کے تسمے ہوتے جن سے وہ جلایا جاتا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خیانت کرنے والے کا درجۂ شہادت کالعدم ہو جاتا ہے اور وہ باوجود شہادت کے دوزخ میں جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ وَفُلَانٌ شَهِيْدٌ حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ اِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ اَلَا اِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم الغلول جزء اول ص۱۰۱)

جب خیبر کا دن ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ آگے بڑھے اور کہنے لگے فلاں شہید ہے اور فلاں شہید ہے، یہاں تک کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گذرے انہوں نے کہا فلاں شہید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہرگز نہیں، میں نے اس کو ایک چادر یا عباء چرانے کی وجہ سے دوزخ میں دیکھا ہے"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابن خطاب، جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا سوائے مؤمنین کے"۔ میں باہر نکلا اور میں نے اعلان کیا: خبردار ہو جاؤ جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا سوائے مؤمنین کے۔

اس حدیث سے تو خیانت کرنے والے شہید کے ایمان کی بھی نفی ہو رہی ہے۔

مندرجہ بالا حدیثیں گویا (ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ) کی تفسیر ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ

(ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خیانت کا ذکر کیا۔ آپ

اَمْرَهٗ ثُمَّ قَالَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَهٗ رُغَاءٌ يَقُوْلُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ
شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ
يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ
لَهٗ حَمْحَمَةٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ
فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ،
لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا
قَدْ اَبْلَغْتُكَ، لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ
فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا
اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ
اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ
رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ
فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ
لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى
رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ
اَبْلَغْتُكَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ
باب غلظ تحریم الغلول جزء ۲ ص ۱۲۶)

نے خیانت کو اور خیانت کے (سلسلہ میں جو) کام
بھی ہو اُسے بہت بڑا گناہ بتایا، پھر آپ نے
فرمایا: "میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ
پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اسکی گردن
پر ایک اونٹ سوار ہو اور وہ بڑبڑا رہا ہو،
وہ کہے اے اللہ کے رسول میری مدد کیجئے،
میں کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتا،
میں تو تجھے پہنچا چکا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال
میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس
کی گردن پر ایک گھوڑا ہو جو ہنہنا رہا ہو۔ وہ کہے
اے اللہ کے رسول، میری مدد کیجئے، میں کہہ دوں
مجھے تیرے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں، میں تو پہنچا
چکا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ
وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر بکری
سوار ہو اور وہ چلّا رہی ہو، وہ کہے اے اللہ کے
رسول میری مدد کیجئے، میں کہہ دوں کہ میں تیرے
لئے کچھ نہیں کر سکتا میں تو تجھے پہنچا چکا۔ میں تم
میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت
کے دن آئے اور اس کی گردن پر کوئی جان (دار
چیز) سوار ہو جو چیخ رہی ہو، وہ کہے اے اللہ
کے رسول میری مدد کیجئے۔ میں کہہ دوں کہ میں
تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں تو تجھے (احکام
الٰہی) پہنچا چکا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں
نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اُس کی
گردن پر کپڑے لدے ہوئے ہوں جو حرکت
کر رہے ہوں، وہ کہے اے اللہ کے رسول،
میری فریاد رسی کیجئے، میں کہہ دوں میں تیرے
لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں تو تجھے پہنچا چکا۔ میں

تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہوا ہو، وہ کہے اے اللہ کے رسول، میری مدد کیجئے، میں کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تو تجھے پہنچا چکا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ كَانَ غُلُوْلًا يَأْتِيْ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب تحریم ھدایا العمال جزء ۲ ص ۱۲۸)

ہم تم میں سے کسی شخص کو کسی کام پر مقرر کریں، پھر وہ ہم سے سوئی یا اس سے (چھوٹی یا) بڑی کوئی چیز چھپالے تو یہ خیانت ہوگی، قیامت کے دن وہ اُسے لے کر آئے گا۔

یہ حدیثیں (وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) کی تفسیر ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا اَخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُوْلٌ (ابوداؤد کتاب الخراج باب فی ارزاق العمال جزء ۲ ص ۵۲ اسنادہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص ۱۱۰۷)

جس شخص کو ہم نے عامل بنایا اور اس کو (اس کی) تنخواہ دے دی تو پھر اس کے بعد وہ جو کچھ لے گا وہ خیانت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً، فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اُخْبِرْتُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اتَّخَذَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَهُوَ غَالٌّ اَوْ سَارِقٌ (ابوداؤد کتاب الخراج باب ارزاق العمال جزء ۲ ص ۵۲ اسنادہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص ۱۱۰۷)

جس شخص کو ہم نے عامل بنایا اور اس کو (اس کی) تنخواہ دے دی تو پھر اس کے بعد وہ جو کچھ لے گا وہ خیانت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً، فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اُخْبِرْتُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اتَّخَذَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَهُوَ غَالٌّ اَوْ سَارِقٌ (ابوداؤد کتاب الخراج باب ارزاق العمال جزء ۲ ص ۵۲ اسنادہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص ۱۱۰۷)

جو شخص ہمارا عامل ہو تو وہ بیوی حاصل کرلے، اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو خادم حاصل کرلے اور اگر اس کے پاس مکان نہ ہو تو مکان حاصل کرلے (مستورد راوی حدیث) کہتے ہیں ابوبکر (صدیق) نے کہا مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ان کے علاوہ کوئی چیز لی تو وہ خائن یا چور ہے۔

عمل

اے لوگو، خیانت کبھی نہ کیجئے، خیانت بہت بڑا گناہ ہے۔ خائن خیانت کرتے وقت مؤمن نہیں رہتا۔

اے لوگو، خیانت سے بچئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیانت کرنے والے کو مؤمنین میں شمار نہیں کیا۔ خائن کو شہادت کا درجہ بھی فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ خائن کو شہید کہنا بھی جائز نہیں۔

خیانت صرف مال ہی میں نہیں ہوتی، دین میں بھی ہوتی ہے۔ دین میں خیانت کرنا، اللہ تعالےٰ کے احکام کو چھپانا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ چیز عموماً فرقہ پرست علماء میں پائی جاتی ہے۔ وہ اپنے فرقہ وارانہ مذہب کے تحفظ کے لئے حق کو چھپاتے ہیں، آپ اس سے بچئے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ
بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ
كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنَ ﴿۱۶۴﴾

ترجمہ اللہ نے مؤمنین پر (بڑا) احسان کیا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے، ان (کے قلوب) کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں (مبتلا) تھے ﴿۱۶۴﴾

معانی و مصادر (مَنَّ) مَنًّ، یَمُنُّ، مَنٌّ (ن) احسان کرنا، کاٹنا۔

تفسیر اسی مضمون کی ایک آیت پہلے گذر چکی ہے (البقرۃ - ۱۵۱) اُس آیت میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو نعمت قرار دیا تھا، اس آیت میں اس نعمت کا احسان جتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ) یقیناً اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر بڑا احسان کیا کہ انہی میں سے ایک رسول (ان کی اصلاح و ہدایت کے لئے) مبعوث فرمایا جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے، (ان کے قلوب کو روحانی بیماریوں اور گندگیوں سے پاک وصاف کرتا ہے) اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے (وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ) اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا (اٰلِ عمران - ۱۰۳)

تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچالیا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا احسان مؤمنین پر رکھا، کافروں پر نہیں، اس لئے کہ ایمان لانے کے بعد ہی اس نعمت کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ جو شخص ایمان نہیں لاتا وہ اس نعمت کو نعمت ہی نہیں سمجھتا تو اس پر احسان کیسا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دین حق کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ (التوبۃ-۳۳) (الفتح - ۲۸) (الصف - ۹)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اس (دین حق) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے۔

جن لوگوں نے دین حق کو قبول کرلیا اور اس کے مطابق عمل کرتے رہے وہ گمراہی سے بچ گئے اور اس طرح عذاب الٰہی سے بچ گئے۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مؤمنین کو دوزخ سے بچالیا۔

(نوٹ:۔ اس آیت کی مزید تفسیر کے لئے سورۂ بقرہ کی آیات ۱۲۹ و ۱۵۱ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)

عمل

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو ایک نعمت عظمیٰ سمجھیے، اس نعمت عظمیٰ کو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان سمجھیے، اس نعمت کی قدر کیجئے اور اس کا حق ادا کیجئے۔ حق ادا کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال پر سختی سے عمل کیجئے صرف اسی صورت میں آپ ہدایت یاب ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (النور - ۵۴)

اور اگر تم رسول کی اطاعت کروگے تو ہدایت پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤگے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (الاعراف - ۱۵۸)

اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

أَوَلَمَّآ أَصَٰبَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم
مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ
عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ
قَدِيرٌ ﴿١٦٥﴾ وَمَآ أَصَابَكُمْ يَوْمَ ٱلْتَقَى
ٱلْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ ٱللَّهِ وَلِيَعْلَمَ
ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾ وَلِيَعْلَمَ ٱلَّذِينَ نَافَقُوا۟ ۖ
وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا۟ قَٰتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ
ٱللَّهِ أَوِ ٱدْفَعُوا۟ ۖ قَالُوا۟ لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا
لَّا ٱتَّبَعْنَٰكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ

مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا
لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾
الَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ
اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ
اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ

لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ
بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ
لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) یہ کیا بات ہے کہ جب تم کو (کافروں کی طرف سے) مصیبت پہنچی (تو کیونکہ) اس سے دوگنی مصیبت تم ان کو پہنچا چکے تھے تم (تعجب سے) کہنے لگے یہ (مصیبت ہم پر) کہاں سے آگئی، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے یہ تمہاری ہی طرف سے ہے، (تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے) بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۶۵﴾ اور (اے ایمان والو) جو مصیبت تمہیں اس دن پہنچی جس دن دو جماعتوں کا مقابلہ ہوا تو (وہ مصیبت) اللہ ہی کے حکم سے پہنچی، (اس کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ مؤمنین کو (منافقین سے) ممیز کر دے ﴿۱۶۶﴾ اور منافقین کو (مؤمنین سے) ممیز کر دے. (منافقین کی تو حالت یہ تھی کہ) جب ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کے راستہ میں لڑو یا (کم از کم) دفاع ہی کرو تو انہوں نے کہا اگر ہمیں لڑائی کا علم ہوتا تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیں گے۔ (ان کی قلبی کیفیت یہ تھی کہ) وہ اس دن ایمان کے مقابلہ میں کفر ہی کے قریب تھے، وہ اپنی زبانوں سے ایسی بات کہہ رہے تھے جو ان کے دل میں نہیں تھی اور اللہ کو خوب معلوم تھا جو کچھ یہ (اپنے دلوں میں) چھپا رہے تھے ﴿۱۶۷﴾ یہ لوگ (جنگ میں شریک نہیں ہوئے بلکہ گھروں میں) بیٹھے رہے اور اپنے اُن بھائیوں کے متعلق (جو جنگ میں شریک ہوئے اور قتل ہو گئے) کہتے ہیں کہ اگر یہ ہمارا کہنا مان لیتے تو قتل نہ ہوتے (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم (واقعی اس دعوی میں) سچے ہو (کہ تم موت کو اپنی تدبیر سے ٹال سکتے ہو) تو اب موت کو اپنے پاس نہ آنے دینا ﴿۱۶۸﴾ جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہو جائیں انہیں مُردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ تو اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جا رہا ہے ﴿۱۶۹﴾ (اور) جو کچھ اللہ انہیں اپنے فضل سے عطاء کر رہا ہے اس میں وہ شاداں و فرحاں ہیں اور جو لوگ

ان کے پیچھے رہ گئے ہیں اور (ان سے ابھی) ملے نہیں ان کے متعلق بھی وہ خوشیاں منا رہے ہیں کہ انہیں بھی (وہاں پہنچ کر) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم (۱۷۰) وہ لوگ بھی اللہ کی نعمت اور فضل میں (سرشار ہو کر) خوشیاں منائیں گے۔ اور (یہ بات معلوم کر کے بھی بہت خوش ہوں گے) کہ اللہ مؤمنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا (۱۷۱)

معانی ومصادر (اِلْتَقٰی) اِلْتَقٰی، یَلْتَقِیْ، اِلْتِقَآءٌ (باب افتعال) ملاقات کرنا۔
(اِدْفَعُوْا) دَفَعَ، یَدْفَعُ، دَفْعٌ ودَفَاعٌ ومَدْفَعٌ (ف) دور کرنا، دفع کرنا۔
(اِدْرَءُوْا) دَرَأَ، یَدْرَأُ، دَرْأٌ (ف) پھیلانا، شدت سے دفع کرنا۔
(فَرِحِیْنَ) فَرِحَ، یَفْرَحُ، فَرْحٌ (س) خوش ہونا (فَرِحٌ = فَارِحٌ = خوش ہونے والا)
(یَسْتَبْشِرُوْنَ) اِسْتَبْشَرَ، یَسْتَبْشِرُ، اِسْتِبْشَارٌ (باب استفعال) خوش کرنا، خوش ہونا۔

تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

فَقَتَلُوْا یَوْمَئِذٍ سَبْعِیْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِیْنَ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملئکۃ فی غزوۃ بدر جزء ۲ ص۸۴)

بدر کے دن مسلمین نے ستر کافروں کو قتل کیا اور ستر کو قید کر لیا۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

قُتِلَ مِنْهُمْ یَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب من قتل من المسلمین یوم احد جزء ۵ ص۱۳)

احد کے دن ستر مسلم شہید ہوئے۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ جنگ بدر میں ۷۰ کافر مارے گئے اور ۷۰ گرفتار ہوئے اور جنگ احد میں ۷۰ مؤمن مارے گئے یعنی جنگ احد میں مؤمنین کو جتنا نقصان پہنچا اس سے دوگنا نقصان وہ جنگ بدر میں کافروں کو پہنچا چکے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا) جب جنگ احد میں تم کو نقصان پہنچا (تو کیونکر) جنگ بدر میں تم کافروں کو اس سے دوگنا نقصان پہنچا چکے تھے (قُلْتُمْ اَنّٰی هٰذَا) تم (تعجب سے) کہنے لگے یہ (مصیبت ہم پر) کہاں سے آگئی؟ (جس طرح جنگ بدر میں ہمیں نقصان نہیں پہنچا تھا اس جنگ میں بھی نہیں پہنچنا چاہئے تھا، اللہ تعالیٰ کی مدد اگر جنگ بدر میں آئی تھی تو اس جنگ میں کیوں نہیں آئی)، اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ نقصان تمہاری ہی طرف سے ہے، (اس نقصان کے تم خود ہی ذمہ دار ہو، نہ تم اللہ کے رسول کی نافرمانی کرتے، نہ اس مصیبت میں گرفتار ہوتے) (اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) اللہ تعالیٰ تو بے شک ہر چیز پر قادر ہے، وہ اس نافرمانی کے باوجود تمہیں نقصان سے بچا سکتا تھا لیکن (پھر تمہیں سبق کیسے

ملتا) مؤمنین اور منافقین میں امتیاز کیسے ہوتا (وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ) (اللہ تعالیٰ تو مؤمنین میں اور کافروں میں امتیاز پیدا کرنا چاہتا تھا لہذا اے مؤمنین) جس دن تمہارا کافروں سے مقابلہ ہوا اور تم کو مصیبت پہنچی تو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق تھا، (اعمال کے نتائج اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا نتیجہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر تھا لہذا وہ نتیجہ مصیبت کی صورت میں اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے رونما ہوا اور اس مصیبت سے جو اللہ تعالیٰ کی مصلحت تھی وہ پوری ہوئی۔ اس مصیبت سے اللہ تعالیٰ کی مصلحت یہ تھی) کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کو (منافقین سے) ممیز کر دے (وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا) اور منافقین کو (مؤمنین سے) ممیز کر دے (مؤمنین تو اس مصیبت کے وقت بھی صابر اور ثابت قدم رہے، کوئی شکایت زبان پر نہیں لائے، ان کے عزم اور حوصلہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ برخلاف اس کے منافقین میں نہ لڑائی سے پہلے مؤمنانہ عزم اور حوصلہ تھا اور نہ لڑائی کے بعد ہمت و جرأت تھی۔ لڑائی سے پہلے ہی وہ پست ہمتی اور بزدلی کا شکار تھے) (وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِادْفَعُوْا) اور جب ان سے کہا گیا تھا کہ آؤ اللہ تعالےٰ کے راستے میں کافروں سے لڑو یا (اگر لڑ نہیں سکتے تو) دفاع ہی کرو (قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ) تو انہوں نے کہا (ہم تو سمجھتے ہیں کہ لڑائی نہیں ہوگی) اگر ہمیں یہ علم و یقین ہو جائے کہ لڑائی ضرور واقع ہوگی تو پھر ہم ضرور تمہارے ساتھ چلیں گے (غرضکہ انہوں نے مختلف بہانوں سے جنگ میں جانے سے پہلوتہی کی) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ) یہ اس دن ایمان کے مقابلہ میں کفر ہی کے قریب تھے۔ (ان کے دل میں ایمان کا نام و نشان نہ تھا۔ دل میں کفر و نفاق بھرا ہوا تھا۔ وہ ایمان کے کبھی بھی قریب نہیں ہوئے۔ انہوں نے زبان سے جو خیر خواہی کی باتیں کیں وہ درحقیقت کفر کے حدود کے قریب ہی رہ کر کیں) (يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ) زبانوں سے جو کچھ یہ کہہ رہے تھے ان کے دلوں میں وہ بات نہیں تھی (اپنی زبانوں سے وہ مؤمنین کو اپنی خیر خواہی جتا رہے تھے لیکن دلوں میں خیر خواہی کا نام و نشان نہیں تھا ان کے دلوں میں نفاق، بزدلی، بغض و حسد تھا، عداوت اور بدخواہی تھی وہ ان چیزوں کو چھپا رہے تھے، ظاہر نہیں کرتے تھے لیکن (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ) جو کچھ وہ چھپا رہے تھے اللہ تعالےٰ کو اس کا بخوبی علم تھا (اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا) ان کی تو یہ حالت ہے کہ خود تو گھروں میں بیٹھے رہے (جنگ میں شریک نہیں ہوئے) اور اپنے بھائیوں سے جو جنگ میں شریک ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ لوگ جو جنگ میں شریک ہو کر قتل ہوئے ہمارا کہنا مان لیتے تو کیوں قتل ہوتے (اس طرح وہ مؤمنین کی ہمت شکنی کر کے انہیں بزدل بنا رہے ہیں، جنگ کے نقصانات یاد دلا کر انہیں حسرت و افسوس میں مبتلا کر رہے ہیں، ان کا ایمان کمزور کر رہے ہیں اور انہیں تدبیر پر بھروسہ کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں، وہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ جنگ میں نہ جا کر موت سے بچ گئے گویا موت سے بچنا ان کے اختیار کی بات ہے، وہ اگر چاہیں تو اپنے حسن تدبیر سے موت کو ٹال سکتے ہیں) (قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) اے رسول،

آپ ان سے کہئے کہ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو اب موت کو نہ آنے دینا (جب موت آئے تو اپنے حسن تدبیر سے اُسے ٹال دینا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ موت سے بچ نہیں سکتے اور وہ کیا نہیں بچ سکتے کوئی نہیں بچ سکتا لہذا موت سے ڈر کر جنگ سے پہلوتہی کرنا بے سود ہے، جس کی موت کا وقت آگیا ہے وہ قتل ہو کر رہیگا خواہ وہ موت سے بچنے کی کتنی ہی تدبیریں کرے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑتے ہوئے میدان جنگ میں قتل ہو جائیں) (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ) اور جو لوگ اللہ تعالےٰ کے راستے میں قتل ہو جائیں انہیں مُردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں، اس آیت کے شان نزول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَمَّا اُصِيْبَ اِخْوَانُكُمْ بِاُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ اَرْوَاحَهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ وَتَاْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَاْوِيْ اِلٰى قَنَادِيْلَ مِّنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ مَاْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيْلِهِمْ قَالُوْا مَنْ يُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اِنَّا اَحْيَآءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِاَنْ يُّزَهِّدُوْا فِي الْجِهَادِ وَلَا يَنْكُلُوْا فِي الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ صـ۲۹۸)

(اے ایمان والو) جب تمہارے بھائی اُحُد کی جنگ میں شہید ہوئے تو اللہ نے ان کی روحوں کو پرندوں کے پوٹوں میں ڈال دیا، وہ جنت کی نہروں پر آتی ہیں، جنت کے پھل کھاتی ہیں اور سونے کی قندیلوں میں جو عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی ہیں آرام کرتی ہیں۔ جب انہوں نے اپنے کھانے پینے اور آرام کرنے کی خوبی کو دیکھا تو (آپس میں) کہا: کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں، ہمیں رزق دیا جا رہا ہے تاکہ وہ جہاد کی رغبت کریں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: میں تمہاری طرف سے یہ پیغام ان کو پہنچاتا ہوں، پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ۔

ان کی یہ زندگی دنیوی زندگی نہیں ہے کوئی اور زندگی ہے۔ اُس زندگی کی حقیقت کو بس اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ انسان اس زندگی کو سمجھ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (البقرۃ ۔ ۱۵۴)

اور جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن (ان کی زندگی کو) تم سمجھ نہیں سکتے۔

آگے فرمایا (يُرْزَقُوْنَ) انہیں رزق دیا جا رہا ہے (فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں عطاء فرمایا ہے اس میں وہ شاداں و فرحاں ہیں (وَيَسْتَبْشِرُوْنَ

بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے ہیں اور ان سے ابھی ملے نہیں ان کے متعلق یہ معلوم کر کے کہ انہیں بھی آخرت میں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم وہ خوشی محسوس کر رہے ہیں (يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل سے شاداں و فرحاں ہوں گے، اور یہ معلوم کر کے بھی بہت خوش ہوں گے) کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

حضرت مسروق فرماتے ہیں:۔

سَأَلْنَا عَبْدَ اللّٰهِ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَآءَتْ ثُمَّ تَاْوِيْ اِلَى الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا قَالُوْا اَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يُّسْاَلُوْا قَالُوْا يَا رَبِّ نُرِيْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰى فَلَمَّا رَاٰى اَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فی بیان ارواح الشہداء فی الجنۃ جزء ۲ صفحہ ۱۵)

ہم نے عبداللہ (ابن مسعود) سے اس آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے بھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس آیت کے متعلق سوال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: "ان کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں، انکے لئے عرش میں کچھ قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں، یہ روحیں جنت کے اندر جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں، پھر ان قناویل میں آجاتی ہیں۔ اُن کے ربّ نے ان کی طرف دیکھا اور پوچھا! کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: ہم کس چیز کی خواہش کریں، جنت میں ہم جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے پھرتے ہیں۔ ان کے رب نے تین مرتبہ ان سے یہی سوال کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بغیر سوال کئے انہیں چھوڑا نہیں جائیگا تو انہوں نے کہا: اے ہمارے ربّ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے یہاں تک کہ ہم تیرے راستے میں پھر قتل کئے جائیں۔ پھر جب اللہ نے دیکھا کہ انہیں کوئی حاجت نہیں تو انہیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

۱۔ شہداء کی روحیں عرش سے لٹکی ہوئی قندیلوں میں رہتی ہیں جنت میں سیر کرتی ہیں دنیا میں نہیں آتی جاتیں۔
۲۔ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں۔
۳۔ مرنے کے بعد کوئی دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجا جاتا۔
۴۔ شہید کو کوئی خواہش نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ پھر زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارا جائے۔
اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارا جانا تمام نعمتوں اور عیش و راحت سے بہتر ہے۔

عمل

اے ایمان والو، شہادت کی تمنا کیا کیجئے کیونکہ شہادت میں جو مزا ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بار بار شہید ہونے کی تمنا کیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَطِیْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَیْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِیَّةٍ تَغْزُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُّ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب تمنی الشہادۃ جزء ۴ صـ ۲۱ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الامارۃ باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ جزء ۲ صـ ۱۲۵)

قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایسا نہ ہوتا کہ مومنین میں سے بعض لوگوں کو میرے پیچھے (اپنے گھر پر) رہ جانا ناگوار گذریگا اور میرے پاس سواری نہیں کہ اس پر انہیں سوار کروں تو میں کسی بھی لشکر سے پیچھے نہ رہتا ہر جنگ میں شریک ہوتا، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کو یہ بات گوارا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پہ جائیں اور وہ آرام سے گھر پہ بیٹھے ہیں اور جہاد میں شریک نہ ہوں لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جہاد میں شریک نہیں ہوتے تھے تاکہ ان مؤمنین کو جن کو سواری نہیں ملی گھر پہ رہ جانا ناگوار نہ گذرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ عَبْدٍ یَمُوْتُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ یَسُرُّهٗ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَاَنَّ لَهُ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا اِلَّا الشَّهِیْدَ لِمَا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَاِنَّهٗ یَسُرُّهٗ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ مَرَّةً اُخْرٰی (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحور

کوئی بندہ ایسا نہیں کہ مرجائے، اس کے لئے اللہ کے ہاں عیش و راحت ہو، پھر وہ اس بات سے خوش ہو کہ وہ دنیا میں واپس لوٹے اگرچہ اُسے دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے سب کچھ مل جائے سوائے شہید کے، اس لئے کہ جب وہ شہادت کی فضیلت دیکھتا ہے

العین وصفتہن جزء۴ ص۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ جزء۲ ص۱۴۷)

تو چاہتا ہے کہ پھر دنیا میں لوٹے اور ایک مرتبہ اور (اللہ تعالیٰ کے راستہ میں) قتل ہو۔

اے ایمان والو، شہادت کی طلب کیا کیجئے، اگر شہادت نصیب نہیں ہوئی تب بھی شہادت کا مرتبہ تو مل ہی جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا اُعْطِيَهَا وَلَوْلَمْ تُصِبْهُ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ جزء۲ ص۱۵۸)

جس نے صدق (دل) سے شہادت طلب کی تو اُسے شہادت (کا درجہ) مل جائیگا اگرچہ وہ شہید نہ ہوا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سَاَلَ اللّٰهُ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ فی سبیل اللہ جزء۲ ص۱۵۸)

جو شخص صدق (دل سے) البتہ سے شہادت کا سوال کرے تو اللہ اُسے شہداء کے مراتب پر پہنچا دیگا اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرا ہو۔

الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ
مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ
اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾
الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ
قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ
اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾
فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ
لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ
اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا

ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا
تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

ترجمہ جن لوگوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا ان میں سے نیکی کرنے والوں اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے بڑا اجر ہے (۱۷۲) یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے لوگوں نے آکر کہا کہ کفار نے تمہارے مقابلہ کے لئے (ایک بڑا لشکر) جمع کیا ہے ان سے ڈرو (اور اپنے بچنے کی فکر کرو) تو (وہ ڈگمگائے نہیں بلکہ) ان کا ایمان اور زیادہ ہوگیا، انہوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے (۱۷۳) (حکم کی تعمیل میں مسلمین نے کفار پر حملہ کیا) پھر وہ اللہ کی نعمت اور فضل سے مالامال ہوکر واپس لوٹے، انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا، وہ اللہ کی رضاء کی پیروی کرتے رہے (لہذا ان پر اللہ کا بڑا فضل ہوا) اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۱۷۴) (اے ایمان والو) یہ شیطان ہے جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان سے نہ ڈرنا بلکہ اگر تم مؤمن ہو تو مجھ ہی سے ڈرنا (۱۷۵)

معانی ومصادر (اِسْتَجَابُوْا) اِسْتَجَابَ، يَسْتَجِيْبُ، اِسْتِجَابَةٌ (باب استفعال) جواب دینا۔ قبول کرنا۔
(قَرَحَ) قَرَحَ، يَقْرَحُ، قَرْحٌ (ف) زخمی کرنا (قَرْحٌ = ہتھیار کا زخم)
(سُوْءٌ) سَاءَ، يَسُوْءُ، سَوْآءٌ۔ غمگین کرنا، کسی کے ساتھ ناگوار کام کرنا۔

تفسیر حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

لَمَّا اَصَابَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصَابَ يَوْمَ اُحُدٍ وَانْصَرَفَ عَنْهُ الْمُشْرِكُوْنَ خَافَ اَنْ يَرْجِعُوْا قَالَ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے دن تکلیف پہنچی اور مشرکین آپ کو (میدان جنگ میں) چھوڑ کر لوٹ گئے آپ کو اندیشہ ہوا

مَنْ يَذْهَبُ فِيْ اِثْرِهِمْ فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا قَالَ كَانَ مِنْهُمْ اَبُوْبَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب الذین استجابوا للہ والرسول جزء ۵ ص۱۳)

کہ کہیں وہ واپس لوٹ کر نہ آئیں، آپ نے فرمایا: کون ان کا تعاقب کرتا ہے۔ مسلمین میں سے ستر آدمی تیار ہو گئے جن میں ابوبکر اور زبیر بھی تھے۔

اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ) جن لوگوں نے زخمی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو قبول کیا (اور کفار کے تعاقب میں روانہ ہو گئے) ان میں سے نیکی کرنے والوں اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے (اللہ تعالےٰ کے ہاں) بڑا اجر ہے (اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعاقب کا حکم اس وقت دیا جب) (اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ) ایمان والوں سے لوگوں نے آکر کہا کہ مشرکین نے پھر تم پر حملہ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر جمع کیا ہے (فَاخْشَوْهُمْ) ان سے ڈرو (تو بجائے اس کے کہ وہ ڈرتے، ہمت ہار جاتے، زخموں سے چور ہونے کا بہانہ بناتے) (فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا) (وہ تو اور زیادہ پر جوش ہو گئے)۔ اس خبر نے ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا (ان کی استقامت اور توکل میں اور اضافہ ہو گیا (وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ) کہنے لگے ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے (ہمیں اس پر بھروسہ ہے، وہی ہماری مدد فرمائیگا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی کلمہ پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ (صحیح بخاری، ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ ص۴۸)

جب لوگوں نے کہا کہ کافروں نے پھر لشکر جمع کیا ہے، ان سے ڈرو تو اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کہا۔ یعنی اللہ ہمارے (تمام امور میں ہماری کارسازی) کے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ (الزمر۔ ۳۶)

(اور اے کافرو، تم رسول کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو تو) کیا اللہ اپنے بندے (کی حفاظت) کے لئے کافی نہیں (تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) اور (اے رسول) یہ لوگ آپ کو ان (معبودوں) سے ڈراتے ہیں جو (انہوں نے) اللہ کے علاوہ (بنا رکھے) ہیں (یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں) اور

جس کو اللہ گمراہ کر دے تو اس کو راہ راست پر چلانے والا کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ، عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○

(الزمر ۔ ۳۸)

(تو اے رسول، پھر آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ مجھے تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے تو کیا جن (معبودوں) کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ اللہ کی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر اللہ مجھے رحمت سے نوازنا چاہے تو وہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے (میرا اسی پر بھروسہ ہے) اور (صحیح معنوں میں) بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

الغرض مسلمین نے حکم کی تعمیل کی اور کفار کے تعاقب میں روانہ ہو گئے (فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ) پھر (جب) وہ (کفار کا تعاقب کر کے لوٹے تو) اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل لے کر لوٹے، انہیں (کسی قسم کا) کوئی نقصان نہیں پہنچا (وَاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ) انہوں نے اللہ کی رضاء کی پیروی کی (انہوں نے تمام خطرات کو نظر انداز کیا اور وہ کام کیا جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل کیا) (وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ) اور اللہ (تعالیٰ) بڑے فضل والا ہے۔

آگے فرمایا (اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ) [اے ایمان والو، یہ جو تم سے کہا گیا تھا (اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ) کہ لوگ تم پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں ان سے ڈرو تو] یہ سب کارگذاریاں شیطان کی تھیں (کافر شیطان کے دوست ہیں اور) شیطان اپنے دوستوں سے تم کو ڈراتا ہے (تاکہ تم بزدل ہو جاؤ، تمہاری ہمت پست ہو جائے اور تم ڈر کر مقابلہ سے جی چراؤ، تو اے ایمان والو) (فَلَا تَخَافُوْهُمْ) تم ان سے نہ ڈرجانا (وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، نفع و نقصان پہنچانا تو میرے اختیار میں ہے لہذا) (وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) اگر تم واقعی مؤمن ہو تو بس مجھ سے ڈرنا (میری نافرمانی کر کے مجھے ناراض نہ کرنا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۹۴)

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالےٰ ڈرنے والوں کا دوست اور مددگار ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ○ (الجاثیۃ۔۱۹) اللہ متقیوں کا دوست ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ○ اور (اے ایمان والو) جو شخص اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دیگا۔

(الطلاق۔ ۴)

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو سنیئے اور فوراً تعمیل کیجئے۔ بہانے اور حیلے نہ تلاش کیجئے۔

اے ایمان والو، کفار کی تعداد اور مادّی طاقت سے کبھی مرعوب نہ ہوئیے۔ ثابت قدم رہیئے، اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھیئے، وہ آپ کے لئے کافی ہے۔ خطرات کے موقع پر یہ کہا کیجئے، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے)

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی رضاء کے تابع رہیئے، اس کی رضاء جوئی میں لگے رہیئے، اس کی ناراضگی کا کوئی کام نہ کیجئے۔ اس کا فضل حاصل کرنے کے لئے اس کی رضاء میں گم ہو جائیے۔

اے ایمان والو، اگر آپ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں تو بس اللہ تعالےٰ سے ڈریئے۔ اللہ تعالےٰ کے دشمنوں یعنی شیطان کے دوستوں سے نہ ڈریئے وہ انشاء اللہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي
الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا يُرِيْدُ
اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا
اللّٰهَ شَيْـًٔا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا
يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ
لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ
لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جو لوگ کفر میں تیزی سے رواں دواں ہیں ان سے آپ غمگین نہ ہوں، وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اللہ نے تو یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آخرت میں انہیں کوئی حصہ نہیں دیگا بلکہ (وہاں) ان کے لئے (بہت) بڑا عذاب ہوگا (۱۷۶) بے شک جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے، ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا (۱۷۷) اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ جو ڈھیل ہم انہیں دے رہے ہیں وہ ڈھیل ان کے حق میں بہتر ہے، (نہیں) ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ اور زیادہ گناہ کر لیں (پھر) ان کے لئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے (۱۷۸)

معانی و مصادر (یَحْزُنُ) حَزَنَ، یَحْزُنُ، حُزْنٌ (ن) غمگین کرنا۔
سَارَعَ، یُسَارِعُ، مُسَارَعَةٌ، سِرَاعٌ (باب مفاعلہ) ایک دوسرے سے سبقت کرنا۔
(حَظًّا) حَظَّ، یَحُظُّ، حَظًّا (ن) حصہ پانا، با نصیب ہونا (حَظٌّ۔ نصیب، حصہ، سعادت)
(نُمْلِیْ) اَمْلٰی، یُمْلِیْ، اِمْلَاءٌ (باب افعال) لکھوانا، ڈھیل دینا، طول دینا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ) (اے رسول،) جو لوگ کفر میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوششیں کر رہے ہیں اُن (کی اِن مخالفانہ سرگرمیوں) سے آپ غمگین نہ ہوں (اِنَّهُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْئًا) وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، اللہ تعالیٰ کا دین کامل ہو کر رہے گا خواہ کافر اسکو نقصان پہنچانے کی کتنی ہی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○
(الصف ۔ ۸)

(اے رسول) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گذرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○
(التوبۃ ۔ ۳۲)

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نورِ (ہدایت) کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، اللہ ایسا نہیں ہونے دیگا بلکہ وہ اپنے نور کو کامل کر کے رہیگا خواہ کافروں کو (کتنا ہی) برا کیوں نہ لگے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۔(التوبۃ ۳۳)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اس (دین حق) کو

(الفتح - ۲۸) (الصف - ۹) (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے۔

الغرض کفار اسلام کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور ایک وقت وہ آیا کہ خطہ عرب میں دین اسلام تمام دینوں پر غالب آگیا بلکہ عرب کے باہر بھی جہاں جہاں اسلام گیا وہ اس جگہ کے ادیان باطلہ پر غالب آتا چلا گیا اور اس وقت تک غالب رہا جب تک اسلام کا دعویٰ کرنے والے حقیقی معنیٰ میں مؤمن رہے۔

آگے فرمایا (یُرِیْدُ اللّٰہُ اَلَّا یَجْعَلَ لَھُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَۃِ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ) (اے رسول، آپ یہ خیال نہ کریں کہ کافروں کو جو ڈھیل دی جارہی ہے یہ ان کے حق میں بہتر ہے، اس ڈھیل میں بھی اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے) اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ آخرت میں انہیں کچھ نہ ملے، جو کچھ ملنا ہے دنیا میں مل جائے، آخرت میں تو ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ بِھَا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَتَزْھَقَ اَنْفُسُھُمْ وَھُمْ كٰفِرُوْنَ ○

(التوبۃ - ۵۵)

(اے رسول) ان کے مال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ ان کے ذریعہ دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب میں مبتلا کرے اور جب ان کی جان نکلے تو اس حال میں نکلے کہ وہ کافر ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ○ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِھَادُ ○

(آل عمران - ۱۹۶ و ۱۹۷)

(اے رسول) شہروں میں کافروں کی چل پہل آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے، یہ تو تھوڑا سا عارضی فائدہ ہے پھر (انجام کار تو) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ○

(طٰہٰ - ۱۳۱)

اور (اے رسول) ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو جو ہم نے دنیوی زندگی کے سامان آرائش سے بہرہ ور کیا ہے تاکہ اس میں ہم ان کی آزمائش کریں آپ ان (اسباب آرائش) کی طرف نظر نہ کرنا اور (یہ چیز ذہن میں رکھنا کہ) آپ کے رب کا دیا رزق (جو آپ کو آخرت میں ملنے والا ہے) اس سے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

آگے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ) جن لوگوں نے ایمان کے بدلہ میں کفر خریدا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے (بلکہ انہوں

نے اپنا ہی نقصان کیا ہے، انہوں نے اپنی آخرت بگاڑ لی ہے) اور (اب) ان کے لئے (وہاں) دردناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَی النَّارِ ۝

(البقرۃ - ۱۷۴ و ۱۷۵)

بے شک جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت میں سے کسی بھی حکم کو چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعے تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں ایسے لوگ اپنے پیٹوں میں کچھ نہیں بھر رہے سوائے آگ کے، قیامت کے دن اللہ ان سے بات بھی نہیں کریگا اور نہ انہیں پاک کریگا (کہ گناہوں کی سزا دینے کے بعد انہیں جنت میں داخل کردے) بلکہ ان کے لئے (دائمی) دردناک عذاب ہوگا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی اور مغفرت کے بدلے عذاب خریدا، تو (پھر) یہ آگ (کے عذاب) کے کتنے برداشت کرنے والے ہیں۔

آگے فرمایا (وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ) کافر یہ خیال نہ کریں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں (اور عذاب میں تاخیر کر رہے ہیں) یہ ان کے حق میں بہتر ہے (نہیں، یہ ان کے حق میں بہتر نہیں ہے) ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ (اس ڈھیل کی مدت میں) وہ اور گناہ کرلیں، ان کے گناہوں میں زیادتی ہوجائے (تو پھر ایک دم ہم انہیں پکڑ لیں) اور (آخرت میں تو) ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار ہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

کُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا اِنَّکُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ۝

(المرسلٰت - ۴۶ و ۴۷)

(اے جھٹلانے والو) تم (دنیا میں) تھوڑا سا کھالو اور فائدہ اٹھالو (آخرت میں تمہارے لئے کچھ نہیں اس لئے کہ) تم مجرم ہو اس دن جھٹلانے والوں کی (بڑی) خرابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝ (المؤمنون - ۵۵ و ۵۶)

کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ فراوانی کے ساتھ جو مال اور بیٹے ہم ان کو عطاء فرما رہے ہیں (اس میں ان کی بہتری ہے، نہیں) ہم تو انکی بھلائی

میں جلدی کر رہے ہیں (کیونکہ آخرت میں تو ان کو کوئی بھلائی ملے گی ہی نہیں) لیکن وہ (ہماری مصلحت کو) سمجھتے نہیں۔

عمل

اے لوگو، کفر میں مسابقت نہ کیجئے، کفر کو چھوڑ کر ایمان لے آئیے، محض دنیا کی خاطر ایمان کے بدلہ کفر کو نہ خریدیئے۔ ہٹ دھرمی سے حق کا انکار نہ کیجئے، یہ آپ ہی کے لئے نقصان دہ ہے، آپ کی آخرت خراب ہو جائے گی اور پھر آپ کو دردناک عذاب بھگتنا ہوگا۔

اے لوگو، اگر عذاب میں تاخیر ہو تو اس کو اپنے لئے مفید نہ سمجھئے، تاخیر کے زمانہ میں گناہ نہ کیجئے، گناہ بڑھ جائیں گے تو یہ آپ کے لئے اور زیادہ نقصان کا باعث ہوگا، تاخیر سے اگر آپ کو فائدہ ہو سکتا ہے تو اسی صورت میں کہ آپ سنبھل جائیں، کفر اور گناہوں سے توبہ کر لیں۔ ڈھیل آپ کو غفلت میں نہ ڈالے بلکہ ڈھیل کو تنبیہ سمجھئے اور فوراً اپنی اصلاح کر لیجئے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ
اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ
الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى
الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ
مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ
تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) جس حالت میں اس وقت تم ہو اس حالت میں اللہ مومنین کو نہیں چھوڑتا جب تک ناپاک اور پاک لوگوں میں امتیاز نہ پیدا کر دے اور اللہ یہ بھی نہیں کرتا کہ تم سب کو غیب کی باتیں (براہ راست) بتائے بلکہ (اس کام کے لئے) اللہ جن کو چاہتا ہے اپنا رسول منتخب کرتا ہے لہذا تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقوی شعار بن جاؤ تو تمہارے لئے بڑا اجر ہے ﴿۱۷۹﴾

معانی و مصادر
(یَذَرُ) وَذَرَ، یَذَرُ، وَذْرٌ (ف) چھوڑنا، کاٹنا۔
(یَمِیْزُ) ماز، یَمِیْزُ، مَیْزٌ۔ ممتاز کرنا۔
(خَبِیْث) خَبُثَ، یَخْبُثُ، خَبْثٌ وخَبَاثَةٌ (ک) خبیث ہونا۔ خَبَثَ، یَخْبُثُ، خُبْثٌ (ن) ردّی ہونا۔
(طَیِّب) طَابَ، یَطِیْبُ، طِیْبٌ وَطَابٌ وطِیْبَةٌ۔ لذیذ ہونا، اچھا ہونا۔

(یَجْتَبِیْ) اِجْتَبٰی، یَجْتَبِیْ، اِجْتِبَاءٌ (باب افتعال) چُن لینا۔

تفسیر اوپر یہ گذر چکا ہے کہ جنگ احد میں جو مصیبت پیش آئی اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اللہ تعالےٰ مؤمنین اور منافقین میں امتیاز پیدا کر دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا۔ (اٰل عمران - ۱۶۶ و ۱۶۷)

اور (اے ایمان والو) جو مصیبت تمہیں اس دن پہنچی جس دن دو جماعتوں کا مقابلہ ہوا تو (وہ مصیبت) اللہ ہی کے حکم سے پہنچی، (اس کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ مؤمنین کو (منافقین سے) ممیز کر دے، اور منافقین کو (مؤمنین سے) ممیز کر دے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا اعادہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ) اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ مؤمنین کو اس حالت میں نہیں چھوڑے گا جس حالت میں کہ تم اب ہو، اس وقت تمہاری جو حالت ہے وہ یہ ہے کہ اچھے اور برے، مؤمن اور منافق میں کوئی تمیز نہیں ہوتی، اللہ نہیں چاہتا کہ یہ حالت باقی رہے لہٰذا وہ ضرور مصائب و آلام سے تمہاری آزمائش کرتا رہے گا (حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ) یہاں تک کہ وہ (برے کو اچھے سے، منافق کو مؤمن سے) ناپاک کو پاک سے ممتاز کر دے۔ (جنگ احد میں جن مصائب و آلام کا تمہیں سامنا کرنا پڑا وہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ اے ایمان والو، تمہیں بغیر اس امتحان کے کیسے معلوم ہوگا کہ کون منافق ہے اور کون مؤمن۔ اگر تم منافقین کو نہیں پہچانو گے تو وہ تمہیں دھوکا دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس آزمائش اور ابتلاء سے تمہیں گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ یہ تمہارے حق میں مفید ہے۔ تمہارے لئے ان کو پہچاننے کا بس یہی ایک ذریعہ ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بغیر ابتلاء و آزمائش کے تمہیں معلوم ہو جائے کہ منافق کون ہے اور مؤمن کون ہے۔ یہ غیب کا علم ہے (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ) اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ غیب کی باتیں تم میں سے ہر ایک کو بتائے (وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ) بلکہ اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ رسولوں کو منتخب کر لیتا ہے جن کو وہ چاہتا ہے، (پھر ان کو غیب کی باتیں بتاتا ہے اور وہ مؤمنین کو غیب کی باتیں بتاتے ہیں) لہٰذا اے ایمان والو، (تمہارا کام تو صرف یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ (ان کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین کرو اور خود براہ راست غیب کی باتوں پر مطلع ہونے کی نہ تمنا کرو اور نہ کوشش، نہ تمہاری تمنا پوری ہوگی اور نہ کوشش بار آور ہوگی)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝

غیب کا جاننے والا (وہی ہے) اور وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر بھی نہیں کرتا، سوائے اپنے برگزیدہ رسول کے (اور جب وہ ایسا کرتا ہے) تو وہ اس

(الجن ۔ ۲۵ و ۲۶) رسول کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔

(وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ) اور اگر تم ایمان لے آئے اور اللہ تعالےٰ سے ڈر کر گناہوں سے بچتے رہے، تقوے کی زندگی گذارتے رہے تو تمہارے لئے (آخرت میں) اجر عظیم تیار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ○ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ○ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ○ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ○ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ○ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ○

(عم یتساءلون ۔ ۳۱ تا ۳۶)

متقیوں کے لئے کامیابی ہے۔ (ان کے لئے) باغات ہیں، انگور ہیں، ہم عمر نوجوان عورتیں ہیں، اور چھلکتے ہوئے جام ہیں، اس میں نہ وہ کوئی لغو بات سنیں گے اور نہ کوئی جھوٹ (اے رسول انہیں) آپ کے رب کی طرف سے (بڑی) کثیر مقدار میں بدلہ دیا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ○ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ○

(اقتربت الساعۃ ۔ ۵۴ ۔ ۵۵)

بے شک متقی لوگ باغوں اور نہروں میں (شاداں وفرحاں) ہوں گے (وہ) با اقتدار بادشاہ کے ہاں ایک سچے (اور باعزت) مقام میں ہونگے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ○

(الحجر ۔ ۴۵ و ۴۶)

(رہے) متقین (تو وہ) باغوں اور چشموں میں (شاداں وفرحاں) ہوں گے۔ (قیامت کے دن ان سے کہا جائیگا) ان باغوں میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ○ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ○ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ○ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ○

(الدخان ۔ ۵۱ تا ۵۵)

متقی امن کے مقام میں ہوں گے۔ باغوں میں اور چشموں میں (وہ شاداں وفرحاں زندگی گذاریں گے) سُندس اور استبرق کا لباس پہن کر وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے (متقیوں کو ہم) اسی طرح (جزا دیا کرتے ہیں) ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کو ان کی بیویاں بنا دیں گے وہاں وہ امن کے ساتھ ہر قسم کے میوے منگا کر کھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ○

(الذّٰریات ۔ ۱۵ و ۱۶)

بے شک متقی باغوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے اور جو کچھ ان کا رب انہیں دیگا وہ اسے لے رہے ہوں گے۔ اس سے پہلے (دنیا میں) وہ (بہت) نیکیاں کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ○ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(الطور ۔ ۱۷ تا ۱۹)

متقی لوگ باغوں اور نعمتوں میں (شاداں و فرحاں) ہوں گے، جو کچھ ان کے رب نے انہیں دیا ہوگا اس میں وہ خوش ہوں گے، ان کے رب نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالیا، (ان سے کہا جائیگا) جو عمل تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے ان کے صلہ میں مزے سے کھاتے پیتے رہو۔

نوٹ:۔ آئندہ کی خبریں معلوم کرنے کی برائی پر ہم انشاء اللہ سورۂ مائدہ کی آیت ۳ کی تفسیر میں تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، ابتلاء اور آزمائش کے لئے ہر وقت تیار رہیئے اور اس ابتلاء اور آزمائش کو اپنے حق میں بہتر سمجھیئے۔ غیب کی باتیں آپ معلوم نہیں کر سکتے لہذا بس غیب کی ان باتوں پر ایمان لایئے جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے بتائی ہیں۔

اے لوگو، ایمان لایئے۔ تقویٰ اختیار کیجئے۔ نجات کی بس یہی راہ ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ
اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ
بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا
بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾
لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ
اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ
مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ
وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ
اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾

ترجمہ اور جو لوگ اپنے مالوں میں جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطاء فرمایا ہے بخل کرتے ہیں (اللہ کے راستہ میں اُسے خرچ نہیں کرتے) وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے حق میں اچھا ہے (نہیں) بلکہ وہ ان کے حق میں بہت بُرا ہے، جس مال کو خرچ کرنے میں یہ بخل کر رہے ہیں قیامت کے دن وہ مال (ان کی گردنوں میں) طوق بنا کر ڈالا جائیگا (یہ اس مال کو دنیا میں چھوڑ کر چلے جائیں گے، پھر اللہ ہی اس کا وارث ہوگا) اور اللہ ہی آسمانوں اور زمین (غرض کہ ہر چیز) کا وارث ہے اور (اللہ ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے) بلکہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے ﴿۱۸۰﴾ اللہ نے ان لوگوں کی بات سُن لی ہے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ہیں، جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں ہم عنقریب اس کا فیصلہ کریں گے اور ان کے انبیاء کو ناحق قتل کرنے کا بھی (فیصلہ کریں گے) پھر ہم ان سے کہیں گے کہ اب عذاب سوزاں کا مزا چکھو ﴿۱۸۱﴾ یہ ان اعمال کی سزا ہے جو تم نے (موت سے پہلے ہی) آگے بھیج دئے تھے (تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا، اس لئے کہ) اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ﴿۱۸۲﴾

معانی ومصادر (يَبْخَلُوْنَ) (بَخِلَ) بَخِلَ، يَبْخَلُ، بَخَلٌ (س) و بُخْلٌ، يَبْخُلُ، بُخْلٌ (ك) بخیل ہونا، کنجوسی کرنا۔

(يُطَوَّقُوْنَ) طَوَّقَ، يُطَوِّقُ، تَطْوِيْقٌ (باب تفعیل) مکلّف کرنا، طوق پہنانا۔

(مِيْرَاث) وَرِثَ، يَرِثُ وِرْثٌ وإِرْثٌ ووَرِثَةٌ وتُرَاثٌ (ح) وارث ہونا۔

(سَنَكْتُبُ) كَتَبَ، يَكْتُبُ، كَتْبٌ وكِتَابٌ وكِتْبَةٌ وكِتَابَةٌ (ن) لکھنا، فیصلہ کرنا۔

(حَرِيْق) حَرَقَ، يَحْرُقُ، حَرْقٌ (ن) آگ سے جلانا۔

(عَبِيْد) عَبَدَ، يَعْبُدُ، عِبَادَةٌ وعُبُوْدَةٌ وعُبُوْدِيَّةٌ ومَعْبَدٌ ومَعْبَدَةٌ (ن) اللہ تعالےٰ کو ایک ماننا، اس کی عبادت کرنا، اس کی اطاعت کرنا، اس کے سامنے ذلّت اور عاجزی کا اظہار کرنا۔ (عَبِيْد عَبْد کی جمع ہے بندے)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ) جو لوگ اپنے مال میں جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے انہیں عطاء فرمایا ہے

بخل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اسے خرچ نہیں کرتے وہ یہ نہ خیال کریں کہ ایسا کرنا ان کے لئے اچھا ہے (بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ) نہیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے (سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) قیامت کے دن یہ مال جس (کے خرچ کرنے) میں وہ بخل کرتے ہیں طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈال دیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ ..... الخ

(صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جز ۶ ص۲۹)

جس شخص کو اللہ نے مال دیا، اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے لئے ایسا سانپ بنایا جائیگا جس کے سر پہ بال نہیں ہوں گے (اور) جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے (پھر) وہ سانپ اس کی گردن میں بطور طوق ڈال دیا جائیگا۔ وہ (اس شخص کو) اپنے جبڑوں سے پکڑ لیگا اور (اس طرح) کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ ..... الخ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا مِنْ صَاحِبِ مَالٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ وَلَا صَاحِبُ كَنْزٍ) لَا يُؤَدِّيْ زَكَاتَهٗ اِلَّا تَحَوَّلَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَتْبَعُ صَاحِبَهٗ (وَفِيْ رِوَايَةٍ يَتْبَعُهٗ فَاتِحًا فَاهُ) حَيْثُمَا ذَهَبَ وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ وَيُقَالُ هٰذَا مَالُكَ الَّذِيْ كُنْتَ تَبْخَلُ بِهٖ فَاِذَا رَاٰى اَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْهُ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْ فِيْهِ فَجَعَلَ يَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ جز ۱ ص۳۲۶)

جو مالدار (اپنے مال کی) زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجا سانپ بن جائیگا پھر وہ منہ کھولے ہوئے جہاں کہیں وہ جائے گا اس کا پیچھا کرے گا اور وہ اس سے بھاگے گا۔ اس سے کہا جائیگا یہ تیرا مال ہے جس کے معاملہ میں تو بخل کرتا تھا، جب وہ دیکھے گا کہ اس سے چھٹکارا نہیں ملتا تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کر دیگا تو وہ سانپ اونٹ کی طرح اس (کے ہاتھ) کو چبا ڈالے گا۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) آسمانوں کی اور زمین کی میراث تو بس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے (وہی آسمانوں کا، زمین کا اور تمام مال و دولت کا جو انسان اپنی موت کے بعد چھوڑ جائے حقیقی وارث ہے)۔

میت کے ورثاء تو صرف عارضی طور پر وارث ہوتے ہیں۔ ان کی ملکیت حقیقی و دائمی نہیں ہوتی۔ ایک دن

آئے گا کہ ہر چیز کا حقیقی مالک ہی اس چیز کا وارث ہوگا۔ ہر شخص فنا ہو جائیگا اور مالک الملک باقی رہ جائیگا۔ اس دن عارضی اور غیر حقیقی ملکیت بھی ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ○

(مریم ۔ ۴۰)

ہم ہی زمین کے بھی وارث ہوں گے اور ان لوگوں کے بھی وارث ہوں گے جو اس پر (بستے ہیں) اور ان (سب کو) ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ○

(الحجر ۔ ۲۴)

ہم ہی زندہ کرتے ہیں ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی (تم سب کے) وارث ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ○

(القصص ۔ ۵۸)

اور (اے رسول) کتنی ہی بستیوں کو جو (اسباب) معیشت (کی فراوانی) میں اترایا کرتے تھے ہم نے ہلاک کر دیا، یہ ان کے مکانات ہیں (جو ویران پڑے ہیں) یہ ان کے بعد آباد نہیں ہوئے مگر (بہت) کم اور ہم ہی (ان کے) وارث ہوئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ دنیا اور دنیا کے مال کی بے ثباتی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مال کو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

(الحدید ۔ ۱۰)

اور تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لئے ہے۔

بخل اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ نہ کرنے کی برائی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ○

(محمد ۔ ۳۸)

دیکھو! تم ہی تو وہ لوگ ہو کہ جب تم کو (اس لئے) بلایا جاتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرو تو تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے وہ (درحقیقت) اپنے نفس سے بخل کرتا ہے (اس میں اسی کا نقصان ہے اے ایمان والو) اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم (اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے) منہ پھیرو گے تو اللہ

تمہارے بدلے دوسروں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح (بخیل) نہیں ہوں گے۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالےٰ اس سے باخبر ہے (تمہارے تمام اعمال کا اُسے علم ہے، تمہارا کوئی عمل ضائع نہیں ہوگا، تمہارے ہر عمل کی سزا یا جزا اس کے ہاں مقرر ہے، اس سے بے خوف نہ ہو جانا)۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی۔ بعض لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ فقیر ہے، ہم مالدار ہیں لہٰذا اللہ تعالےٰ ہم سے مال طلب کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

(لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ) اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کی بات سن لی ہے جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں (سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا) جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم عنقریب (قیامت کے دن) اس کا فیصلہ کریں گے (وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ) اور (اس سے پہلے) جو یہ انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں اس کا بھی فیصلہ کریں گے (وَنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ) اور ہم کہیں گے کہ (اب) عذاب سوزاں کا مزا چکھو (ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ) یہ تمہارے افعال بد کی سزا ہے جو تم نے (موت سے) پہلے بھیج دئے تھے یعنی جو تم اپنی دنیوی زندگی میں کرتے رہے تھے (وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ) اللہ تعالےٰ (اپنے) بندوں پر ظالم نہیں ہے (اس نے تمہیں یہ عذاب دے کر تم پر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ تو تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ ہے جس کے تم خود ذمہ دار ہو، نہ برے عمل کرتے نہ سزا پاتے)۔

جن لوگوں نے یہ بات کہی تھی کہ "اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں" قرآن مجید کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہودی تھے اس لئے کہ اس کے آگے یہ الفاظ ہیں "وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ" (یعنی انبیاء علیہم السلام کا قتل کرنا) قرآن مجید کی رُو سے اس جرم کے مرتکب یہودی ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ○

(البقرۃ - ۸۷)

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، پھر ان کے بعد بہت سے رسول بھیجے، (منجملہ ان کے) ابن مریم (بھی تھے جن کو) ہم نے کھلی نشانیاں عطاء کی تھیں اور روح القدس (یعنی جبرئیل) سے ان کو مدد دی تھی، (لیکن اے بنی اسرائیل تم نے کبھی کسی رسول کی صحیح معنوں میں اطاعت نہیں کی) جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسے احکام لے کر آیا جن (پر عمل کرنے) کو تمہارا دل نہیں چاہتا تھا تو تم

نے سرکشی کی، (اور ان احکام پر عمل نہیں کیا) بلکہ ان
رسولوں میں سے ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا
اور ایک جماعت کو قتل کر دیا۔

کیونکہ یہودی انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے رہے تھے لہذا انہوں نے ہی یہ بات کہی تھی کہ "اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں"۔

عمل

اے ایمان والو، یہ مال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اس کے دئے ہوئے مال کو اس کے راستہ میں خرچ کرنے میں بخل نہ کیا کیجئے، زکوٰۃ اور دوسرے مالی فرائض کو ضرور ادا کیا کیجئے۔

اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کلمات نہ کہا کیجئے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی بہت سخت سزا ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا
نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ
تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ
مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ
فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾
فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ
مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ
وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾

ترجمہ (اللہ نے ان لوگوں کی بات بھی سُن لی ہے) جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے یہ عہد لے لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی پیش نہ کرے جس کو (آسمان سے) آگ آکر جلا ڈالے، (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ

سے پہلے بہت سے رسول (بڑے بڑے) معجزات لے کر آئے اور وہ معجزہ بھی لے کر آئے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے تو پھر اگر تم (اپنی بات میں) سچے ہو تو (ان پر ایمان کیوں نہ لائے) کیوں انہیں قتل کرتے رہے (۱۸۳) (اے رسول) اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں (تو کوئی نئی بات نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب کی جا چکی ہے حالانکہ وہ واضح دلائل و براہین، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے (۱۸۴)

معانی و مصادر

(قُرْبَانٌ) قَرِبَ، یَقْرَبُ، قُرْبَانٌ، قُرْبٌ (س و ك) قریب ہونا۔
(زَبْرٌ) زَبَرَ، یَزْبُرُ، زَبْرٌ (ض، ن) لکھنا، (زُبُرٌ = زَبُوْرٌ کی جمع)

تفسیر

گذشتہ انبیاء کے زمانہ میں جب کوئی نبی قربانی پیش کرتا تھا تو ایک آگ آتی تھی اور اسے جلا ڈالتی تھی۔ آگ کا اس طریقہ پر آنا اور جلا ڈالنا قبولیت کی علامت ہوتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا أَحَدٌ بَنَى بُيُوتًا وَ لَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا وَلَا أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ إِنَّكِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ اللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ فَجَاءُوا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم أحلت لكم الغنائم جزء ۲ صفحہ ۱۰۴۳)

نبیوں میں سے ایک نبی نے جہاد کیا۔ نبی نے اپنی قوم سے کہا میرے ساتھ وہ شخص نہ جائے جس نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو، وہ اس کے پاس جانا چاہتا ہو اور ابھی گیا نہ ہو، نہ وہ شخص میرے ساتھ جائے جس نے (چند) مکان بنائے ہوں لیکن ابھی ان کی چھتیں نہ ڈالی ہوں۔ اور نہ وہ شخص میرے ساتھ جائے جس نے بکریاں یا اونٹنیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے جننے کا منتظر ہو۔ الغرض نبی نے جنگ کی۔ وہ نماز عصر کے وقت یا وقت عصر کے قریب ایک بستی کے نزدیک پہنچے۔ نبی نے سورج سے کہا تو بھی مامور ہے، میں بھی مامور ہوں (پھر اس طرح دعاء کی) اے اللہ سورج کو ہم پر روک دے۔ سورج روک دیا گیا یہاں تک کہ اللہ نے اس نبی کو فتح عطاء کی پھر نبی نے مال غنیمت جمع کیا، آگ آئی کہ اسے جلا ڈالے لیکن اس نے نہیں جلایا، نبی نے کہا تم میں خیانت (واقع) ہوئی ہے، لہذا ہر قبیلہ کا ایک آدمی مجھ سے بیعت کرے۔ ایک شخص کا ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چپک گیا۔ نبی نے کہا: خیانت

تم لوگوں میں (واقع) ہوئی ہے ۔ لہذا تمہارا قبیلہ مجھ سے بیعت کرے (الغرض جب بیعت ہوئی تو) دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چپک گئے، نبی نے کہا تم نے خیانت کی ہے پھر وہ لوگ گائے کے سر کے مثل سونے کا ایک سر لے کر آئے اور اسے (مال غنیمت میں) رکھ دیا۔ پھر آگ آئی اور اُسے جلا ڈالا۔

اس حدیث سے آگ کے آنے اور مال کے جلا ڈالنے کی کیفیت معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ) جن لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا ہے کہ وہ کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی ہمارے سامنے نہ پیش کرے جس کو آگ آکر جلا ڈالے (تو یہ صرف ان کا بہانہ ہے) اے رسول (قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ) آپ ان سے کہئے کہ مجھ سے پہلے تمہارے پاس ایسے رسول آچکے ہیں جنہوں نے بہت سے معجزات پیش کئے اور وہ معجزہ بھی پیش کیا جس کا تم مطالبہ کر رہے ہو (یعنی انہوں نے ایسی قربانیاں پیش کیں جن کو آگ نے جلا ڈالا) (فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) تو پھر تم نے ان کو کیوں قتل کیا اگر تم اس دعوی میں سچے ہو (تو بتاؤ تم ان پر ایمان کیوں نہیں لائے)۔

یہ دعوٰی بھی یہودیوں نے ہی کیا ہوگا کیونکہ اوپر یہ بتایا جا چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو وہی قتل کیا کرتے تھے۔

انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنے والے تو گذشتہ زمانہ کے یہود تھے۔ نزول قرآن مجید کے یہود نے تو یہ کام نہیں کیا پھر انہیں ان گذشتہ لوگوں کے فعل پر الزام دینے کا کیا مقصد ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے اکابرین کے فعل سے ناخوش نہیں تھے گویا یہ بھی مجازاً اس فعل کے مرتکب تھے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا (فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ) اگر یہ (اب بھی) آپ کو جھٹلائیں (تو گھبرانے کی بات نہیں) آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو جھٹلایا گیا جو معجزات، دلائل و براہین، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے (اگر یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو کوئی نئی بات نہیں ہے۔ کافروں کا ہمیشہ یہی شیوہ رہا ہے کہ وہ کسی نہ کسی بہانے سے رسولوں کو جھٹلاتے رہے، اسی طرح یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں)۔

عمل

اے ایمان والو، حق کو ہمیشہ کسی نہ کسی بہانہ سے جھٹلایا گیا، آپ کو بھی تبلیغ کے دوران اسی قسم کے بہانوں سے سابقہ پڑے گا لیکن آپ آزردہ نہ ہوں، ہمت نہ ہاریں بلکہ پوری ثابت قدمی اور ہمت کے ساتھ تبلیغ کرتے رہیں۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ
اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ
عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾

ترجمہ ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے پھر (اے لوگو) قیامت کے دن تم سب کو تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا تو (اس دن) جو شخص دوزخ سے بچ گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہوگیا (کیونکہ اصلی زندگی تو جنت کی زندگی ہے) دنیا کی زندگی تو کچھ نہیں بس ایک دھوکے کا مال و متاع ہے ﴿۱۸۵﴾

معانی و مصادر (زُحْزِحَ) زَحْزَحَ، يُزَحْزِحُ، زَحْزَحَةٌ (باب فعللۃ) بچانا۔
(فَازَ) فَازَ، يَفُوْزُ، فَوْزٌ (ن) کامیاب ہونا۔
(غُرُوْر) غَرَّ، يَغُرُّ، غَرٌّ وغُرُوْرٌ وغِرَّةٌ (ن) دھوکا دینا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ) موت کا مزا سب کو چکھنا ہے، (موت سب کو آکر رہے گی، نہ یہ کافر جو جھٹلا رہے ہیں باقی رہیں گے اور نہ اے ایمان والو تم باقی رہو گے) (وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) پھر قیامت کے دن تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا (فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ) تو اس دن جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہوگیا (کامیابی درحقیقت جنت میں داخل ہونا ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ○ (والسمآء ذات البروج - ۱۱)

(بیشک) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے۔

یہ کامیابی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے سے ملتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○ (الاحزاب ۔ ۷۱)

اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا تو اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔

آگے فرمایا (وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکا ہے اور کچھ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا۔

(الانعام ۔ ۷۰)

اور (اے رسول) جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور جن کو دنیا کی زندگی نے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے آپ انہیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیجئے (یہ باز آنے والے نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ، لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ (العنکبوت ۔ ۶۴)

اور (اے رسول) یہ دنیا کی زندگی تو بس تماشہ اور کھیل ہے اور دار آخرت (کی زندگی) ہی (اصل) زندگی ہے، کاش انہیں علم ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مَوْضِعَ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ (ترمذی ابواب التفسیر سورۃ آل عمران وسندہ صحیح جزء ۲ صـ ۲۴۲ ورواہ الحاکم فی کتاب التفسیر وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ صـ ۲۹۹)

جنت میں ایک کوڑے برابر جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔

الغرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ حق کا انکار کر رہے ہیں اور دنیا کا مال و دولت کما رہے ہیں انہیں اس دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اور ختم ہونے والی ہے ایسی ناپائیدار چیز کی خاطر آخرت کو خراب کرنا اور دوزخ میں جانا عقلمندی نہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دوزخ تیار ہے۔ انہیں چاہیئے کہ اس سے ڈریں اور حق کو قبول کریں تاکہ آخرت کی دائمی زندگی میں انہیں عیش و راحت نصیب ہو۔

عمل

اے لوگو، حق کو تسلیم کیجئے دنیا کی خاطر آخرت کو برباد نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ)

(لقمٰن - ۳۳)

دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز (شیطان) اللہ کے بارے میں تمہیں (کسی قسم کے) فریب میں مبتلا کرے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(ھود - ۱۵ و ۱۶)

(اور اگر تم دنیا کی خاطر اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ) جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوتے ہیں ہم ان کو ان کے اعمال کا صلہ دنیا ہی میں پورا پورا دے دیتے ہیں ان کے صلہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی (لیکن) ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں۔ جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے تھے سب بیکار گئے اور جو کچھ وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے سب باطل (و بے سود) تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

(فاطر - ۵ تا ۷)

اے لوگو، اللہ کا وعدہ سچا ہے (قیامت آکر رہے گی) لہٰذا (کہیں ایسا نہ ہو کہ) دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں ڈال دے اور نہ (ایسا ہو کہ) دغاباز (شیطان) اللہ کے بارے میں فریب میں مبتلا کر دے۔ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے لہٰذا تم اسے دشمن سمجھو، وہ اپنے گروہ (کے لوگوں) کو (غلط راستہ کی) دعوت دیتا ہے تاکہ وہ دوزخی بن جائیں (اور اے لوگو) جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے شدید عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے مغفرت ہے اور (بہت) بڑا اجر ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ
مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَ
اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ
عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں (کے نقصان) سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سُننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں (۱۸۶)

معانی و مصادر (تُبْلَوُنَّ) بَلَا، يَبْلُوْ، بَلَاءٌ وبَلْوٌ (ن) آزمانا۔
(اٰذًى) اَذِيَ، يَاْذٰى، اَذًى واَذَاةٌ (س) تکلیف پانا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، اے ایمان والو (لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کے معاملہ میں تمہاری ضرور آزمائش کی جائے گی، (تمہارے ایمان کا امتحان لیا جائیگا، تمہارے ایمان کو تپا کر پاک و خالص کیا جائیگا اور تم میں اور منافقوں میں ضرور خط امتیاز کھینچا جائیگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور کسی قدر خوف اور بھوک سے اور کسی قدر مال، جان اور پھلوں کے

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۵۵ تا ۱۵۷)

نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے اور (اے رسول) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں۔ (یعنی) ان لوگوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر اُن کے رب کی طرف سے فضل و رحمت (کی بارش ہوتی) ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یاب ہیں۔

جنگ اُحد میں جو آزمائش ہوئی اس کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۔

(آل عمران - ۱۵۴)

(ان مصائب کی غرض و غایت یہ تھی) کہ اللہ تمہارے دلوں میں جو کچھ تھا اس کی آزمائش کرے اور پھر دلوں کے خیالات کی تخلیص کرے۔

اسی سلسلے میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ○

(آل عمران - ۱۴۱)

اور (لڑائی کا یہ بھی مقصد تھا) کہ اللہ ایمان والوں کو خالص (مؤمن) بنا دے اور کافروں کا استیصال کر دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ

(آل عمران - ۱۷۹)

(اے ایمان والو) جس حالت میں اس وقت تم ہو اس حالت میں اللہ مؤمنین کو نہیں چھوڑیگا جب تک وہ ناپاک اور پاک لوگوں میں امتیاز نہ پیدا کر دے۔

الغرض ایمان والوں کی آزمائش سے اللہ تعالیٰ کی مختلف مصلحتیں ہوتی ہیں۔ آزمائش سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○

(آل عمران - ۱۴۲)

(اے ایمان والو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے نہ تو تم میں سے جہاد کرنے والوں کو ممیز کیا اور نہ ثابت قدم رہنے والوں کو۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا) اور اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور وہ لوگ جو (اللہ تعالیٰ

کے ساتھ) شرک کر رہے ہیں ان (دونوں جماعتوں) سے تم بہت سی تکلیف دہ (اور روح فرسا) باتیں سنو گے (تم پر آوازے کسے جائیں گے، تمہارا مذاق اڑایا جائیگا، تمہیں طعنے دئے جائیں گے اور تم کو برا بھلا کہا جائیگا لہذا تمہیں ان سب باتوں کے لئے تیار رہنا چاہیئے)۔ تمسخر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

(البقرۃ - ۲۱۲)

کافروں کے لئے دنیا کی زندگی کو مزین کر دیا گیا ہے۔ وہ (جب) ایمان والوں (کو دنیاوی لحاظ سے خوشحال نہیں دیکھتے تو ان) کا مذاق اڑاتے ہیں۔

طعن و تشنیع کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝

(الانعام - ۵۳)

ہم ان میں سے بعض لوگوں کی بعض لوگوں کے ذریعہ آزمائش کرتے ہیں (یعنی غریبوں کے ذریعہ مالداروں کی آزمائش کرتے ہیں) تاکہ (مالدار غریبوں کے متعلق اس طرح کہیں) کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہم لوگوں میں سے (چن کر) احسان کیا ہے (یہ لوگ تو درحقیقت شکر گذار بندوں سے ناواقف ہیں اس لئے اس قسم کی جہالت کی بات کرتے ہیں تو) کیا اللہ (بھی) شکر گذار بندوں سے ناواقف ہے (کہ ناواقفی میں وہ ان پر احسان نہ کرے)۔

آگے فرمایا (وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ) اور اگر (ان تمام آزمائشوں میں) تم (پورے اترے، تبلیغ کے دوران کفار کی ایذا رسانیوں پر) صبر کرتے رہے (ایمان لانے کی وجہ سے جو مصیبتیں آئیں ان میں ثابت قدم رہے) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے (اس کی مرضی کے خلاف تمام باتوں سے بچتے رہے جب تک جہاد کا اذن نہ ملے غیظ و غضب میں آکر بھی انتقامی کارروائی سے اجتناب کرتے رہے تو یہ تمہارے لئے اچھا ہے) کیونکہ یہ تمام کام بڑی ہمت، عزم و حوصلے کے کام ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کو تمہاری آزمائش اس لئے کرنی ہے کہ تمہارا ایمان قوی ہو جائے، تم میں ہمت و جرأت پیدا ہو، تم میں صبر و استقامت کے اوصاف پیدا ہو جائیں، تم عزم و حوصلہ کے ساتھ ہر مصیبت کا مقابلہ کرو اور مصیبت کیسی ہی کیوں نہ ہو تم ڈگمگا نہ جاؤ، تمہارے پائے استقامت میں کسی قسم کا تزلزل نہ پیدا ہو جائے)۔

اس آیت میں جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل میں صحابہ کرام تمام مصائب میں صبر کرتے رہے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ يَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَهْلَ الْكِتٰبِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اللہ کے حکم کے مطابق مشرکین اور اہل کتاب سے درگذر

كَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْاَذٰى (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ منہ۵).

فرماتے اور (ان کی) اذیتوں پر صبر کرتے تھے۔

عمل

اے ایمان والو، کفار کی ایذا رسانیوں پر صبر کیجئے، درگذر کرتے رہیے، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیے۔ اسلام لانے کے بعد یا تبلیغ کے دوران جو تکلیفیں آپ کو دی جائیں ان کا مردانہ وار مقابلہ کیجئے اور جب تک میدان جنگ میں ان سے جنگ و جدال کی اجازت نہ ملے کوئی انتقامی کارروائی نہ کیجئے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ
فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ
ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

ترجمہ اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے ان لوگوں سے عہد لیا جن کو کتاب دی گئی تھی کہ تم اس کتاب کو لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا لیکن (انہوں نے عہد کرنے کے بعد) اُسے پس پشت ڈال رکھا ہے اور اس کے بدلہ میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر رہے ہیں (خبردار) جو فائدہ یہ حاصل کر رہے ہیں وہ (بہت) برا ہے ﴿۱۸۷﴾

معانی و مصادر (مِيْثَاق) وَثُقَ، يَوْثُقُ، وَثَاقَةٌ (ك) مضبوط ہونا (میثاق = عہد)
(تُبَيِّنُ) بَيَّنَ، يُبَيِّنُ، تَبْيِيْنٌ (باب تفعیل) بیان کرنا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ اِيَّاهُ وَاَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهٖ ..... ثُمَّ قَرَأَ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ .....

(صحیح بخاری کتاب التفسیر، ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ ص۵۱ وروی مسلم نحوہ فی صحیحہ فی کتاب صفات المنفقین جزء ۲ ص۵۱۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلایا، پھر آپ نے ان سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا، انہوں نے اس کو چھپایا اور اس کے علاوہ کوئی اور بات بتادی پھر ابن عباسؓ نے یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت تلاوت کی۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ) اور اے رسول وہ وقت یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے عہد لیا تھا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے احکام کو لوگوں سے (بے کم وکاست) بیان کریں گے اور ان کو چھپائیں گے نہیں (تو انہوں نے اس عہد پر مضبوطی سے کاربند رہنے کا وعدہ کیا لیکن انہوں نے اس عہد کو پورا نہیں کیا) بلکہ اس کو پس پشت ڈال دیا اپنے عہد کے خلاف کرتے رہے (وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا) اور اس کے ذریعہ تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے رہے۔ (دنیا کے تھوڑے سے فائدہ کی خاطر انہوں نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور حق کو چھپایا) (فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ) تو اس خرید و فروخت میں (دنیا کا) جو (تھوڑا سا فائدہ انہیں) حاصل ہوا وہ (ان کے لئے بہت) برا ہے، (اس معمولی اور عارضی فائدہ کی خاطر انہوں نے اپنی آخرت خراب کر لی اور وہ یقیناً بہت بڑا نقصان ہے)۔

اہل کتاب کے اس عہد و میثاق کو توڑ کر حق کو چھپانے اور اس کے ذریعہ دنیا کمانے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ○ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۴۰ تا ۴۲)

اے بنی اسرائیل، میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھیں اور اس عہد کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا (اگر تم ایسا کرو گے تو) میں اس عہد کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا اور تم صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو اور (اے بنی اسرائیل) اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی ہے (وہ ایسی کتاب ہے) جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور تم اس کے (سب سے) پہلے انکار کرنے والے نہ بن جاؤ اور (اے بنی اسرائیل) تھوڑے فائدے کی خاطر میری آیتوں کو نہ بیچو۔ اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔

دنیا کا فائدہ حاصل کرنے کے لئے عہد توڑنے کی برائی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ دیتے ہیں انکا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ قیامت کے دن نہ ان سے بات کریگا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ

(آل عمران - ۷۷) (اس دن) ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

یہ آیت (فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ) کی گویا تفسیر ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۝

(البقرۃ - ۱۷۴)

بے شک جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت میں سے کسی بھی حکم کو چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعہ تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں ایسے لوگ اپنے پیٹوں میں کچھ نہیں بھر رہے سوائے آگ کے۔ قیامت کے روز اللہ ان سے بات بھی نہیں کریگا اور نہ انہیں پاک کریگا (کہ گناہوں کی سزا دینے کے بعد انہیں جنت میں داخل کر دے) بلکہ انکے لئے (دائمی) دردناک عذاب ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ کا ذکر توریت اور انجیل میں موجود تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ (الاعراف - ۱۵۷)

اُن (کی بشارت اور اُن کے ذکر جمیل) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اپنی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ کو دیکھ کر وہ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ آپ ہی رسولِ موعود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

(الانعام - ۲۰)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (لیکن) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان پہنچاتے رہے ہیں وہی ایمان نہیں لاتے۔

الغرض اہل کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے کے باوجود آپ پر ایمان نہیں لائے، آپ پر ایمان لانے کا جو عہد انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اس کو پورا نہیں کیا، آپ کے اوصاف حمیدہ کو جان کی کتابوں میں موجود تھے چھپایا تاکہ اس کے ذریعہ دنیوی فائدہ حاصل کرتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں انہیں پھر تنبیہ کی کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔ جس دنیوی فائدہ کے لئے وہ حق کو چھپا رہے ہیں اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا۔ ایمان نہ لانے اور حق کو چھپانے کی سزائیں ان کو مل کر رہیں گی اور وہ بڑی دردناک سزائیں ہوں گی۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے جو عہد آپ کرلیں اسے پورا کیا کریں۔ حق کو نہ چھپایا کریں بلکہ اس کو برملا بیان

لیا کریں خواہ ایسا کرنے سے آپ کا کتنا ہی بڑا دنیوی نقصان کیوں نہ ہو۔

حق پوشی عموماً فرقہ پرست لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے غلط مسئلہ کو سہارا دینے کے لئے کبھی قیاس استعمال کرتے ہیں اور کبھی ضعیف بلکہ موضوع حدیث استعمال کرتے ہیں، یہی نہیں بلکہ صحیح حدیث کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اس کے اصل مطلب کو چھپاتے ہیں۔

اے لوگو، آپ ترقے میں شامل نہ ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان آپ سے حق پوشی کا ارتکاب کرادے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ
اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ
يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ
الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾

ترجمہ جو لوگ اپنے مکر و فریب سے خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو بات انہوں نے (ظاہر) نہیں کی اس پر ان کی تعریف کی جائے ان کے متعلق ہرگز نہ سمجھنا کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے (نہیں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے ﴿۱۸۸﴾

معانی و مصادر (مَفَازَةٍ) فَازَ، يَفُوْزُ، فَوْزٌ (ن) کامیاب ہونا (مَفَازَةٌ = کامیابی)۔

شانِ نزول حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوْا عَنْهُ وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَذَرُوْا اِلَيْهِ وَحَلَفُوْا وَاَحَبُّوْا اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَنَزَلَتْ .....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد (مبارک) میں جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لئے تشریف لے جاتے تو بعض منافقین آپ کے ساتھ نہ جاتے اور آپ کے جانے کے بعد (اپنے گھر میں) بیٹھے رہنے سے وہ (بہت) خوش ہوتے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لاتے تو عذر اور بہانے پیش کرتے اور (ان عذر اور بہانوں پر) قسم کھاتے اور وہ یہ چاہتے تھے کہ

(صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ ص۵ و صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین جزء ۲ ص۵۱۲)

اس کام پر ان کی تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیا اس سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَھُوْدَ فَسَاَلَھُمْ عَنْ شَیْءٍ فَکَتَمُوْہُ اِیَّاہُ وَاَخْبَرُوْہُ بِغَیْرِہٖ فَاَرَوْہُ اَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا اِلَیْہِ بِمَآ اَخْبَرُوْہُ عَنْہُ فِیْمَا سَاَلَھُمْ وَفَرِحُوْا بِمَا اَتَوْا مِنْ کِتْمَانِھِمْ (صحیح بخاری ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ ص۵ وروی مسلم فی صحیحہ نحوہ فی کتاب صفات المنافقین جزء ۲ ص۵۱۳) وفی روایۃ اِنَّمَا اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فِیْ اَھْلِ الْکِتٰبِ (صحیح مسلم جزء ۲ ص۵۱۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلایا ان سے کسی چیز کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے اُسے چھپایا اور اس کے علاوہ کوئی اور بات بتا دی۔ انہوں نے خیال کیا کہ جو (غلط) بات انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی ہے اس میں ان کی تعریف کی جائے گی (کہ خوب دھوکا دیا) اور اصلی بات چھپا کر انہوں نے جو جواب دیا اس سے (خود بھی) بہت خوش ہوئے۔ ان اہل کتاب کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

ثُمَّ قَرَأَ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ ..... بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا (صحیح بخاری جزء ۶ ص۵ و صحیح مسلم جزء ۲ ص۵۱۳)

پھر ابن عباس نے یہ آیات تلاوت کیں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ سے بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا تک۔

مندرجہ بالا دونوں احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ منافقین کے جھوٹے بہانے بنانے اور یہودیوں کی غلط خبر دینے کے واقعات تقریباً ایک ہی زمانے میں پیش آئے۔ اللہ تعالےٰ نے گذشتہ آیت میں یہودیوں کے حق کو چھپانے کا تذکرہ فرما کر ان کو وعید سنائی اور آیت زیر تفسیر میں یہودیوں اور منافقین دونوں کی غلط بیانی اور مکر و فریب پر خوش ہونے کا تذکرہ فرمایا۔ غلط بیانی اور مکر و فریب پر خوش ہونے میں یہودی اور منافق دونوں شریک تھے لہذا آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے دونوں کو شریک کر کے بیک وقت دونوں کو وعید سنائی۔

تفسیر

اوپر دئے ہوئے شان نزول سے معلوم ہوا کہ :۔

(۱) منافقین جنگ میں شریک نہ ہونے کے جھوٹے بہانے بناتے تھے اور ان جھوٹے بہانوں پر یقین دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے تھے۔ وہ اصل وجہ کو ظاہر نہیں کرتے تھے اس لئے کہ اس سے ان کی منافقت کا راز فاش ہوتا تھا۔ اصل وجہ نہ بتانے پر وہ خوش ہوتے تھے اور چاہتے تھے کہ اس مکر و فریب پر انکی جماعت میں ان کی تعریف کی جائے۔

(۲) یہودیوں سے جب کوئی بات پوچھی جاتی تھی تو وہ اس کا صحیح جواب نہیں دیتے تھے۔ صحیح جواب نہ دینے پر وہ خوش ہوتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کی جماعت میں ان کی تعریف کی جائے۔ صحیح جواب وہ اس لئے نہیں دیتے تھے کہ صحیح جواب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق ہوتی تھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کسی صورت میں بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا) اے رسول جو لوگ اپنے (جھوٹے) جوابات سے خوش ہوتے ہیں (وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا) اور چاہتے ہیں کہ صحیح جواب نہ دینے پر (ان کی جماعت میں) ان کی تعریف کی جائے (فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ) ان کی نسبت یہ خیال نہ کرنا کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ ہرگز نہیں (وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے۔

عمل

اے لوگو، جھوٹے بہانے نہ بنایا کیجئے، جب کوئی بات پوچھی جائے تو اس کا صحیح جواب دیا کیجئے۔ صحیح بات کو چھپایا نہ کیجئے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾

ترجمہ آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۸۹﴾

معانی ومصادر (مُلْكٌ) مَلَكَ، يَمْلِكُ، مُلْكٌ ومَلَكَةٌ ومَمْلُكَةٌ (ض) مالک ہونا، متصرف ہونا (مُلْكٌ = بادشاہت)۔
(قَدِيْرٌ) قَدَرَ، يَقْدِرُ قُدْرٌ وقُدْرَةٌ ومَقْدُرَةٌ ومِقْدَارٌ وقِدَارَةٌ وقُدُوْرَةٌ وقُدُوْرٌ قُدْرَانٌ وقِدَارٌ (ض، ن، س) قدرت رکھنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور منافقین کو عذاب کی وعید سنائی تھی۔ اس آیت میں بتایا کہ (وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) آسمانوں میں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہے (یہ اس کی حدود مملکت سے بھاگ کر کہاں جائیں گے) (وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (وہ جو عذاب چاہے گا ان کو دے گا، یہ اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتے)۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَ
اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي
الْأَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ
قِيٰمًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَ
يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ
الْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا
سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَآ
إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ
وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَبَّنَآ

إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ
أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ
الْأَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ
رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿۱۹۴﴾

ترجمہ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں ﴿۱۹۰﴾ (یہ عقل مند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے، (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے ربّ اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا ﴿۱۹۱﴾ اے ہمارے ربّ، تو نے جس کو دوزخ میں داخل کر دیا تو اُسے رسوا کر دیا اور (جسے تو رسوا کرے اس کی مدد کو من کر سکتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ) ظالموں کا (وہاں) کوئی مددگار نہ ہوگا ﴿۱۹۲﴾ اے ہمارے ربّ، ہم نے ایک منادی کی آواز سنی جو ایمان

لانے کے لئے پکار رہا تھا (وہ یہ کہہ رہا تھا) کہ اپنے ربّ پر ایمان لاؤ، ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہماری برائیوں کو مٹا دے، اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمیں پورا پورا اجر عطاء فرما (۱۹۳) اور اے ہمارے ربّ، تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ جن نعمتوں کے دینے کا ہم سے وعدہ کیا ہے وہ نعمتیں ہمیں عطاء فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا (۱۹۴)

معانی ومصادر (اَلْبَاب) لَبِبَ، یَلْبَبُ، لُبٌّ ولَبَابَۃٌ (س) باعقل ہونا (اَلْبَاب = لُبٌّ کی جمع، عقلیں)

(بَاطِلاً) بَطَلَ، یَبْطُلُ، بُطْلٌ وبُطُوْلٌ وبُطْلَانٌ (ن) باطل ہونا، فاسد ہونا۔

(قِنَا) وَقٰی، یَقِیْ، وِقَایَۃٌ ووَقْیٌ۔ بچانا (ق۔ بچا)

(اَخْزَیْتَ) (لَاتُخْزِنَا) اَخْزٰی، یُخْزِیْ، اِخْزَاءٌ (باب افعال) رسوا کرنا۔

(مُنَادِیًا) (یُنَادِیْ) نَادٰی، یُنَادِیْ، مُنَادَاۃٌ (باب مفاعلہ) پکارنا (مُنَادِی = پکارنے والا)

(تَوَفَّنَا) تَوَفّٰی، یَتَوَفّٰی، تَوَفِّیٌ (باب تفعّل) پورا دینا، پورا لینا۔

(مِیْعَادُ) وَعَدَ، یَعِدُ، وَعْدٌ وعِدَۃٌ ومَوْعِدٌ ومَوْعِدَۃٌ ومَوْعُوْدٌ ومَوْعُوْدَۃٌ (ض) وعدہ کرنا (میعاد = وعدہ کا وقت یا جگہ)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ) آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے (اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نصیحت وعبرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔ (عقل مند ہی ان نشانیوں سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں) (اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) یہ عقل مند لوگ وہ ہیں جو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے، غرض کہ ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں، (ہر وقت اس کے ذکر سے اُن کی زبان تر رہتی ہے یہی نہیں بلکہ) وہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرتے رہتے ہیں (وہ سوچتے رہتے ہیں کہ آخر ان کو کیوں پیدا کیا گیا ہے، پھر وہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں) (سُبْحَانَکَ) اے اللہ تو ہر برائی اور کمزوری سے پاک ہے، (تیرا کوئی کام بیکار نہیں ہوتا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَاخَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (الاحقاف - ۳)

ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ○ (الانبیآء - ۱۶)

اور (اے لوگو) ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو لہو ولعب کے طور پر پیدا نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلاً
(صٓ - ۲۷)
اور (اے لوگو) ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کو بے فائدہ نہیں بنایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ابراھیم - ۱۹)
(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔

پھر وہ عقل مند لوگ کہتے ہیں اے اللہ، تیرے ہر کام میں کوئی فائدہ ہوتا ہے، تیرے ہر کام میں کوئی مصلحت ہوتی ہے، تو نے ضرور آسمانوں کو اور زمین کو ہمارے فائدے کے لئے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔
وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○
(الجاثیة - ۱۳)
اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنی طرف سے تمہارے لئے مسخر کر دیا، اس میں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
(لقمٰن -)
(اے لوگو) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو تمہارے لئے مسخر کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا
(البقرة - ۲۹)
وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کیا۔

پھر وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ، تو نے یہ تمام چیزیں ہمارے لئے پیدا کیں، ہمیں چاہیئے کہ ان کا حق ادا کریں، ان نعمتوں پر تیرا شکر ادا کریں، تیرا گن گائیں، تیری رضا جوئی میں لگے رہیں، تیری فرمانبرداری کریں، اے اللہ، ہم انسان ہیں، ہم سے غلطی ہو ہی جاتی ہے، اگر کہیں غلطی سے ہم تیری نافرمانی کر بیٹھیں (فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ) تو (ہمیں معاف کر دینا) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لینا (رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ) اے ہمارے رب تو جس کو دوزخ میں داخل کر دے تو تو نے اُسے رسوا کر دیا (وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ) اور (وہاں) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا (رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا) اے ہمارے رب ہم نے ایک منادی کرنیوالے

کی آواز سنی جو ایمان کی دعوت دے رہا تھا (وہ کہہ رہا تھا) کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے (ہم نے تیرے رسول کی دعوت پر لبیک کہا) (رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ) اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر دے (ہمارے نامہ اعمال سے ان کو مٹا دے) اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ پورا پورا اجر دے (نیک لوگوں کے ساتھ ہمارا حشر کر اور) (رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) اے ہمارے رب ہمیں وہ سب نعمتیں عطا فرما جن کا تو نے اپنے رسول کے ذریعہ ہم سے وعدہ کیا ہے اور (اے ہمارے رب) ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا (تو نے جو وعدے کئے ہیں انہیں پورا کرنا) (اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ) بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ عقل مند وہ لوگ ہیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، تخلیق کائنات کی غرض و غایت پر غور کرتے رہتے ہیں اور پھر اپنے انجام کے متعلق ڈرتے رہتے ہیں، ایسے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ○	بے شک رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اس میں ڈرنے والوں کے لئے (بڑی) نشانیاں ہیں۔
(یونس ۔ ۶)	

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر غور و فکر کیجئے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہا کیجئے اور اپنے انجام کے متعلق ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ساری کائنات ہماری آزمائش کے لئے پیدا کی ہے۔ اگر ہم آزمائش میں پورے نہیں اترے تو نتیجہ سوائے دوزخ کے اور کیا ہوگا، لہٰذا دوزخ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے اور جو دعائیں ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہیں ان کا ورد رکھئے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ
عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا
وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ
سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ
عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ
الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

ترجمہ ایسے لوگوں کی دعاء کو ان کا ربّ شرف قبولیت بخشتا ہے (اور فرماتا ہے) میں تم میں سے کسی بھی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، (تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرد کے اعمال تو قبول ہوں اور عورت کے اعمال قبول نہ ہوں) الغرض جو لوگ (میرے راستہ میں) ہجرت کریں، اپنے گھروں سے نکالے جائیں، میرے راستہ میں تکلیف دئے جائیں، لڑیں اور قتل کئے جائیں تو میں ان کے تمام گناہوں کو مٹا دوں گا اور ان کو ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، یہ اللہ کی طرف سے انہیں (ان کے نیک اعمال کا) بدلہ ملے گا اور اللہ کے ہاں (نیک اعمال کا) بہت اچھا بدلہ ہے (۱۹۵)

معانی ومصادر (اُضِیْعُ) اَضَاعَ، یُضِیْعُ، اِضَاعَۃٌ (باب افعال) ضائع کرنا۔
(اُوْذُوْا) اٰذٰی، یُؤْذِیْ، اِیْذَاءٌ (باب افعال) تکلیف دینا۔
(ثواب) ثَابَ، یَثُوْبُ، ثَوْبٌ وثُؤُوْبٌ (ن) لوٹنا، جمع کرنا۔

شان نزول حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ:۔

قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَا اَسْمَعُ اللّٰہَ ذَکَرَ النِّسَآءَ فِی الْھِجْرَۃِ بِشَیْءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ.....
(رواہ الحاکم فی کتاب التفسیر وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء۲ ص۳۰۱)

انہوں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا: اے اللہ کے رسول، میں ہجرت کے سلسلہ میں اللہ کو عورتوں کا کچھ بھی ذکر کرتے نہیں سنتی۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ۔

تفسیر اوپر اللہ تعالیٰ نے اپنے عقل مند بندوں کی چند دعاؤں کا ذکر فرمایا تھا، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ) جب وہ اس طرح دعاء کرتے ہیں تو ان کا ربّ ان کی دعائیں قبول فرما لیتا ہے (وہ فرماتا ہے کہ میں ان کی دعائیں ضائع نہیں کرتا اور نہ صرف دعائیں بلکہ اے ایمان والو) (اَنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ) میں تو تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا (عمل کرنے والے کے عمل کو قبول کرتا ہوں) (مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی) خواہ وہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت (بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ) تم سب آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو (تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرد کے اعمال تو قبول کروں اور عورت کے اعمال قبول نہ کروں یا اس کے برعکس عورت کے اعمال تو قبول کروں اور مرد کے اعمال قبول نہ کروں)

دعاؤں کی قبولیت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
(البقرۃ - ۱۸۶)

جب دعاء کرنے والا مجھ سے دعاء کرتا ہے تو میں اس کی دعاء کو قبول کرتا ہوں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (حٰمٓ المؤمن ۔ ۶۰)

اور (اے رسول، لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعاء کرو، میں تمہاری دعاء قبول کروں گا۔

اعمال کی قبولیت کے سلسلہ میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (التوبۃ ۔ ۱۲۰)

بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا لَا نُضِيعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ○ (الکہف ۔ ۳۰)

ہم اس شخص کا اجر ضائع نہیں کرتے جو نیک عمل کرے۔

آگے فرمایا (فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ) تو جن لوگوں نے (خواہ وہ مرد ہوں یا عورت، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں) ہجرت کی اور (جو) اپنے گھروں سے نکالے گئے اور جنہیں میرے راستہ میں تکلیف دی گئی، جو لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے گناہوں کو مٹا دوں گا اور ان کو ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ان کے نیک اعمال کا) صلہ ہے (وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ) اور اللہ کے ہاں تو (نیک عملوں کا) اچھا صلہ ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ ○ (آل عمران ۔ ۱۳۶)

اور عمل کرنے والوں کا اجر اچھا (ہی) ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ○ (بنی اسرآئیل ۔ ۹)

بیشک یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے (آخرت میں بہت) بڑا اجر ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیجئے، ہجرت کیجئے، ہر قسم کی تکلیف برداشت کیجئے، لڑیئے اور شہید ہونے کی تمنا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے عملوں کو ضائع نہیں کریگا، اس کے ہاں نیک عملوں کا بہت اچھا بدلہ ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي
الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ
جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ
اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾

ترجمہ (اے رسول) شہروں میں کافروں کی چہل پہل آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے (۱۹۶) یہ تو تھوڑا سا عارضی فائدہ ہے، پھر (انجام کار تو) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے (۱۹۷) البتہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کی طرف سے ان کی مہمانی ہوگی اور جو کچھ اللہ کے ہاں نیک لوگوں کے لئے ہے وہ بہت اچھا ہے (۱۹۸)

معانی و مصادر (لَا يَغُرَّنَّ) غَرَّ، يَغُرُّ، غَرٌّ و غِرَّةٌ و غُرُوْرٌ۔ دھوکہ دینا۔
(تَقَلُّبَ) تَقَلَّبَ، يَتَقَلَّبُ، تَقَلُّبٌ (باب تفعّل) پھرنا۔
(مَاْوٰى) اَوٰى، يَاْوِيْ، اُوِيٌّ (من) پناہ لینا، اترنا (مَاْوٰى = جائے پناہ)۔
(مِهَاد) مَهَدَ، يَمْهَدُ، مَهْدٌ (ف) بچھانا (مِهَاد = بچھونا)
(نُزُلًا) نَزَلَ، يَنْزِلُ، نُزُوْلٌ (من) اترنا، کسی کے ہاں مہمان ہونا (نُزُلٌ = مہمانی)

(اَبْرَار) بَرَّ، یَبُرُّ، بِرٌّ (ن ض) نیکی کرنا، اطاعت کرنا (اَبْرَار = بَرٌّ کی جمع = نیکی کرنے والے)
بَرَّ، یَبُرُّ، بِرٌّ و بَرَارَۃٌ و بُرُوْرٌ (س ض) سچ کہنا، اطاعت کرنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ) اے رسول کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا اور ان کی تاجرانہ چہل پہل آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے (مَتَاعٌ قَلِیْلٌ) یہ تھوڑا سا ساز و سامان ہے جو ہم ان کو دے رہے ہیں اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہم ان سے خوش ہیں، نہیں بلکہ یہ تو ہم اس لئے کر رہے ہیں کہ انہیں جو کچھ ملنا ہے دنیا میں مل جائے، آخرت میں تو ان کے لئے کوئی حصّہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّھُمْ بِہٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ ○ نُسَارِعُ لَھُمْ فِی الْخَیْرٰتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ○

(المؤمنون ۔ ۵۵ و ۵۶)

کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ فراوانی کے ساتھ جو مال اور بیٹے ہم ان کو عطاء فرما رہے ہیں (اس میں ان کی بہتری ہے، نہیں) ہم تو ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں (کیونکہ جو کچھ انہیں ملنا ہے دنیا میں مل جائے، آخرت میں تو ان کو کوئی بھلائی ملے گی ہی نہیں) لیکن وہ (ہماری مصلحت کو) سمجھتے نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَۃً یُعْطٰی بِھَا فِی الدُّنْیَا وَیُجْزٰی بِھَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاَمَّا الْکَافِرُ یُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِھَا لِلّٰہِ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَۃِ لَمْ تَکُنْ لَہٗ حَسَنَۃٌ یُجْزٰی بِھَا (صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ باب جزاء المؤمن بحسناتہ فی الدنیا والاٰخرۃ جزء ۲ ص ۵۲۴)

اللہ نیکی کے معاملہ میں مؤمن کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا، اس کو اس (نیکی) کا بدلہ دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی اور کافر جو نیکیاں اللہ کے لئے کرتا ہے اس کا بدلہ اُسے دنیا ہی میں (پورا) دے دیا جاتا ہے پھر جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہو گی کہ اس کا بدلہ اُسے دیا جائے۔

کافروں کو جو نعمتیں دی جا رہی ہیں ان کے سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ وَرِزْقُ رَبِّکَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ○

(طٰہٰ ۔ ۱۳۱)

اور (اے رسول) ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو جو ہم نے دنیوی زندگی کے سامان آرائش سے بہرہ ور کیا ہے تاکہ اس میں ہم ان کی آزمائش کریں آپ ان (اسباب آرائش) کی طرف نظر نہ کرنا اور (یہ چیز ذہن میں رکھنا کہ) آپ کے رب کا (وہ)

رزق (جو آپ کو آخرت میں ملنے والا ہے وہ) اس سے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

یعنی جو کچھ کافروں کو مل رہا ہے اس کے دو سبب ہیں:۔

(۱) ان کی نیکیوں کا بدلہ انہیں دنیا میں دیا جا رہا ہے،

(۲) مال و دولت کے ذریعہ ان کو مزید آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا ہے اور وہ اور سرکشی میں بہک رہے ہیں۔

الغرض کافروں کی دولت کو دیکھ کر دھوکا نہ کھانا چاہئے۔ دنیا کا تھوڑا سا فائدہ ہے جو انہیں دیا جا رہا ہے اور یہ فائدہ آخرت کے فائدوں کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاللّٰهُ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ (صحیح مسلم کتاب الجنة باب فناء الدنیا وبیان الحشر جزء ۲ صـ۵۱)

اللہ کی قسم دنیا، آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنی یہ انگلی (انگشت شہادت) دریا میں ڈال دے پھر (اسے نکال کر) دیکھے کہ وہ (دریا کا) کتنا (پانی لے) کر لوٹتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة جزء ۴ صـ۱۲۲)

جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

الغرض کافروں کو دنیا کا مال مل رہا ہے لیکن آخرت کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی نہیں۔ (یہاں جو کچھ انہیں مل گیا مل گیا) (ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ) پھر (آخرت میں تو) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے (لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ) برخلاف اس کے جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کی طرف سے ان کی مہمانی ہوگی (وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ) اور جو نعمتیں نیک لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ بہت ہی اچھی ہیں۔ متقی لوگوں کو ان نعمتوں کا خیال رکھنا چاہیئے اور دنیا کو حقیر سمجھنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِيَ الصّٰلِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا اُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ

میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے (ان کا ذکر) سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال گذرا اور وہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے سامنے وہ چیزیں جن کی تمہیں خبر دی گئی ہے کچھ بھی نہیں۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی :۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ
اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
(الٓمّٓ السجدۃ - ۱۷)

تو ایسے لوگوں کے لئے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی جو (نعمتیں) ہم نے چھپا رکھی ہیں انہیں کوئی شخص نہیں جانتا، یہ ان کے (ان) اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ ص ۱۲۵)

یہ حدیث گویا (وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ) کی تفسیر ہے۔

عمل

اے ایمان والو! کافروں کے ساز و سامان کو دیکھ کر دھوکے میں نہ آئیے، یہ چند روزہ تھوڑا سا فائدہ ہے جو انہیں مل رہا ہے۔ آخر کار ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

اے ایمان والو، تقویٰ اختیار کیجئے تاکہ آپ کو جنت اور اللہ تعالیٰ کی مہمانی نصیب ہو۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ
الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو تم پر نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو ان پر نازل کی گئی، وہ اللہ کے آگے عاجزی کرتے ہیں، اللہ کی آیات کو بیچ کر تھوڑی قیمت حاصل نہیں کرتے ایسے لوگوں کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے، بے شک اللہ جلدی حساب لینے والا ہے ﴿۱۹۹﴾

معانی ومصادر (خٰشِعِيْنَ) خَشَعَ، يَخْشَعُ، خُشُوْعٌ (ف) جھکانا، عاجزی کرنا۔
(سَرِيْع) سَرُعَ، يَسْرُعُ، سُرْعَةٌ وسَرَعٌ وسُرْعٌ وسَرَاعَةٌ (ك و س) جلدی کرنا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں۔

نَزَلَ بِالنَّجَاشِيِّ عَدُوٌّ مِنْ اَرْضِهِمْ فَجَاءَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ فَقَالُوْا اِنَّا نُحِبُّ اَنْ نَخْرُجَ اِلَيْهِمْ حَتّٰى نُقَاتِلَ مَعَكَ وَتَرٰى جُرْأَتَنَا وَنَجْزِيْكَ بِمَا صَنَعْتَ مَعَنَا فَقَالَ لَادَوَاءٌ بِنُصْرَةِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ دَوَاءٍ بِنُصْرَةِ النَّاسِ قَالَ وَفِيْهِ نَزَلَتْ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ ص ۳۰۱)

نجاشی پر دشمن نے حملہ کیا۔ مہاجرین (حبشہ) اس کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ ہم ان سے مقابلہ کے لئے نکلیں اور آپ کے ساتھ ہو کر (ان سے) جنگ کریں تاکہ آپ ہماری جرأت (وبہادری) بھی دیکھ لیں اور آپ نے جو احسان ہم پر کیا ہے اس کا بدلہ بھی ہم آپ کو ادا کر دیں۔ نجاشی نے کہا نہیں اللہ کی مدد سے علاج کرنا لوگوں کی مدد سے علاج کرنے سے بہتر ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیر اس سورت میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کی بہت سی برائیوں اور بدعنوانیوں کا ذکر فرمایا تو ساتھ ساتھ بعض اہل کتاب کی اچھائیوں کا بھی ذکر فرمایا۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ○ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ○

(آل عمران۔ ۱۱۳ تا ۱۱۵)

(لیکن) یہ سب یکساں نہیں ہیں، ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو (حق پر) قائم ہیں، رات کے اوقات میں اللہ کی (کتاب قرآن مجید کی) آیات تلاوت کرتے ہیں اور (اللہ کے آگے) سجدہ ریز ہوتے ہیں، یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں، برے کاموں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف بڑی سرعت (کے ساتھ سبقت) کرتے ہیں، یہی لوگ (دراصل) صالحین میں سے ہیں جو نیکی یہ کر رہے ہیں اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی (ان کا تقویٰ وخلوص) اللہ (پر پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ) متقین (اور مخلص لوگوں) سے بخوبی واقف ہے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے ان اہل کتاب کی پھر تعریف فرمائی جو ایمان لے آئے تھے، اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ) (اے ایمان والو،) اہل کتاب میں (سب ہی برے نہیں ہیں) بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر (صحیح معنوں میں) ایمان رکھتے ہیں (وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ) اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو تمہاری طرف نازل ہوئی اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو ان کی طرف نازل ہوئی یعنی وہ قرآن مجید پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور توریت اور انجیل پر بھی ایمان رکھتے ہیں

(خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ) وہ اللہ تعالےٰ کے سامنے عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہیں (اللہ تعالےٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تکبر) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝

(بنی اسرآئیل ۔ ۱۰۱ تا ۱۰۹)

اس سے پہلے جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا (وہ تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور) جب یہ قرآن پڑھ کر ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بیشک ہمارے ربّ کا وعدہ پورا ہو گیا (وعدہ کے مطابق قرآن آگیا) اور (یہ کہہ کر) وہ (پھر) روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل (سجدے میں) گر پڑتے ہیں اور (اس قرآن کے ذریعہ) ان کی عاجزی و انکساری اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔

(لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا) وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل نہیں کرتے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو بیچ کر یا ان کو چھپا کر یا ان کا انکار کر کے دنیا کا قلیل فائدہ حاصل نہیں کرتے، وہ حق کی خاطر دنیا کو قربان کر دیتے ہیں (اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ) یہی لوگ ہیں جن کے لئے ان کے رب کے پاس (بہت بڑا) اجر ہے (اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ) بے شک اللہ تعالیٰ (بہت) جلد حساب لینے والا ہے (حساب وکتاب کا دن بہت قریب ہے، اس دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ان کے اجر عطا فرمائے گا)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝

(القصص ۔ ۵۲ تا ۵۵)

جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی (ان میں جو سنجیدہ لوگ ہیں) وہ تو اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جب ان کے سامنے (ہمارا فرمان) پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، بے شک یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے، ہم تو اس (کے نازل ہونے) سے پہلے ہی مسلم تھے (یعنی اس کے نازل ہونے اور اس کے حق ہونے پر ایمان رکھتے تھے۔ ان کا عزم تھا کہ وہ اس پر جب بھی وہ نازل ہو ایمان لے آئیں گے)، ان لوگوں کو دگنا اجر دیا جائیگا اس لئے کہ یہ لوگ (ایمان لانے کے بعد ہر قسم کی تکلیف پر) صبر کرتے رہے ہیں (مزید برآں) برائی کو بھلائی سے

دور کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے نام پر) خرچ کرتے ہیں، اور جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے رُوگردانی کرتے ہیں اور (اس طرح) کہتے ہیں: ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں تم پر سلام ہم نادانوں سے (اُلجھنا) نہیں چاہتے۔

وہ یہودی جو ایمان لے آئے تھے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۵۹)

اور (اے رسول) قوم موسیٰ میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو حق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور اسی حق کے مطابق عدل وانصاف کرتے ہیں۔

وہ عیسائی جو ایمان لے آئے تھے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(المآئدۃ ۔ ۸۲ تا ۸۵)

اور دوستی میں مؤمنین کے سب سے زیادہ قریب آپ ان لوگوں کو پائیں گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں، یہ اس لئے کہ ان میں اللہ پرست علماء ہیں اور تارک الدنیا مشائخ اور اس وجہ سے بھی کہ یہ لوگ تکبر نہیں کرتے (حق بات تسلیم کر لیتے ہیں) اور یہ لوگ جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (پھر وہ اس طرح) کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہٰذا ہمارا نام بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آیا ہے، ہم تو امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل کریگا۔ ان کے اس قول کے بدلہ میں جو انہوں نے کہا اللہ نے ان کو ایسے باغات عطاء فرمائے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، نیکی کرنے والوں کی یہی جزاء ہے۔

عمل

اے لوگو۔ اللہ تعالیٰ پر، قرآن مجید پر اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابوں پر صحیح معنوں میں ایمان لائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے احکام کے سامنے عاجزی کے ساتھ سر تسلیم خم کر دیجئے، سرکشی و تکبر نہ کیجئے۔

اے لوگو، دنیا کے تھوڑے سے فائدے کی خاطر نہ تو حق کا انکار کیجئے اور نہ حق کو چھپائیے۔ دنیا فانی اور ہیچ ہے۔ آخرت دائمی اور بہت بڑی نعمت ہے لہذا آخرت کو ہیچ کر دنیا نہ خریدیئے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

ترجمہ اے ایمان والو (خود بھی) ثابت قدم رہو اور (دوسروں کو بھی) ثابت قدم رکھو، مورچوں پر ڈٹے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۲۰۰﴾

معانی ومصادر (اِصْبِرُوْا) صَبَرَ، یَصْبِرُ، صَبْرٌ (ض) روکنا، ثابت قدم رہنا۔
(صَابِرُوْا) صَابَرَ، یُصَابِرُ، صِبَارٌ ومُصَابَرَةٌ (باب مفاعلہ) صبر میں غالب کرنا۔
(رَابِطُوْا) رَابَطَ، یُرَابِطُ، رِبَاطٌ ومُرَابَطَةٌ (باب مفاعلہ) دشمن کی سرحد پر پہرہ دینا، مواظبت کرنا۔

تفسیر سورۂ آل عمران میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مختلف مقامات پر اور مختلف پیرایوں سے مؤمنین کی ہمت افزائی فرمائی اور جنگ احد میں جو نقصان پہنچا تھا اس کے اسباب، اس کی حکمتیں اور اس کے مقاصد سے مؤمنین کو مطلع کیا اور ان کی تسلی فرمائی۔ سورۂ آل عمران کی یہ آخری آیت اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا) اے ایمان والو، ثابت قدم رہو، جب تک دوسرا حکم نہ ملے پہلے حکم پر جمے رہو، اپنے کو اسی حالت پر روکے رکھو جس حالت پر رہنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝
(الانفال۔ ۴۶)

اور (اے ایمان والو) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر واستقامت اختیار کرو، بے شک اللہ صبر واستقامت اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دوسرا حکم یہ دیا (وَصَابِرُوْا) آپس میں ایک دوسرے کو احکام الٰہی پر جمے رہنے کی تاکید کرتے رہو، ایک دوسرے کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے رہو۔
ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ○ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ○

پھر وہ جو ایمان لائے صبر کی وصیت کرتے رہے اور (لوگوں پر) رحم وکرم کی وصیت کرتے رہے یہی لوگ داہنے ہاتھ والے ہیں۔

(لا اقسم بھذا البلد ۔ ۱۷و۱۸)

تیسرا حکم اللہ تعالےٰ نے یہ دیا (وَرَابِطُوْا) اور مورچوں پہ ڈٹے رہو۔ کیونکہ جنگ احد میں بعض لوگوں نے ان مورچوں کو چھوڑ دیا جن مورچوں پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں متعین فرمایا تھا اور کیونکہ ان کی اسی نافرمانی کی وجہ سے مسلمین کو شدید نقصان پہنچا تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے آخر میں پھر اسی بات پہ زور دیا کہ مورچوں پہ جمے رہا کرو آئندہ کبھی مورچوں کو نہ چھوڑو جس مقام پہ تمہیں متعین کر دیا جائے تا حکم ثانی اسی مقام پہ جمے رہو، اسی مقام پہ پہرہ دیتے رہو، اسی مقام کی حفاظت کرو۔ وہیں رہ کر دشمن کے حملے کو روکو، میدان جنگ اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل رباط یوم فی سبیل اللہ جزء۴ ص۴۳)

اللہ کے راستہ میں ایک دن پہرہ دینا، دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، وَاِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَاِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَاِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحراسۃ فی الغزو فی سبیل اللہ جزو۴ ص۴۲)

مبارک باد ہے اس بندے کے لئے جو اللہ کے راستہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اس حال میں (شریک جنگ ہے) کہ اس کے بال پراگندہ ہیں اور قدم غبار آلود ہیں۔ اگر وہ پہرہ پہ ہے تو پہرہ دے رہا ہے اور اگر لشکر کے پچھلے دستہ میں ہے تو (بس) اسی میں (ڈٹا رہتا) ہے (جگہ نہیں چھوڑتا)، اگر وہ اجازت مانگے تو اُسے اجازت نہ دی جائے اور اگر وہ سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے (یعنی دنیوی طور پر وہ کتنا ہی حقیر ہو، اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کا بڑا مرتبہ اور اجر ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهٖ وَاِنْ مَاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ

(اللہ کے راستہ میں) ایک دن اور ایک رات پہرہ دینا مہینہ بھر کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے۔

كَانَ يَعْمَلُهُ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَاَمِنَ مِنَ الْفُتَّانِ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرباط فی سبیل اللہ عزوجل جزء۲ ص۱۶۱)

اگر وہ مرجائے تو اس کا وہی عمل جاری رہے گا جو وہ کرتا تھا، اس کا رزق جاری کر دیا جائیگا اور وہ فتنۂ قبر سے مامون رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ اِلَّا الْمُرَابِطُ فَاِنَّهٗ يَنْمُوْلَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَيُؤَمَّنُ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی فضل الرباط جزء اول ص۳۴۵ وصححہ الترمذی)

ہر مرنے والے کا اپنے عمل پر خاتمہ ہوتا ہے سوائے پہرہ دینے والے کے اس لئے کہ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔

آگے فرمایا (وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ فلاح کا دارومدار تقوے پر ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے امراء کے احکام پر جمے رہیئے ان پر سختی سے عمل کیجئے اور لوگوں کو بھی ترغیب دیجئے کہ وہ بھی ان احکام پر جمے رہیں، جب تک امراء کی طرف سے کوئی دوسرا حکم نہ ملے پہلے حکم پر عمل کرتے رہیئے۔ مورچوں پر ڈٹے رہیئے اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، جب آپ تہجد کے لئے اٹھیں تو اٹھتے ہی سورۂ آل عمران کی آخری گیارہ آیات آسمان کی طرف منہ کر کے تلاوت کیا کیجئے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ قَعَدَ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّاَ وَاسْتَنَّ (صحیح بخاری ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ ص۵۱) و

میں (ایک رات) اپنی خالہ میمونہؓ کے ہاں سویا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی سے کچھ دیر باتیں کیں پھر سو گئے۔ پھر جب آخری تہائی رات باقی رہی تو آپ بیٹھ گئے، آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور یہ آیات تلاوت فرمائیں : اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ..... پھر آپ کھڑے ہو گئے اور وضو کیا اور مسواک کی اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر آپ

فِي رِوَايَةٍ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طُوْلِهَا فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَرَأَ الْاٰيَاتِ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرَ مِنْ اٰلِ عِمْرَانَ حَتّٰى خَتَمَ ثُمَّ اَتٰى شَنًّا مُعَلَّقًا فَاَخَذَهٗ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ (صحیح بخاری جزء ۶ صـ۵۲ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامہ جزء ۲ صـ۳۰۷ وصـ۳۰۹ واللفظ للبخاری)

بستر کے طول میں لیٹ گئے، پھر آپ نے نیند دور کرنے کے لئے چہرہ کو ملا، پھر آپ نے آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت کیں یہاں تک کہ سورت کو ختم کیا۔

(نوٹ:۔ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے آخر سورۃ تک گیارہ آیتیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے قصداً یا بھول سے اکائی کا ہندسہ چھوڑ دیا۔